

# پارک

حصہ اول

منظہر کلیمہ ایم ال

یوسف برادرز پاک گیٹ  
مُلتان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سفید رنگ اور جدید ماذل کی کیڈلک کار سڑک پر جیسے چھسلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوانا باڑی گارڈ کی یونیفارم میں موجود تھا۔ جوزف کے جسم پر بھی باڑی گارڈ کی یونیفارم تھی۔ عقبی سیٹ پر عمران اکیلا تھا لیکن عمران کے جسم پر براون رنگ کا قیمتی سوت تھا اور وہ سوت پہن کر اس طرح اکٹھ کر بیٹھا ہوا تھا جیسے اگر اس نے سانس بھی لیا تو سوت کی نریز خراب ہو جائے گی۔ کار کی سائیڈ پر ریاست ڈھپ کا فلیگ ہوا میں پھر پھر ارہا تھا جس پر دھاڑتے ہوئے شیر کا چہرہ بنا ہوا تھا۔ کار دار حکومت سے نکل کر مضافات کی طرف جانے والی ایک منگل سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”ماستر۔ اس ملک میں آخر کتنے نواب رہتے ہیں کہ آپ ہر بار کسی نئے نواب صاحب سے ملنے چل پڑتے ہیں۔“..... جوانا نے اچانک کہا۔

"نئے نواب۔ اگر تم نے تھی بات فخر جہاں رسم دوڑاں نواب ابن نواب اعلیٰ حضرت سلیمان خان کے سامنے کہہ دی تو فوراً اگر دن زندگی قرار دے دیئے جاؤ گے کیونکہ فخر جہاں رسم دوڑاں نواب ابن نواب حضرت سلیمان خان جدی پشتی نواب ہیں۔ ان کی گذشتہ سات نسلیں بھی نواب تھیں اور آئندہ آنے والی سات نسلیں بھی نواب ہی کہلاتیں گی یہ اور بات ہے کہ ان کی گذشتہ آٹھویں نسل اونٹ پڑایا کرتی تھی لیکن پھر اس نسل کو کہیں سے خزانہ مل گیا اور اس خزانے کی مدد سے انہوں نے جا گیر خریدی اور پھر نوابی کا سلسلہ ہائے پر شکوہ شروع ہو گیا آئندہ آنے والی سات نسلیں اس لئے نواب کہلاتیں گی کہ یہ جا گیر بالبھی قائم و دائم ہے۔"..... عمران نے جواب میں پوری تقدیر کر ڈالی۔

"یہ استالمیہ نام ایک ہی آدمی کا ہے یا سات نسلوں کے نام اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔"..... جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"باس۔ آگے پھر چوک آ رہا ہے۔"..... اچانک جوزف نے کہا۔

"وائیں ہاتھ پر مڑ جانا اور اس کے ساتھ ہی ہم نواب سلیمان خان کی جا گیر میں داخل ہو جائیں گے اور یہ سڑک سیدھی ان کے محل کے اندر جا کر ختم ہو گی۔"..... عمران نے جواب دیا اور جوزف نے اثبات میں سر ملا دیا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد کار ایک قدیم دور کی بنی ہوئی اہمی عالیشان حوالی کے بڑے سے پھانک میں داخل ہو رہی تھی۔ جوانا بڑی حریت سے اس عالیشان حوالی کو دیکھ رہا تھا جو حوالی میں ایک

طرف بڑا سا پورچ بنا ہوا تھا جس میں سیاہ رنگ کی ایک جدید ماڈل کی کیڈ لک کار کھڑی ہوئی تھی۔ جوزف نے اس کار کے قریب لے جا کر اپنی کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر اس نے عقبی دروازہ کھول دیا۔ جوانا بھی نیچے اتر آیا تھا جو زوف کے دروازہ کھولتے ہی عمران نیچے اتر اسی لمجھے ایک بھاری جسم کا آدمی جس نے نیا سوت پہن رکھا تھا تیزی سے برآمدے کی سری ہیاں اتر کر عمران کی طرف بڑھنے لگا اس کے پیچے دو مسلح مقامی آدمی بھی چل رہے تھے۔

"میرا نام اسحاق ہے اور میں نواب صاحب کا منیجر ہوں جتاب۔"..... بھاری جسم والے نے قریب اگر سر جھکاتے ہوئے اہمی موبدانہ لمحے میں کہا۔

"نواب صاحب کو اطلاع دی جائے کہ پرنس آف ڈھمپ تشریف لائے ہیں۔"..... جوزف نے اس منیجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ اوہ لیں سر۔ تشریف لائے نواب صاحب تو آپ کے شدت سے منظر ہیں۔ آئیے تشریف لائیے۔"..... منیجر نے اہمی موبدانہ لمحے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا جبکہ اس کے پیچے کھڑے دونوں مسلح آدمی ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد منیجر انہیں ایک بڑے ہال کمرے میں لے آیا۔ ہمار کافی بخوبی تھی نہ یوں تھا لیکن اس کی دیکھ بھال شاید اس انداز میں کی جائی تھی نہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے فرنچرا بھی کسی شوروم سے لا کر ہمارا رکھا گیا ہے ہال میں ہر طرف جہازی سائز کی پینٹنگز دیواروں کے ساتھ لگکے، ہو۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

تحیں جن میں نواب صاحب کے بزرگوں کی تصویریں تھیں۔

”تشریف رکھیں پرنس میں نواب صاحب کو اطلاع کرتا ہوں۔“  
میجر نے کہا اور تیزی سے واپس مزگیا عمران سر بلاتا ہوا ایک بڑے سائز کی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جوزف اور جوانا اس کے عقب میں کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد ہال کا دروازہ کھلا اور ایک بھاری جسم اور لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا جس کا رنگ انتہائی سرخ و سفید تھا۔ سفید بھری ہوئی داڑھی اور سر کے سفید بالوں نے اس کی وجاهت کو واقعی چار چاند لگادیئے تھے اس کے پیچے ایک نوجوان لڑکی تھی جس نے سادہ سا بس پہنا ہوا تھا لیکن اس کا رنگ بھی نواب صاحب کی طرح انتہائی سرخ و سفید تھا۔ عمران انہیں اندر آتے دیکھ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا نواب صاحب بڑی حریت بھری نظروں سے عمران اور اس کے پیچے کھڑے دیوہیکل جوزف اور جوانا کو دیکھ رہے تھے۔ لڑکی کے پھرے پر بھی حریت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”آپ پرنس ہیں۔“..... نواب صاحب نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”جی نہیں میرا نام آپ پرنس نہیں بلکہ پرنس آف ڈھمپ ہے لیکن آپ کو دیکھ کر مجھے تو کوئی حریت نہیں ہوئی کیونکہ جدی پشتی نوابوں کا جو خاکہ میرے ذہن میں موجود تھا اس پر آپ پورا اترتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس تعریف کا شکریہ پرنس۔ یہ میری بیٹی ہے راحیہ۔ آپ سے مل

کر واقعی بے حد صرفت ہوئی۔“..... نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”بے حد شکریہ مجھے بھی آپ سے اور آپ کی صاحبزادی سے ملکر دلی صرفت ہو رہی ہے یقین کیجئے کہ حضرت تھی کسی جدی پشتی اور حقیقی نواب سے ملنے کی ابتک میں جتنے بھی نوابوں سے ملا ہوں بس وہ نام کے ہی نواب لگتے تھے شکل و صورت، قد و قامت و جاہست اور شخصیت کے لحاظ سے وہ نواب کم اور کنجڑے زیادہ لگتے تھے۔“ عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا تو نواب صاحب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ انکا سرخ و سفید چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا جبکہ راحیہ کے چہرے پر بھی مسکراہست ابھر آئی۔ عمران نے نواب صاحب سے مصافحہ کرنے کے بعد راحیہ کو آداب کہا اور واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ”یہ دونوں آپ کے باڈی گارڈز ہیں۔“..... نواب صاحب نے جوزف اور جوانا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ یہ ہمارے باڈی گارڈز ہیں اور صرف نام کے ہی نہیں بلکہ حقیقتاً باڈی گارڈز ہیں کیونکہ والدہ محترمہ ملکہ ڈھمپ کا کہنا ہے کہ کنوارے نوجوان کو پریاں اٹھا کر لے جاتی ہیں اس لئے باڈی گارڈز کو ہر لمحے سر پر موجود رہنا چاہئے تاکہ اگر پریاں اٹھانے آئیں تو باڈی گارڈز کو اٹھا کر لے جائیں اور ان کا کنوارہ بیٹھا پریوں سے محفوظ رہ سکے۔“ عمران کی زبان چل پڑی نواب صاحب تو صرف مسکراہیے جبکہ راحیہ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گئے تھے کیونکہ وہ عمران کے اس فقرے کا مطلب بخوبی سمجھ گئے تھے لیکن ظاہر ہے اپنے خاندان رکھ رکھاؤ کی وجہ سے انہوں نے غصے کا اظہار کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔

"یہ ریاست دھمپ کہاں واقع ہے"..... نواب صاحب نے جوزف اور جوانا کے باہر جانے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے اہتمائی سنجیدہ لمحے میں پوچھا۔

"کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک چھوٹی سی آزاد ریاست ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لمحے میں جواب دیا۔

"سرسلطان نے اگر مجھے یقین نہ دلایا ہوتا تو شاید مجھے یقین نہ آتا۔ لیکن سرسلطان جیسے آدمی پر ہم اعتماد کرنے پر مجبور ہیں لیکن آپ یہاں پاکیشیا میں کیا مہمان کی حیثیت سے رہتے ہیں"..... نواب صاحب نے کہا۔

"جی نہیں میں پاکیشیا کا شہری ہوں مجھے پاکیشیا بے حد پسند ہے اس لئے میں نے باقاعدہ یہاں کی شہریت حاصل کی ہوئی ہے"..... عمران نے جواب دیا تو نواب صاحب نے اثبات میں سرہنادیا۔

"ہمیں سرسلطان نے بتایا تھا کہ آپ ہمارا مسئلہ حل کر دیں گے حالانکہ ہمارا خیال تھا کہ پرنس جیسے نوجوان قطعاً بے حد لاابالی سے ہوتے ہیں جبکہ ہمارا مسئلہ اہتمائی پیچیدہ اور اہتمائی گہرا ہے"..... نواب صاحب نے کہا۔

"ہم نے ایکریمیا میں باقاعدہ جاسوسی کی تربیت حاصل کر رکھی ہے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

"پریاں آپ کے باڈی گارڈز کو اٹھانے کی بجائے انہیں دیکھ کر ہی بے ہوش ہو جائیں گی پرنس"..... راحیلہ نے ہنسنے ہوئے کہا۔ "اگر بے ہوشی کے دوران پریاں بول سکتی ہیں تو میں ٹھیکھوں گا کہ وہ واقعی پریاں بے ہوش ہو چکی ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راحیلہ چند لمحے خاموش رہی پھر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ چہرہ شرم سے گلنار ہو گیا تھا۔

"اب تم جا سکتی ہو ہم نے پرنس سے اہتمائی ضرورت باتیں کرنی ہیں پھر کھانے پر ملاقات ہو گی"..... اچانک نواب صاحب نے اہتمائی سنجیدہ لمحے میں راحیلہ سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ انٹھی اور سلام کر کے تیزی سے مڑی اور پھر کمرے سے باہر نکل گئی۔ عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ نواب صاحب نے کیوں اسے جانے کا کہا ہے اور نواب صاحب کے اس عمل نے عمران کے دل میں نواب صاحب کا مقام بڑھا دیا تھا۔

"ان باڈی گارڈز کو باہر بھجوادیں پرنس۔ کیونکہ ہم جو بات کرنا چاہتے ہیں ہم اسے راز رکھنا چاہتے ہیں"..... نواب صاحب نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ویسے بھی اب ان کی یہاں ضرورت نہیں رہی۔ تم باہر جا کر کھڑے ہو جاؤ"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف اور جوانا خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ نواب صاحب نے بے اختیار ہونٹ بھیخت لئے ان کے چہرے پر غصے کے ہلکے سے آثار نمایاں ہو

نواب صاحب اور ہم ریاست ڈھنپ کی پولیس کے سربراہ بھی ہیں اور ہماری جاسوسی کی عظیم صلاحیتوں کی وجہ سے آج تک ریاست ڈھنپ کا کوئی مسئلہ نہ ہی پچیدگی حاصل کر سکا اور نہ ہی گھرانی میں جا سکا ہے آپ فرمائیں ..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نواب صاحب نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچنے اور پھر ایک طویل سانس لیا۔

ٹھیک ہے تو سنو۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا یہ ہماری عمت کا مسئلہ ہے اس لئے ہم اس کا افشا پسند نہیں کریں گے۔ تم نے ہماری بیٹی راحیلہ سے ملاقات کی ہے۔ ہم اسے اسی مقصد کے لئے ساتھ لائے تھے۔ راحیلہ ہماری اکلوتی بیٹی ہے اس کی والدہ اس کے بچپن میں ہی وفات پا گئی تھی اور ہم نے راحیلہ کی خاطر دوسری شادی نہیں کی ہم نے اسے بچپن سے یہی باپ اور ماں بن کر پالا ہے اب یہ بڑی ہو گئی ہے ہم نے اسے اعلیٰ تعلیم دلائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ مہذب اور دضدار بھی ہے اس کی شادی کے لئے ہمارے پاس بے شمار رشتہ آئے لیکن وہ رشتہ کسی شکستی وجہ سے ہمارے معیار پر پورے نہ اترے اس لئے ہم نے انکار کر دیا کچھ عرصہ پہلے عالم نگر کے نواب مقصوم علی خان کے بیٹے کا رشتہ آیا۔ یہ رشتہ ہر لحاظ سے ہمارے معیار پر پورا اترتا تھا اس لئے ہم نے یہ رشتہ قبول کر لیا ان کا بیٹا نواب زادہ راشد علی خان اعلیٰ تعلیم یافتہ اور انتہائی مہذب نوجوان تھا اور اس کے کردار میں بھی کوئی جھوٹ نہ تھا وہ لکڑی کے بزنس سے متعلق تھا اور اس سلسلے میں یورپی دنیا سے اس کے رابطے تھے پھر ہمیں

اطلاع ملنے کے نواب زادہ راشد طیارے میں سوار ہو کر ایکریمیا کی ریاست لاحاما جا رہا تھا کہ طیارہ فضا میں کریش ہو گیا اور نواب زادہ راشد دوسرے مسافروں سمیت اس حادثے میں ہلاک ہو گیا ہمیں اس حادثے کا بے حد صدمہ پہنچا اور ہم تعزیت کے لئے نواب مقصوم علی خان کے ہاں گئے تو پہ چلا کہ اپنے بیٹے کی ہلاکت کی خبر سن کر ان کا ہارت فیل ہو گیا ہے اور وہ بھی وفات پا گئے ہیں ہمیں بے حد دکھ پہنچا لیکن ظاہر ہے مشیت ایزدی کے سامنے ہم کیا کر سکتے تھے خاموش ہو رہے لیکن دو روز بعد اچانک ایک فون آیا اور بولنے والا ایکریمیا کی ریاست لاحاما سے بول رہا تھا اس نے بتایا کہ نواب زادہ راشد زندہ ہے اور طیارے میں سوار نواب زادہ راشد نقلی تھا ہم اس بات پر بے حد حیران ہوئے تو بولنے والے نے بتایا کہ نواب زادہ راشد کو ایک بین الاقوامی سملکنگ کی تنظیم کنگر نے اغوا کیا ہے اور نواب زادہ راشد اس تنظیم کے قبضے میں ہے وہ اس سے پاکیشیا میں میرائل کے سلسلے میں کوئی فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں اور نواب زادہ راشد نے آمادگی ظاہر کر دی ہے یہ فائل پاکیشیا میں ہے اور اب نواب زادہ راشد کو خفیہ طور پر پاکیشیا لایا جائے گا اور اس سے فائل حاصل کی جائے گی اس آدمی نے کہا کہ وہ یہ اطلاع اس لئے دے رہا ہے تاکہ اس فائل کی حفاظت کا بندوبست کیا جاسکے کیونکہ اس فائل کے جانے سے پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا اور اس کے بعد فون بند ہو گیا۔ ہم بے حد پریشان ہوئے ہم نے سر سلطان سے بات کی کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ سر سلطان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

اس مسئلے کو حل کرالیں گے کیونکہ وہ سیکرٹری وزارت خارجہ ہیں ان کے تعلقات ایکریمیا کے بڑے لوگوں سے ہوں گے ہم نواب زادہ راشد کی واپسی چاہتے ہیں ہم نے انہیں فون کیا تو انہوں نے تمہارا نام لے دیا۔ چنانچہ ہماری درخواست پر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ تمہیں ہمارے پاس بھجوادیں گے۔ نواب صاحب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جس شخص نے آپ کو فون کیا تھا اس سے اس کا کیا مقصد تھا۔ وہ آپ کو کیوں یہ بات بتانا چاہتا تھا اس نے نواب زادہ راشد کے گھر والوں کو کیوں کال نہیں کی۔ آپ کا فون نمبر اور ستپے اسے کیسے مل گیا۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم کہ اسے میرافون نمبر اور نام کہاں سے ملا اور اس نے مجھے کیوں فون کیا۔“ نواب صاحب نے جواب دیا۔

”کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں۔“ عمران نے کہا تو نواب صاحب نے سائیڈ تیپی پر رکھے ہوئے فون کے لاڈر کا بٹن پر لیں کیا اور فون اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے فون کو اپنے سامنے میز پر رکھا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ٹیل سار کار پوریشن۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی چونکہ لاڈر کا بٹن دبا ہوا تھا اس لئے دوسرے طرف سے آنے والی آواز نواب صاحب کو بھی آسانی سے سنائی دے رہی تھی۔

”پرنس آف ڈھپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے میں سیکشن سے بات

کرائیں۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ کا نمبر۔“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”نمبر نہیں نام۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوے کے ہو لڈ آن کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو رابرٹ مرفنی بول رہا ہوں انچارج میں سیکشن۔“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ہے ”پرنس آف ڈھپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔“..... عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”یہ سر۔“..... دوسری طرف سے مودبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”سمنگنگ کی بین الاقوامی تنظیم کنگز کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ایک منٹ ہو لڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں۔“..... دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

”یہ۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”ایسی کسی تنظیم کا کوئی وجود نہیں ہے جتاب۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وجود نہیں ہے یا آپ کے پاس اس کاریکارڈ نہیں ہے۔“..... عمران نے سرد لمحے میں پوچھا۔

”سمنگنگ سے متعلق دنیا کی ہر قابل ذکر تنظیم کا ریکارڈ ہمارے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پاس ہے لیکن کنگز نام کی کسی تنظیم کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی اس نام کی کسی تنظیم کا کوئی وجود ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”کیا اس مخبری کرنے والی تنظیم پر مکمل اعتماد کیا جا سکتا ہے۔“  
نواب صاحب نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے منظم اور باوسائل تنظیم ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوے کے اب میری تسلی ہو گئی ہے کہ کسی نے غلط بیانی کی ہے۔  
اب میں مطمئن ہوں تمہاری بے حد مہربانی۔“..... نواب صاحب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ان کے پھرے پر واقعی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”پھر مجھے اجازت دیجئے۔“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
”نہیں تم کھانا کھا کر جاؤ گے۔ اوں میں تمہیں گیست روم میں پہنچا دوں۔“..... نواب صاحب نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اشبات میں سر ملا دیا اور پھر تھوڑی دری بعد عمران حولی کے ایک علیحدہ حصے میں بننے ہوئے گیست روم میں چینچ گیا جوزف اور جوانا کو بھی ساتھ علیحدہ کمرے دے دیئے گئے نواب صاحب جب واپس چلے گئے تو عمران نے فون کار رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔  
”ٹیل سٹار کار پوریشن۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

### سنائی دی۔

”گیری ہوپ سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں  
پاکیشیا سے۔“..... عمران نے سجدیدہ لمحے میں کہا۔

”یہ سرہ بولڈ آن کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ گیری ہوپ بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے انکل۔“..... عمران نے کہا۔  
”اوے بھتیجے تم۔ بڑے طویل عرصے بعد انکل کی یاد آئی ہے تمہیں۔“  
دوسری طرف سے بولنے والے کا ہجھہ یکخت مشققانہ ہو گیا تھا۔

”میں تو انتظار میں ہی رہا کہ نجانے کب انکل کی وصیت کے مطابق اس بھتیجے کے نصیب جائے ہیں لیکن شاید انکل نے قیامت تک چینے کا ہتھیہ کر رکھا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ چلو انکل سے بات ہی کر لی جائے کہ ضروری تو نہیں کہ وصیت تک انتظار کیا جائے کچھ پہلے کام نہیں ہو سکتا۔“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے گیری ہوپ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

”جب سے میں نے تمہارے نام وصیت کی ہے تمام اثاثے تیزی سے غائب ہوتے چلے گئے ہیں بس اب وصیت کا کاغذ ہی رہ گیا ہے باقی۔“..... گیری ہوپ نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”چلو اس کا گذ کو نیلام کر کے کچھ وصول کر لیا جائے گا۔ آخر انکل گیری ہوپ کی وصیت ہے ہوپ تو بہر حال قائم ہی رہنی چاہئے۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”یقیناً ہوگا لیکن مجھے واقعی جتنا معلوم تھا میں نے بتا دیا ہے۔“  
گیری ہوپ نے جواب دیا۔

”اس بارے میں زیادہ تفصیلی معلومات کہاں سے مل سکیں گی۔  
کوئی ٹپ۔“..... عمران نے پوچھا۔

”میں کچھ نہیں بتا سکتا جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے بتا دیا  
ہے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو  
گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ  
بند دروازے پر آہستہ سے دستک ہوتی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔  
”لیں کم ان۔“..... عمران نے اوپنی آواز میں کہا تو دوسرے لمحے  
دروازہ کھلا اور عمران بے اختیار اٹھ کر کھدا ہو گیا کیونکہ کمرے میں  
نواب صاحب کی بیٹی راحیلہ داخل ہو رہی تھی۔

”آئیے آئیے۔ خوش آمدید۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”شکریہ۔ میں آپ سے ایک خاص بات کرنے حاضر ہوئی  
ہوں۔“..... راحیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کی تو ہر بات ہی ہمارے لئے خاص ہوتی ہے۔ تشریف  
رکھیں۔“..... عمران نے جواب دیا تو راحیلہ بے اختیار مسکرا دی۔

”آپ خوبصورت باتیں کرتے ہیں ہمیں آپ نے مل کر بے حد  
خوشی ہوئی ہے ہمیں معلوم ہے کہ ڈیڈی نے آپ کو کیوں کال کیا  
ہے۔“..... راحیلہ نے یکخت انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا تو عمران بے  
اختیار مسکرا دیا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور گیری ہوپ بے اختیار کھل کھلا کر  
ہنس پڑا۔

”تمہارا بس ٹپے تو مجھے نمہہ ہی نیلام کر دو۔ بہر حال بتاؤ کیے آج  
لتئے طویل عرصے بعد فون کیا ہے۔“..... گیری ہوپ نےہستے ہوئے  
کہا۔

”ایک بین الاقوامی سمنگنگ کی تنظیم ہے جس کا نام کنگز بتایا جاتا  
ہے اس بارے میں معلومات حاصل کرنا تھیں۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا یہ لائن محفوظ ہے۔“..... دوسری طرف سے اچانک انتہائی  
سنجیدہ لمحے میں کہا گیا تو عمران بھی بے اختیار چونک پڑا۔  
”ہاں۔ کیوں۔“..... عمران نے کہا۔

”اگر تمہاری بجائے کوئی اور پوچھ رہا ہوتا تو میرا جواب ہی ہوتا کہ  
اس نام کی کسی تنظیم کا دنیا میں وجود نہیں ہے لیکن تمہیں چونکہ ایسا  
جواب نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ کنگز نام کی  
تنظیم کا واقعی وجود ہے لیکن یہ ایکریمیا کی سرکاری سپرستی میں قائم غیر  
سپرکاری تنظیم ہے اور اسے انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے اس کا کام انتہائی  
قیمتی راز حاصل کرنا ہے اور اسے خفیہ رکھنے کے لئے مخبری کرنے والی  
تنظیموں کو سالانہ بھاری رقمات ادا کی جاتی ہیں۔“..... گیری ہوپ نے  
جواب دیا۔

”اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور کیا اس کا کوئی سیکشن ایشیا میں بھی  
ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

آپ سر عبدالرحمن کے اکلوتے صاحبزادے ہیں تو کیا پھر بھی آپ اپنے سپر سینگ تلاش کریں گے یا نہیں۔۔۔ راحیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اب تو واقعی غائب ہو گئے ہیں۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار راحیلہ عمران کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

”آپ کی ہبھن شریا یونیورسٹی میں میرے ساتھ پڑھتی رہی ہے اور میں شریا کی شادی میں بھی شریک ہوئی تھی۔۔۔ راحیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک تو شریانجانے کس کس کے ساتھ پڑھتی رہی ہے جہاں بھی میں پرنس بننے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔ شریا کی پڑھائی سامنے آجائی ہے۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور راحیلہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”میں نے یہ بات اس لئے پوچھی ہے کہ جب آپ پرنس نہیں ہیں تو پھر انکل سرسلطان جیسے اہتمائی سنجیدہ آدمی نے آپ کا تعارف پرنس آف ڈھمپ کی حیثیت سے کیوں کرایا انہیں تو اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کیا ہیں۔۔۔ تو کیا انہوں نے کسی خاص مقصد کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔۔۔ راحیلہ نے یقینت اہتمائی سنجیدہ بھجے میں کہا۔

”نواب صاحب نے جب سرسلطان سے بات کی تو سرسلطان نے انہیں فوری طور پر کوئی جواب دینے کی بجائے یہ کہہ دیا کہ وہ معلوم کر

”آپ کو کیسے معلوم ہوا۔۔۔ جبکہ نواب صاحب تو اسے راز کہہ رہے تھے۔۔۔ عمران نے کہا تو راحیلہ بے اختیار ہنس پڑی۔

”نواب صاحب کی ہر بات راز ہوتی ہے یہ ان کی پرانی عادت ہے حالانکہ ہر بات وہ مجھے بھی بتاتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ راز ہے۔۔۔ راحیلہ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”پھر تو یہ بین الاقوامی راز ہو گیا۔۔۔ بہر حال فرمائیے۔۔۔ عمران نے کہا اور راحیلہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”کیا آپ واقعی پرنس ہیں۔۔۔ راحیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا اور اس نے جلدی سے اپنے ہاتھوں سے سر کو ٹھوٹنا شروع کر دیا۔

”سینگ تو واقعی نہیں ہیں۔۔۔ عمران نے کہا تو راحیلہ بے اختیار ہنس پڑی۔

”غائب ہو گئے ہوں گے۔۔۔ راحیلہ نے بے اختیار کہا تو عمران بھی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا کیونکہ راحیلہ نے واقعی اہتمائی خوبصورت چوٹ کی تھی۔۔۔ راحیلہ کا یہ فقرہ مشہور محاورے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہونے کے حوالے سے تھا۔

”آپ نے تو مجھے بھی لا جواب کر دیا ہے۔۔۔ بہر حال پرنس کے سپر سینگ تو نہیں ہوا کرتے۔۔۔ میں یہ بتانا چاہتا تھا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر میں کہوں کہ میں جانتی ہوں کہ آپ کا نام علی عمران ہے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بنتائیں گے پھر سر سلطان نے مجھ سے بات کی تو میں نے انہیں کہ میں بطور پرنس تو نواب صاحب سے مل سکتا ہوں بطور علی عمران نہیں کیونکہ نواب صاحب سے میری چہلے ملاقات نہ ہوئی تھی ورنہ شاید مجھے پرنس کا روپ نہ دھارنا پڑتا اور معاف کیجئے میں نے عام طور پر دیکھا ہے کہ نواب صاحبان اپنے رتبے سے کم آدمی کو اہتمامی حقارت بھرے انداز میں ڈیل کرتے ہیں۔..... عمران نے جواب دیا۔

اوہ۔ ٹھیک ہے اب بات مجھے میں آگئی ہے لیکن آپ نے تو ڈیڈی کو مطمئن کر دیا ہے مگر کیا آپ خود مطمئن ہیں۔..... راحیہ نے کہا تو عمران بے اختیار پونک پڑا۔

”تو کیا نواب صاحب نے یہ بات بھی آپ کو بتا دی ہے۔“ - عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے چہلے بھی بتایا ہے کہ ڈیڈی مجھے بتاتے ہر بات ہیں لیکن ہر بات کو راز بھی رکھتے ہیں اور کہتے بھی ہیں۔..... راحیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب آپ کو تفصیل معلوم ہو گئی ہے تو پھر آپ کے سوال کا کیا مطلب ہوا۔ کیا آپ مطمئن نہیں ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب آپ نے جس اچجنی سے بات کی ہے اس نے آپ کو غلط معلومات مہیا کی ہیں لکنگر نام کی تنظیم واقعی اس دنیا میں موجود ہے۔..... راحیہ نے اہتمامی سنجیدہ مجھے میں کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”آپ کو اس بات کا کیسے علم ہے۔..... عمران نے سنجیدہ مجھے میں کہا۔

”میں ولیے تو شاید آپ سے بات نہ کرتی لیکن میں نے انگل سر سلطان سے فون پر بات کی ہے انہیں جب میں نے آپ کی آمد کے ساتھ ساتھ اس تنظیم کے متعلق اپنی معلومات کے بارے میں ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میں آپ سے تفصیل سے بات کر لوں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی ہیں اس طرح میری معلومات پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ جائیں گی اور اگر پاکیشیا کی سلامتی اور بقا کا کوئی مسئلہ ہو تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس خود ہی اس سے نہ لے گی ان کے یقین دلانے پر میں آپ کے پاس آئی ہوں۔..... راحیہ نے اہتمامی سنجیدہ مجھے میں کہا۔

”تو کیا لکنگر سے پاکیشیا کی سلامتی اور بقا کو کوئی خطرہ درپیش ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”مجھے اس بات کا علم نہیں ہے میرے پاس جو معلومات ہیں وہ میں آپ کو بتا دیتی ہوں اس کا فیصلہ تو حکومت کا کام ہے کہ کیا ان معلومات سے پاکیشیا کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے یا نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نواب زادہ راشد بزنس کے سلسلے میں غیر ممالک آتے جاتے رہتے تھے۔ اس طرح ان کی دوستی ایکریمیا کے ایک شخص سے ہو گئی۔ اس شخص کا تعلق بھی بزنس سے تھا اس کا نام فاسٹر تھا۔ ایک بار فاسٹر نے نئے میں آؤٹ ہو کر نواب زادہ راشد کو بتا دیا کہ وہ پاکیشیا میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

خود ہی اس ملائپ کی باتیں چھڑ جانے پر یہ بات مجھے بتائی تھی پھر نواب زادہ صاحب کی موت کی اطلاع ملی۔ مجھے بے حد صدمہ ہوا لیکن ظاہر ہے میں کیا کر سکتی تھی۔ خاموش ہو رہی لیکن اب ڈیڈی کو ملنے والے فون سے مجھے یہ ساری بات یاد آگئی ہے اور میں یہی بات آپ کو بتانے کے لئے آئی ہوں۔..... راحیلہ نے کہا۔

”لیکن یہ بات آپ اپنے ڈیڈی کو بھی بتا سکتی تھیں۔ آپ نے انہیں یہ بات کیوں نہیں بتائی۔..... عمران نے کہا۔

”ڈیڈی اور آپ کی والدہ کا مزاج اور سوچ ایک جیسی ہے اگر میں ڈیڈی کو یہ بتاویت کہ میری نواب زادہ صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے اور فون پر بھی گفتگو ہوتی رہتی ہے تو وہ مجھے یقیناً گولی مار دیتے۔ ان کے خیال کے مطابق تو ہم ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں اس لئے میں ان سے یہ بات نہ کر سکتی تھی۔..... راحیلہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ جس نے آپ کے ڈیڈی کو اطلاع دی ہے اس نے درست کہا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کنگز نامی تنظیم کا وجود بہر حال موجود ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نواب زادہ صاحب واقعی زندہ ہوں اگر ایسا ہے تو میری درخواست ہے کہ آپ سیکرٹ سروس کو کہہ کر نواب زادہ صاحب کو بچالیں۔..... راحیلہ نے کہا۔

”لیکن اس آدمی نے یہ کیوں کہا کہ وہ لوگ نواب زادہ صاحب سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

ایک اہم منصوبے پر کام کر رہا ہے اور اس سلسلے میں دو بار وہ پاکیشیا جا بھی چکا ہے اس نے بتایا کہ اس کا تعلق کنگز نامی ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم سے ہے اور یہ تنظیم پاکیشیا سے ایک ساتھ داکٹر عظیم حسین کو انغو اکرنا چاہتی ہے۔ راشد نے فاسٹر کی اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی کیونکہ نشے میں آدمی نجانے کیا کیا کہتا رہتا ہے اور پھر وہ فاسٹر بھی نشہ اترنے پر یہ بات بھول بھال گیا لیکن نواب زادہ راشد کو اس وقت بے حد حریت ہوئی جب ایک روز ڈاکٹر عظیم حسین ان کے والد سے ملنے آئے وہاں انہیں تپہ چلا کہ ڈاکٹر عظیم حسین ان کے قربی عزیزوں میں سے ہیں۔ نواب زادہ صاحب کو فاسٹر کی بات یاد آگئی تھی چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر ڈاکٹر عظیم حسین سے کیا تو ڈاکٹر عظیم حسین نے انہیں بتایا کہ وہ جدید میزانیل کے ایک پراجیکٹ پر ریسرچ کر رہے ہیں اور ان کا کام تقریباً اخیری مرحلہ میں ہے اور انہیں بے حد خدشہ ہے کہ ایکریسا اس پراجیکٹ کو ختم کرنے یا اس کا فارمولہ ادا نے کی کوشش کرے گا اس نے تو انہوں نے اس کا ایسا بندوبست کر دیا ہے کہ اگر انہیں انغو اکیا جائے یا ہلاک کر دیا جائے تو فارمولہ محفوظ بھی رہے اور حکومت پاکیشیا تک پہنچ بھی جائے لیکن انہوں نے اس بارے میں مزید کوئی بات نہ کی البتہ نواب زادہ راشد نے انہیں کہا کہ وہ اپنی حفاظت کا خیال رکھیں اور پھر یہ ملاقات ختم ہو گئی۔ نواب زادہ صاحب اور میرے درمیان فون پر گفتگو ہوتی رہتی تھی اور ہم اکثر دارالحکومت میں ملتے بھی رہتے تھے۔ نواب زادہ صاحب نے ایک بار

کوئی فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ ڈاکٹر عظیم حسین کی ریسرچ فائل نواب زادہ صاحب کے پاس ہے جبکہ وہ ڈاکٹر عظیم حسین کے پاس ہونی چاہتے ہیں۔ نواب زادہ کا اس فائل سے کیا تعلق ہے۔ عمران نے کہا۔

”یہی باتیں تو میں خود نہیں سمجھ سکی اور یہی باتیں سمجھنے کے لئے تو میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں۔“..... راحیلہ نے کہا۔

”اوے۔ آپ بے فکر ہیں میں یہاں سے جاتے ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چھیف کو روپورٹ کر دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ یہ مسئلہ حل کر لیں گے آپ بے فکر ہیں البتہ ایک وعدہ کریں کہ آپ اپنی شادی میں مجھے ضرور بلاؤں گی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”لبستر طیکہ آپ بھی وعدہ کریں کہ آپ اس شادی میں بطور پرنٹس آف ڈھپ شرکت کریں گے۔“..... راحیلہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا اس میں کوئی خاص بات ہے۔“..... عمران نے بھی احتراماً اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ظاہر ہے بطور پرنٹس آپ مجھے پرنٹس کی حیثیت والا تحفہ دیں گے۔“..... راحیلہ نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور راحیلہ تیزی سے مڑی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ عمران مسکرا تاہوادوبارہ کری پر بیٹھ گیا پھر اس نے فون کار سیور انٹھایا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ گیست روم کے فون کا نمبر علیحدہ ہے اس کا مطلب تھا کہ اس کا کوئی تعلق جو یلی کے دوسرے حصوں سے نہیں ہے پھر اس نے تیزی سے نمبر

ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔“

”علی عمران بول رہا ہوں جتاب۔۔۔ پاکیشیا کے ایک ساتھیان ہیں جن کا نام ڈاکٹر عظیم حسین ہے اور جو جدید میراٹل پر ریسرچ کر رہے ہیں ان کے بارے میں مجھے فوری معلومات چاہیں کہ وہ کس لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں اور ان کا فون نمبر کیا ہے تاکہ میں براہ راست ان سے بات کر سکوں۔ آپ ہربانی فرمائ کر سر سلطان کے ذریعے معلومات حاصل کر لیں۔ میں بیس پچیس منٹ بعد آپ کو فون کر کے پوچھ لوں گا تفصیلات بعد میں روپورٹ کروں گا۔“..... عمران نے اہتمامی مودباہہ لجھے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ گواسے معلوم تھا کہ فون ڈائریکٹ ہے لیکن اس کے باوجود اس نے احتیاط کرنی زیادہ مناسب سمجھا تھا۔ پھر بیس پچیس منٹ کے انتظار کے بعد اس نے دوبارہ رسیور انٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔“

”علی عمران بول رہا ہوں جتاب۔۔۔“..... عمران نے پہلے کی طرح مودباہہ لجھے میں کہا۔

”ڈاکٹر عظیم حسین ایک ہفتہ پہلے ہارت اسٹیک سے وفات پا چکے ہیں۔ وہ لیبارٹری میں کام کرتے تھے کام کے دوران ہی انہیں ہارت اسٹیک ہوا اور پھر ہسپیتال پہنچنے سے پہلے ہی وہ وفات پا گئے البتہ یہ بات

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بھی بتائی گئی ہے کہ وہ جس ریسرچ پر کام کر رہے تھے اس کے پیپرز نہ ہی لیبارٹری سے دستیاب ہوئے ہیں اور نہ ہی ان کی رہائش گاہ سے اس سے حکومت بے حد پریشان ہے کیونکہ ڈاکٹر عظیم حسین کی اس ریسرچ پر پاکیشیا نے اہتمائی کشیر سرمایہ صرف کیا ہے اور خیال کیا جاتا تھا کہ اس ریسرچ سے پاکیشیا کے اسٹنی مراکز کا دفاع ناقابل تحریر ہو جاتا لیکن ڈاکٹر عظیم حسین کی اچانک موت اور ان کے ریسرچ پیپرز کی عدم دستیابی سے پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان ہہنچا ہے ..... ایکسو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جتاب" ..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر لمحن کے تاثرات ابھر آئے تھے اب یہ بات تو اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ کنگریز ریسرچ فائل تلاش کر رہی ہے لیکن اس فائل کے لئے نواب زادہ راشد کو اغوا کرنا اور پھر ایک طیارے میں اس کی موت ظاہر کرنا۔ ان سب باتوں سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ کنگریز کو یہ اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر عظیم حسین نے ریسرچ فائل نواب زادہ راشد کے حوالے کی ہوئی ہے یا کم از کم نواب زادہ راشد کو یہ معلوم ہے کہ فائل کہاں ہے لیکن اگر ایسی بات ہوتی تو نواب زادہ راشد راحیلہ سے اس کا ذکر ضرور کرتا جبکہ راحیلہ نے بتایا ہے کہ جب نواب زادہ راشد نے ڈاکٹر عظیم حسین سے ریسرچ کی حفاظت کی بات کی تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے اس کا انتظام کر لیا ہے تاکہ ان کے اغوا یا موت کی صورت میں فائل حکومت پاکیشیا تک پہنچ جائے لیکن ان کی موت کو

ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ اس کے باوجود حکومت تک اس فائل کے نہ پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر عظیم حسین نے جوان تنظامت کئے تھے ان میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو چکی ہے۔ ابھی عمران بیٹھا ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ ایک ملازم داخل ہوا اور اس نے کھانا لگ جانے کی اطلاع دی تو عمران سر ہلاتے ہوا اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کرسی پر بیٹھا ہوا ایک نوجوان بے اختیار چونکہ پڑا نوجوان کے چہرے پر داڑھی بڑھی ہوئی تھی سر کے بال بھی پریشان سے تھے اور جسم پر موجود لباس بھی مسلا ہوا تھا۔ وہ کرسی پر آسی راڑز کی گرفت میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے دروازہ کھلتے ہی کمرے میں دو آدمی داخل ہوئے جن میں ایک کا قد لمبا اور جسم دبلا پٹلا ساتھا جبکہ دوسرا چھوٹا اور بھاری جسم کا تھا۔

«نواب زادہ راشد۔ میں نے دوستی کی خاطر اب تک تمہیں موت سے بچا رکھا ہے لیکن اگر اب بھی تم نے اس فائل کے بارے میں تفصیلات نہ بتائیں تو پھر میں بھی پچھے ہٹ جاؤں گا۔ اس لئے تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم مجھے سب کچھ بتا دو۔ میرا وعدہ کہ تمہیں رہا کر دیا جائے گا۔»..... آنسو والوں میں سے ایک نے قریب آگراہتائی سخت

## لنجے میں کہا۔

«میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا ہے فاسڈر کہ مجھے اس فائل کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ میری ملاقات ڈاکٹر عظیم حسین سے ضرور ہوئی تھی لیکن انہوں نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ فائل انہوں نے کہاں رکھی ہوئی ہے اور میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر مجھے علم ہوتا تو میں یقیناً بتا دیتا۔»..... کرسی پر بندھے ہوئے نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

«لیکن ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر عظیم حسین نے یہ فائل تمہارے والد کے ذریعے کہیں رکھوائی ہے لیکن تمہارے والدوفات پا گئے ہیں اور ہم نے ان کی رہائش گاہ کی مکمل تلاشی لی ہے لیکن وہاں سے فائل نہیں مل سکی اور تم اپنے والدوفات کے اکتوتے بیٹھے ہو۔ لا محال تمہارے والد نے تمہیں اس فائل کے متعلق بتا دیا ہو گا۔»..... فاسڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

«اگر ایسی بات تھی تو تمہیں میری موت کی خبر اڑانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس طرح صدر سے میرے والدوفات نہ پاتے اور تمہیں فائل بھی مل جاتی۔ اب مجھے کیا معلوم کہ کیا واقعی ڈاکٹر عظیم حسین نے وہ فائل میرے والد کے ذریعے رکھوائی بھی ہے یا نہیں اور اگر رکھوائی بھی ہے تو کہاں۔ المتبہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں پاکیشیا جاؤں اور وہاں جا کر معلومات حاصل کروں اور اگر وہ فائل مل جائے تو میں تمہیں دے دوں۔ اس کے سوا بتاؤ اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔» نواب زادہ راشد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہے۔ اگر مجھے تم سے ہمدردی نہ ہوتی تو میں تنظیم کی مرضی کے بغیر تھارے ہونے والے سر کو فون کیوں کرتا۔ اگر تنظیم کو اس کا عالم ہو گیا تو مجھے ایک لمحے میں گولی مار دی جائے گی۔..... دوسرے شخص نے کہا۔

”میں تھارا مشکور ہوں کہ تم نے میری خاطرا پنی جان پر کھیل کر یہ کام کیا ہے۔ اگر کبھی موقع ملا تو میں یہ احسان ضرور اتار دوں گا۔..... نوابزادہ راشد نے جواب دیا۔

”اوے۔ اب میں چلتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں فاسٹر کے ساتھ پا کیشیا بھیجا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ میں بھی ساتھ جاؤں۔“۔ دوسرے شخص نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گئے تو نوابزادہ راشد نے ایک بار پھر طویل سانس لیا۔ اس کا جسم مسلسل بند ہے ہوئے کی وجہ سے اکڑ سا گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیا کر سکتا تھا۔ آج اسے اس طرح بند ہے ہوئے چوتھارو زہو گیا تھا۔ اس دوران صرف اسے رفع حاجت کے لئے کھول کر لے جایا جاتا تھا اور پھر واپس لا کر باندھ دیا جاتا تھا۔ گو نوابزادہ راشد نے فاسٹر اور دونوں سے بہت کہا کہ وہ فراز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسے کیوں باندھا جا رہا ہے تو اسے یہ کہا گیا کہ یہ چیف کا حکم ہے تاکہ تم خود کشی نہ کر سکو اور نوابزادہ راشد خاموش ہو گیا۔ اب ظاہر ہے وہ کیا کر سکتا تھا۔ ویسے اسے بار بار ڈاکٹر عظیم حسین پر غصہ آرہا تھا کہ جس کی وجہ سے اسے یہ دن دیکھنے پڑے تھے اور اس کے والد بھی فوت ہو گئے تھے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”تھارے والد نے کسی بنک میں کوئی لا کر بھی لیا ہوا ہے۔“ فاسٹر نے پوچھا۔ ”لا کروہ کیوں۔“..... نوابزادہ راشد نے چونکہ حریت بھرے لمحے میں پوچھا۔

”قیمتی زیورات اور دستاویزات رکھنے کے لئے لا کر لئے جاتے ہیں۔“..... فاسٹر نے جواب دیا۔

”اس کی ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہماری رہائش گاہ پر بے شمار ملازم ہوتے ہیں۔ چوکیدار ہوتے ہیں۔ پھر ہمیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے کہ ہم حفاظت کے لئے عیحدہ لا کر لیں۔“..... نوابزادہ راشد نے جواب دیا۔

”یہ اطلاع ہمارے پاس بھی ہے۔ ہم نے تھارے والد کے منیجر سے بھی پوچھ گچھ کی ہے اور پوری رہائش گاہ کی تلاشی بھی لی ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ فائل تھارے والد کو دی گئی تھی۔ اب تم بتاؤ گے کہ وہ کہاں ہو سکتی ہے۔“..... فاسٹر نے سخت لمحے میں کہا۔

”کس طرح تمہیں معلوم ہوا ہے کہ فائل میرے والد کے پاس ہے۔“..... نوابزادہ راشد نے کہا۔

”یہ بات تمہیں نہیں بتائی جا سکتی یہ ہمارا پیشہ ورانہ راز ہے۔ بہر حال یہ اطلاع حتیٰ اور درست ہے۔“..... فاسٹر نے اسی طرح سخت لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نوابزادہ اب تم اپنی اور اپنی ہونے والی بیوی دونوں کی جان بچاؤ اور فائل حاصل کر کے تنظیم کو دے دو۔ یہ میرا تمہیں دوستہ مشورہ

لیکن ظاہر ہے وہ سوائے غصہ کھانے کے اور کر بھی کیا سکتا تھا البتہ اس نے دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ فائل ملاش کرنے کی پوری پوری کوشش کرے گا اور فائل حاصل کر کے فاسٹر کے حوالے کر کے اپنی جان چھڑالے گا۔ اسے پاکیشیا کے مفادات اور میراٹلوں وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور نہ وہ دلچسپی لینا چاہتا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران جسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا سیکریٹریک زیر و احتراماً اٹھ کر کھدا ہو گیا۔  
 ”بیٹھو“..... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔  
 ”کچھ سپہ چلاس فائل کا“..... بلیک زیر نے پوچھا۔  
 ”نہیں۔ البتہ یہ بات طے ہے کہ ڈاکٹر عظیم حسین نے واقعی فائل نواب معصوم علی خان کے حوالے کی تھی اور انہیں کہا تھا کہ اگر انہیں انداز کر لیا جائے یا وہ ہلاک ہو جائیں تو وہ یہ فائل وزارت سائبنس کے سیکریٹری تک پہنچا دیں گے لیکن اس کے بعد کہاں گئی۔  
 اس کا کچھ سپہ نہیں چل سکا اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس فائل میں ڈاکٹر عظیم حسین کی ریسرچ کے ساتھ ساتھ بی ایکس میراٹل کا فارمولہ بھی شامل ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اس بات کا کیسے تپہ چلا کہ فائل واقعی نواب صاحب کے حوالے کی گئی تھی۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ڈاکٹر عظیم حسین کی رہائش گاہ کی تلاشی کے دوران ایک سیف کے خفیہ خانے سے ان کی پرسنل ڈائری ملی ہے۔ اس میں انہوں نے تفصیل سے اس بارے میں لکھا ہے۔ وہ بھی نواب صاحب سے فون پر بات کرتے رہتے تھے اور انہیں نواب صاحب کی حب الوطنی پر مکمل اعتماد تھا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”نواب صاحب کے میجر یا کسی ملازم کو تو بہر حال معلوم ہو گا۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ان کے میجر نے صرف استابتایا ہے کہ ڈاکٹر عظیم حسین ملاقات کے بعد گئے تو نواب صاحب کے پاس ایک سرخ رنگ کی ضخیم فائل تھی جو انہوں نے اس کے سامنے الماری میں رکھ دی۔ اس کے بعد نواب صاحب اپنی حویلی سے باہر نہیں گئے۔ اس کے باوجود میں نے پوری حویلی چھان ماری ہے۔ ہر امکانی جگہ کو چیک کیا۔ ان کے ملازم سے پوچھ کچھ کی لیکن فائل کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملا۔ میں نے نواب صاحب کے ذاتی کاغذات بھی چیک کئے ہیں لیکن نہ ہی کوئی ڈائری ملی ہے اور نہ ہی کوئی ایسا کاغذ جس سے اس بارے میں کوئی اشارہ مل سکے۔ دیسے نواب صاحب کا جس بنک میں اکاؤنٹ تھا اس کے میجر سے بھی پوچھ کچھ کی ہے۔ اس کا کہنا بھی یہی ہے کہ نواب صاحب نے کبھی لاکر نہیں لیا۔ اس کے علاوہ سر سلطان کی مدد سے

پورے دارالحکومت کے بنکوں سے بھی معلومات حاصل کی گئی ہیں لیکن کہیں بھی ان کے نام پر کوئی لاکر نہیں ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آخر یہ فائل کہاں چلی گئی۔ کیا اسے زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا۔..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہی مسئلہ تو حل کرنا ہے اور یہ مسئلہ فی الحال تو لا مخل بنا ہوا ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئی تھیں۔

”نوابزادہ راشد کا کیا ہوا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نے کوشش کی ہے لیکن سوائے ٹیل سثار کے گیری، ہوپ کے اور کوئی اس تنظیم کے وجود کا اقرار ہی نہیں کرتا اور زیاست لاحاما میں ہمارا کوئی آدمی بھی نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں وہاں جانے کی فوری ضرورت بھی نہیں کیونکہ فائل بہر حال یہیں ہے اور یقیناً کنگز کو خود اس کی تلاش ہو گی۔..... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ملا دیا۔

”ہو سکتا ہے نوابزادہ راشد کو اس بارے میں کچھ معلوم ہو کہ اس کا والد یہ فائل کہاں رکھ سکتا ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ لوگ میجر سے پہلے پوچھ کچھ کرچکے ہیں اس کے باوجود میں نے صدر کو وہاں میجر کے اسٹیٹ کے طور پر چھوڑ دیا ہے تاکہ اگر کوئی بھی بات ہو تو وہ اطلاع دے سکے۔..... عمران نے جواب دیا اور پھر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کر دیئے۔  
 "قصر سلیمان"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مودباز آواز سنائی  
 دی۔  
 "پرسن آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ نواب صاحب سے بات  
 کرائیں"..... عمران نے کہا۔  
 "یس سر۔ ہولڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے بولنے والے کا  
 لہجہ مزید مودباز ہو گیا۔  
 "ہیلو"..... چند لمحوں بعد نواب صاحب کی باوقار آواز سنائی دی۔  
 "پرسن آف ڈھمپ نواب ابن نواب اعلیٰ حضرت بڑے نواب  
 صاحب کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے"..... عمران نے مسکراتے  
 ہوئے کہا۔  
 "وعلیکم السلام"..... جیتنے والے کیے فون کیا ہے"..... دوسری  
 طرف سے نواب صاحب کی خوشگواری آواز سنائی دی۔  
 "آپ کو ایک خوشخبری پہنچانی تھی۔ آپ مٹھائی تیار رکھیں۔ میں  
 دو تین ٹرک بھیج دوں گا"..... عمران نے جواب دیا۔  
 "کیا مطلب۔ کیسی خوشخبری"..... نواب صاحب نے حیران ہو کر  
 کہا۔

"نوابزادہ راشد صاحب نے صرف زندہ ہیں بلکہ وہ کل صحیح پہنچ بھی رہے ہیں"..... عمران نے کہا۔  
 "کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی نوابزادہ راشد زندہ ہے"۔ نواب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی بات کرتا۔ اچانک فون کی گھنٹی نجع  
 اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔  
 "ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں سر۔ نواب معصوم علی خان کی حوالی سے"۔  
 دوسری طرف سے صدر کی مودباز آواز سنائی دی۔

"یس"..... عمران نے مختصر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی منجر کو فون آیا ہے ایکریمیا سے۔ بات نوابزادہ راشد  
 نے کی ہے۔ اس نے منجر کو بتایا ہے کہ اس کی موت کی خبر گلط تھی اور  
 وہ زندہ ہے اور وہ خصوصی چارٹرڈ طیارے پر کل صحیح پاکیشی پہنچ رہا ہے  
 منجر نے اسے بڑے نواب صاحب کی موت کے متعلق بتایا تو نوابزادہ  
 راشد نے اسے بتایا کہ اسے اطلاع مل چکی ہے اور پھر فون بند ہو  
 گیا"..... صدر نے تفصیل سے روپرٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب نوابزادہ راشد وہاں پہنچے تو تم نے اطلاع کرنی  
 ہے"..... عمران نے کہا اور رسیور کھد دیا۔  
 "نوابزادہ راشد کو انہوں نے کیوں رہا کر دیا ہے"..... بلیک زیرو  
 نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ نوابزادہ راشد کو استعمال کر کے یہ فائل  
 حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ اوہ۔ ایسا بھی تو ہو سکتا  
 ہے"..... عمران نے بات کرتے یکخت چونکتے ہوئے کہا اور اس  
 کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع

صاحب کے لجھے میں بے پناہ حریت تھی۔  
”جی ہاں وہ زندہ بھی ہیں اور بخیریت بھی“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو پھر اس کی موت کی جھوٹی خبر کسی کو اڑانے کی کیا ضرورت تھی“..... نواب صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

”اس کا مقصد ایک فائل حاصل کرنا تھا جو ایک سائنسدان ڈاکٹر عظیم حسین صاحب نے نوابزادہ راشد کے والد کو حفاظت کے لئے دی تھی۔ وہ سائنسدان بھی وفات پا چکے ہیں اور نواب معصوم علی خان بھی۔ اب نواب راشد فائل حاصل کرنے کے لئے آرہے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ نواب معصوم علی خان نے وہ فائل آپ کے حوالے کی ہوئی ہے“..... عمران نے کہا تو میر کی دوسری طرف پیٹھا ہوا بلکہ نیروں بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ اب عمران کی کال کا مطلب سمجھا تھا۔

”فائل۔ کیسی فائل مجھے تو نواب صاحب نے کوئی فائل نہیں دی اور پھر نواب معصوم علی خان کا کسی فائل سے کیا تعلق“..... نواب صاحب نے جواب دیا۔

”سائنسدان ڈاکٹر عظیم حسین۔ نواب معصوم علی خان کے عزیز تھے۔ اس لئے انہوں نے حفاظت کے طور پر یہ فائل نواب معصوم علی خان کے حوالے کر دی تھی۔ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ نواب معصوم علی خان یہ فائل کہاں رکھ سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”مجھے کیا معلوم۔ میری تو نواب معصوم علی خان سے ان کی وفات سے قبل صرف دو بار ملاقات ہوئی تھی۔ ایک بار تو وہ خود نوابزادہ راشد کے ساتھ میرے پاس آئے تھے اور دوسری بار میں ان کے پاس گیا تھا اور بس“..... نواب صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال نواب راشد علی خان کی زندگی اور واپسی خوشخبری تو ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی یہ خوشخبری ہے اور میں یہ خوشخبری سن کر خوش ہوا ہوں۔ تم میرے پاس آجائو۔ میں تمہیں مسٹھانی کھلاوں گا“..... نواب صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اتھنی مسٹھانی میں اکیلا کیسے کھاسکوں گا نواب صاحب۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ میں دو تین ٹرک بھجوادوں گا۔ آپ مسٹھانی ان پر لوڈ کر دیجئے گا“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف نواب صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ٹھیک ہے بھجوادینا“..... نواب صاحب نے ہستے ہوئے کہا اور عمران نے شکریہ اور خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ آئیڈیا بھی غلط نکلا ورنہ مجھے اچانک خیال آگیا تھا کہ کہیں فائل نواب سلیمان خان کے پاس نہ ہو“..... عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ویسے حریت ہے عمران صاحب آخر فائل کہاں جا سکتی ہے۔ لازماً فائل اسی جویلی میں ہوگی۔ نواب لوگ اپنی دولت چھپانے کے لئے اہتمامی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عجیب و غریب جگہیں بناتے ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”بہر حال نواب راشد آرہا ہے۔ اگر ایسی کوئی جگہ ہوئی تو اسے لازماً اس کا عالم ہوگا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اس کی نگرانی ہو رہی ہو گی یا ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ کنگز کے آدمی ہوں۔ ان کا تو انتظام ہونا چاہئے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ تو ہو جائے گا۔ پہلے فائل تولے۔ میں دراصل پہلے سے اس کنگز کو ہوشیار نہیں کرنا چاہتا۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اشبات میں سرہلا دیا۔

اہتمامی شاندار انداز میں سچے ہوئے ایک وسیع و عریض آفس میں بیٹھے ایک ادھری عمر آدمی نے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجتے ہی ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یہ۔..... اس ادھری عمر کا ہجہ پے حد باوقار تھا۔

”سر ارباب خان صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔..... دوسری طرف سے ان کی سیکرٹری کی موذبانہ آواز سنائی دی۔

”ار باب خان۔ اچھا کرو بات۔..... اس ادھری عمر نے کہا۔ اس کے چہرے پر ارباب خان کا نام سن کر قدرے خیریت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”ہمیلو۔ ارباب خان بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”یوسف خان بول رہا ہوں۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے۔..... ادھری

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

عمر نے جس کا نام یوسف خان تھا۔ باوقار لجھے میں کہا۔  
”تمہیں اطلاع تو مل گئی ہو گی یوسف خان کہ نوابزادہ راشد زندہ  
ہے اور پاکیشیا والپ آرہا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو یوسف  
خان بے اختیار اچھل پڑا۔

”نوابزادہ راشد زندہ ہے۔ اودہ۔ اودہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس کی  
موت کی تو حتیٰ اطلاع مل چکی تھی اور اس کی موت کی وجہ سے نواب  
معصوم علی خان وفات پا گئتھے“..... یوسف خان کے لجھے میں بے  
پناہ حیرت تھی۔

”تجھے نواب صاحب کے میجر نے اطلاع دی ہے اور یہ بھی بتاؤں  
کہ جو فائل نواب صاحب نے تمہارے حوالے کی تھی اس کی تلاش بھی  
بڑی شدودہ سے جاری ہے“..... ارباب خان نے کہا۔

”فائل کی تلاش۔ کیا مطلب۔ وہ تو نواب صاحب نے تجھے امانت  
کے طور پر دی تھی اور ان کی یہ امانت میرے پاس موجود ہے۔ بلکہ میں  
تو بڑا پریشان تھا کہ اب اس فائل کا کیا کروں لیکن اب نوابزادہ راشد  
آرہا ہے تو میرے نے آسانی ہو گئی ہے کہ میں یہ فائل اس کے حوالے  
کر دوں گا“..... یوسف خان نے کہا۔

”یہ فائل تمہیں ارب پتی بنای سکتی ہے یوسف خان۔ جبکہ سوائے  
میرے اور تمہارے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ فائل کہاں  
ہے“..... ارباب خان نے کہا۔

”کیسی لمحیٰ ہوئی باتیں کر رہے ہو۔ فائل تجھے ارب پتی کیے بنا

سکتی ہے اور کیوں۔ کھل کر بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو“..... یوسف  
خان نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”یہ فائل پاکیشیا کے ایک مشہور ساتھیان ڈاکٹر عظیم حسین نے  
نواب معصوم علی خان کو دی تھی۔ اسرا تو تمہیں جھیں معلوم ہی ہو گا۔“  
ارباب خان نے کہا۔

”ہاں۔ تمہارے سامنے ہی تو بات ہوئی تھی۔ نواب صاحب نے  
یہی بات کی تھی کہ یہ فائل ایک بڑے ساتھیان کی امانت ہے۔ مگر  
تم کیا کہنا چاہتے ہو“..... یوسف خان نے کہا۔

”وہ ساتھیان وفات پا گیا ہے اور نواب معصوم علی خان بھی  
فوت ہو گئے ہیں اور تمہارے اور میرے علاوہ اور کسی کو یہ معلوم  
نہیں ہے کہ فائل کہاں ہے یا کس کے پاس ہے جبکہ میجر کے ذریعے  
تجھے معلوم ہوا ہے کہ کوئی غیر ملکی تنظیم اس فائل کے حصوں کے نے  
پاگل ہو رہی ہے اور اس کے علاوہ مقامی سرکاری ہمجنی بھی اس پر  
دلچسپی لے رہی ہے۔ اس ہمجنی کے آدمیوں نے بھی نواب صاحب کی  
رہائش گاہ کی احتیاطی تفصیلی تلاشی لی ہے۔ اس غیر ملکی تنظیم نے میجر کو  
لاکھوں ڈالرز کا بھی لائچ دیا کہ وہ اس فائل کے متعلق بتاؤ۔ لیکن  
چونکہ میجر کو اس کا علم ہی نہیں ہے اس لئے وہ کیا بتاتا۔ اس لئے اگر ہم  
چاہیں تو اس غیر ملکی تنظیم سے مل کر اس فائل کا اپنی مرضی سے سو دا کر  
سکتے ہیں۔“..... ارباب خان نے کہا۔

”کتنی رقم مل سکتی ہے تمہارے اندازے کے مطابق“..... یوسف

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

خان کے لجھ میں پہلی بار دلپسی کا عنصر بنایاں ہوا تھا۔  
”میرا خیال ہے کہ بیس پچیس لاکھ ڈالر تو مل ہی جائیں گے۔“  
ارباب خان نے جواب دیا۔  
”خاصی بڑی رقم ہے لیکن اس پارٹی سے رابطہ کیسے ہو گا۔“ یوسف  
خان نے کہا۔

”نواب صاحب کے منیر کو اشارہ کیا جاسکتا ہے۔“ ارباب خان نے  
جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”لیکن منیر کو کیا کہو گے۔ اسے توسرے سے ہی معلوم نہیں ہے کہ  
یہ فائل ہمارے پاس ہے۔ جب نواب صاحب نے مجھے کال کیا تھا تو  
منیر کو انہوں نے خصوصی طور پر دار الحکومت بھجوادیا تھا اور خاص طور  
پر مجھے یہ بات بتائی تھی۔ دوسری بات یہ کہ اگر منیر نے خود ہی اس  
پارٹی سے سودا کر کے ہمارے بارے میں اطلاع کر دی تو وہ لوگ ہم  
سے زبردستی فائل لے جاسکتے ہیں۔ یقیناً ان کا تعلق کسی بین الاقوامی  
 مجرم تنظیم سے ہو گا جبکہ ہم صرف بزنس کے لوگ ہیں۔“ یوسف  
خان نے کہا۔

”ہم منیر کو پہلے ہی حصہ دے کر اپنے ساتھ ملالیں گے۔ وہ میرا  
خاص دوست ہے۔ تم اس بات کی فکر نہ کرو صرف ہاں کر دو۔ باقی کام  
میں خود کر لوں گا۔ مجھے ایسے کاموں کا تجربہ ہے۔“ ارباب خان نے  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو ارباب۔ میں کسی چکر میں نہیں پھنسنا چاہتا۔ میری چھٹی

حس کہہ رہی ہے کہ ہمیں کوئی بڑا نقصان بھی اٹھانا پڑ سکتا ہے۔ اس  
لنے میرا خیال ہے کہ ہمیں لائق کرنے کی بجائے خاموشی بے یہ فائل  
نو ابزادہ راشد کو دے دینی چلہنے۔ اس کے بعد وہ جانے اور تنظیم جانے  
کم از کم ہم تو محفوظ ہو جائیں گے۔“ یوسف خان نے ہاں کرنے کی  
بجائے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”صرف نواب معصوم علی خان کو یہ علم تھا کہ فائل تمہارے پاس  
ہے یا مجھے۔ کیونکہ میں تمہارے ساتھ تھا اگر تم ڈرتے ہو تو پھر ایسا کرو  
کہ تم وہ فائل میرے حوالے کر دو اور بے فکر ہو جاؤ۔ تم پر کسی قسم کا  
حروف نہیں آئے گا۔ اس کے بعد میں جانوں اور فائل جانے۔“ ارباب  
خان نے کہا۔

”مجھے کیا دو گے۔ چلو اس طرح بات کر لیتے ہیں۔“ یوسف خان  
نے کہا۔

”تمہاری جان محفوظ رہے گی۔ کیا یہ کافی نہیں۔“ ارباب خان  
نے جواب دیا۔

”میں بزنس میں ہوں ارباب خان اور مجھے معلوم ہے کہ تم اس  
فائل سے بھاری رقم کمائے گے اس لئے بہر حال مجھے بھی حصہ ملنا چاہئے۔“  
یوسف خان نے کہا۔

”چھو ایک لاکھ روپے لے لو اور فائل خاموشی سے مجھے دے  
دو۔“ ارباب خان نے کہا۔

”ابھی تم نے خود ہی بیس پچیس لاکھ ڈالزوں کی بات کی ہے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

اب ایک لاکھ روپے پر مجھے فرخار ہے ہو۔ سوری ارباب خان۔ اس آئندی سے کوئی ہمیں ڈراپ کر دو۔ فائل میرے پاس ہے۔ میں خود ہی ابھی جس طرح مناسب بچھوں گاڈیل کر لوں گا۔ یوسف خان نے ماہر بزنس مینوں کی طرح بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم سے تو وہ تنظیم مفت میں حاصل لے جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ راز رکھنے کے لئے تمہیں گولی مار دے۔ بیس پچیس لاکھ ڈالر تو صرف اندازہ ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اندازہ درست ثابت ہو۔ چلو آخری بات کر رہا ہوں۔ دس لاکھ روپے لے لو۔ ورنہ میں خود ان سے بات کر کے تمہارا حوالہ دے دوں گا۔ اس طرح فائل بھی تمہیں دینی پڑے گی اور رقم بھی نہیں ملے گی۔ ارباب خان بھی اس سے کم نہ تھا۔ اس نے لانچ کے ساتھ ساتھ دھمکی بھی دے دی۔

”اوے کے۔ دس لاکھ روپے لے آؤ اور فائل لے جاؤ۔ یوسف خان نے جواب دیا۔

”کیا فائل تمہارے آفس میں ہے۔ ارباب خان نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ لیکن تمہارے آنے تک میں فائل منگوں گا۔ یوسف خان نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اوے کے کے الفاظ سن کر اس نے رسمیور رکھ دیا۔ پھر اندر کام کار سیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے

”لیں سر۔ دوسری طرف سے اس کے اسٹینٹ کی آواز سنائی

”رحمت خان جو فائل تم نے سپیشل سیف میں رکھی تھی وہ وہاں سے نکال کر مجھے دے جاؤ۔ یوسف خان نے کہا۔

”لیں سر۔ آپ سپیشل سیف کے نمبر پریس کر دیں۔ یوسف خان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یوسف خان نے کہا اور اندر کام کار سیور رکھ کر اس نے میز کی سب سے نجیلی دراز کھوپی اور اس میں موجود ایک ریموت کنٹرول جتنا آلہ نکال کر اس نے اس کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جب اس آلے کو اپر لگا، ہوا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا تو اس نے آلے کو میز پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آلے پر لگا، ہوا سرخ رنگ کا بلب یعنی بچھے گیا اور اس کی جگہ سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ یوسف خان بچھے گیا کہ رحمت نے سپیشل سیف کھول لیا ہے۔ وہ خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا تو یوسف خان نے آله اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے آله میز کی سب سے نجیلی دراز میں رکھا اور دراز بند کر دی۔ تھوڑی دیر بعد دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی ہاتھ میں فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ یہ خاصی ضخیم فائل تھی اور اس کے کور کا رنگ سرخ تھا اور اسے پلاسٹک کے شفاف لفافے میں پیک کیا گیا تھا۔ آنے والے نے یوسف خان کو سلام کیا اور وہ فائل یوسف خان کے سامنے رکھی اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔ یوسف خان نے میز کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

دوسری دراز کھولی اور فائل اٹھا کر اس کے اندر رکھی اور دراز بند کر دی  
اب اسے ارباب خان کی آمد کا انتظار تھا۔

عمران نے کار سڑک پر اتاری اور ایک میدان لراس کر کے اس نے کار درختوں کے ایک جھنڈ میں لے جا کر روک دی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر آیا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا گھنے درختوں کے اپنے ذخیرے کے کنارے پر پہنچ کر کھدا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس نے ایک کار کو سڑک چھوڑ کر تیزی سے میدان کر اس کر کے اس جھنڈ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس میں وہ خود موجود تھا تو وہ تیزی سے پہنچے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد کار جھنڈ میں داخل ہوئی اور عمران کی کار کے قریب آکر رک گئی اس میں سے ایک نوجوان باہر آگیا وہ حریت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں میرے پاس رقم نہیں ہے۔“  
اچانک ایک درخت کے چوڑے تنے کی اوٹ سے عمران کی آواز سنائی دی اور آنے والا بے اختیار مسکرا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”رقم نہیں ہے تو رقم مل جائے گی عمران صاحب۔ گھبرائیں نہیں آگر میں نواب معصوم علی خان کا اسٹنٹ میجر ہوں۔“..... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ صدر تھا جس نے مقامی میک اپ کیا ہوا تھا اور دوسرے لمحے عمران جو اس درخت کی اوٹ میں تھا باہر آگیا۔ ”تمہاری شکل میجروں کی بجائے راہزنوں سے ملتی ہے۔ اس لئے میں ڈر گیا تھا کہ تم یہ مانگے کی کار دیکھ کر کہیں یہ نہ بجھ لو کہ میرے پاس بھاری رقم ہو گی۔“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”جو کچھ میں نے اسٹنٹ میجر بن کر دیکھا ہے اس سے مجھے یہی تپہ چلا ہے کہ ان نوابوں کے میجر راہزنوں سے کسی صورت بھی کم نہیں ہوتے لیکن آپ نے مجھے یہاں کیوں کال کیا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نوابزادہ راشد سے ذاتی طور پر ملنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے نم سے بھی رپورٹ لینا چاہتا تھا اور ابھی تمہیں اس اعلیٰ ترین پوسٹ سے فارغ بھی نہیں کرانا چاہتا۔“..... عمران نے جواب دیا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ وہ بجھ گیا تھا کہ اعلیٰ ترین پوسٹ سے عمران کا اشارہ اسٹنٹ میجر کی پوسٹ کی طرف ہی ہے۔

”میں میجر کے ساتھ اپنے رپورٹ پر نواب زادہ راشد کو لینے گیا تھا۔ نواب زادہ راشد کے ساتھ دو ایکر یہیں بھی تھے۔ پھر وہ ایکر یہیں اس کے ساتھ ہی حوالی میں آئے لیکن ایک گھنٹے بعد وہ نواب زادہ راشد کی

حوالی سے واپس چلے گئے۔ میں نے میجر صاحب سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ دونوں کسی ہوٹل میں ٹھہریں گے کیونکہ وہ اس ماحول کے عادی نہیں ہیں۔ اس کے بعد میجر بھی اپنی رہا شگاہ پر چلا گیا اور میں بھی۔ کیونکہ نوابزادہ راشد آرام کرنے کے لئے اپنے بیڈ روم میں چلے گئے تھے۔ آج صبح نوابزادہ راشد کو ایک فون موصول ہوا۔ میں نے نوابزادہ راشد کا فون ٹیپ کرنے کا بندوبست کیا، ہوا ہے لیکن اس کے لئے مجھے اپنے کوارٹر میں جانا پڑتا ہے۔ اس لئے جب میں اپنے کوارٹر میں گیا اور وہاں پہنچ کر میں نے اس کال کی ٹیپ سنی تو تپہ چلا کہ یہ کال کسی فاسٹر کی طرف سے تھی اور فاسٹر سے نوابزادہ راشد نے پوچھا کہ اچانک کام کیسے ہو گیا تو اس فاسٹر سے ہاکہ بس ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کال سے بعد میں نے نوابزادہ راشد کو اہتمامی مطمئن دیکھا ہے ورنہ پہلے جب وہ آیا تھا اس کی حالت سے احساس ہوتا تھا کہ وہ ذہنی طور پر اہتمامی دباؤ میں ہے۔“..... صدر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کال کے الفاظ کیا تھے۔“..... عمران نے اہتمامی سنجیدہ لمحے میں کہا۔ ”مجھے معلوم تھا کہ آپ نے لازماً یہ بات پوچھنی ہے۔ اس لئے میں ٹیپ ساتھ لے آیا ہوں۔ کار کے ٹیپ ریکارڈر پر اسے سنا جاسکتا ہے۔ آئیے۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر صدر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ عمران گھوم کر دوسری طرف سے ہو کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ صدر نے ڈیش بورڈ کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اترا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ہوٹل فائیوسٹار پہنچ کر اس نے پارکنگ میں کار روکی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل فائیوسٹار کے منیجروں کی طرف بڑھ گیا۔ اطاف کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ اطاف اس کا کافی عرصہ سے واقف تھا اس لئے وہ عمران کو دیکھتے ہی اٹھ کھرا ہوا اس کے چہرے پر حریت کے تاثرات تھے۔

“آئیے آئیے عمران صاحب۔ خوش آمدید۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ منیجروں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تم اتنے بڑے ہوٹل کے منیجروں جبکہ میں اس ہوٹل کا ایک عام گاہک ہوں۔ تمہاری اور میری ملاقات جلد جلد کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔ عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تو اطاف بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ ایسی کسر نفسی سے کام نہ لیا کریں عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اگر ایک فون چیز میں صاحب کو کر دیں تو وہ مجھے کان سے پکڑ کر ہوٹل سے باہر نکال دیں گے۔۔۔۔۔ اطاف نے ہنسنے لٹھرے تھے وہ۔۔۔۔۔ عمران نے اچھے ہوئے لمحے میں کہا۔

”منیجرنے مجھے بتایا تھا کہ اس نے نوابزادہ راشد کے کہنے پر ہوٹل فائیوسٹار میں ان کے کمرے بک کرائے ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ تم واپس جاؤ میں پہلے ہوٹل جا کر معلومات حاصل کرتا ہوں اس کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو نوابزادہ راشد سے بھی بات ہو جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سے ٹیپ نکالی اور کار میں نصب ٹیپ ریکارڈر میں ایڈ جسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ نوابزادہ راشد بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ آواز سنائی دی۔

”فاسٹر بول رہا ہوں نوابزادہ راشد۔ مبارک ہو تمہاری زندگی نجی ہے ہمارا کام ہو گیا ہے اور ہم ابھی واپس جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری آواز سنائی دی بولنے والے کا لمحہ بتا رہا تھا کہ وہ ایکری ہے۔

”اچھا لیکن اتنی جلدی اور اچانک کیسے کام ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ نوابزادہ راشد کے لمحے میں حقیقی حریت تھی۔

”بس ہو گیا تفصیل مت پوچھو اور اپنی جان نجی جانے پر خوش مناؤ۔۔۔۔۔ فاسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدر

نے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

”کام ہو گیا ہے سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ انہیں فائل مل گئی ہے لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ہوٹل میں جا کر رہیں اور انہیں اچانک فائل مل جائے بات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی۔ کس ہوٹل میں ٹھہرے تھے وہ۔۔۔۔۔ عمران نے اچھے ہوئے لمحے میں کہا۔

”منیجرنے مجھے بتایا تھا کہ اس نے نوابزادہ راشد کے کہنے پر ہوٹل فائیوسٹار میں ان کے کمرے بک کرائے ہیں۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ تم واپس جاؤ میں پہلے ہوٹل جا کر معلومات حاصل کرتا ہوں اس کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو نوابزادہ راشد سے بھی بات ہو جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے

”بس اس برتے پر دعویٰ کر رہے تھے کہ فائیو سٹار ہوٹل میں سب کچھ مل سکتا ہے۔ شربت بزوری بڑا مشہور شربت ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تو حکیماں ناٹپ کا نام لگتا ہے شاید کسی حکیم کی دکان سے ہی ملے گا۔“..... الطاف نے بھی ہستے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا انٹر کام کی گھنٹی نج اٹھی اور الطاف نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔“..... الطاف نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سنتا رہا۔

”چو تھی میزل کا ہیڈ ویٹر کون ہے۔“..... الطاف نے پوچھا۔

”ٹھیک ہے۔ اسے میرے آفس بھیج دوا بھی اور سنوا یک سپیشل گلاس جوس بھی بھجوادو۔“..... الطاف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ کمرے آج دس بجے فارغ کر دینے گئے ہیں کمرہ نمبر گیارہ اور بارہ چو تھی میزل بک کرائے گئے تھے۔ مسافروں کے نام فاسٹر اور گیری تھے اور ایکریمین سیاح تھے۔“..... الطاف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”فون کر سکتا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ جتاب آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔“..... الطاف نے فون اٹھا کر خود عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے فون پیس لے کر اپنے سامنے رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

ایک کا نام فاسٹر ہے۔ کے لئے کل تمہارے ہوٹل میں کمرے بک کرائے تھے مجھے ان کمروں کے نمبر معلوم کرنے ہیں اور یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ دونوں کمرے اب بھی ان کے پاس ہیں یا وہ انہیں چھوڑ چکے ہیں اور اگر چھوڑ چکے ہیں تو اس منزل کے ہیڈ ویٹر کو بلااؤ مجھے اس سے پوچھ چکہ کرنا ہو گی۔“..... عمران نے کہا تو الطاف نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے چند نمبر پر لیں کر دیئے۔

”آصف خان سچیک کر کے مجھے بتاؤ کہ کل نوابزادہ راشد کے نیجر کی طرف سے دو کمرے بک کرائے گئے تھے جن میں سے ایک مسافر کا نام فاسٹر تھا۔ وہ کمرے کون سے ہیں اور اس وقت ان کی کیا پوزیشن ہے۔“..... الطاف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ کیا پینا پسند کریں گے عمران صاحب۔“..... الطاف نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم کیا پلاسکتے ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”جو آپ کہیں یہ فائیو سٹار ہوٹل ہے یہاں سب کچھ مل سکتا ہے۔“..... الطاف نے بڑے معنی خریز لمحے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو پھر شربت بزوری پلااؤ۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو الطاف بے اختیار چونک پڑا۔

”شربت بزوری۔ وہ کیا ہوتا ہے۔“..... الطاف نے اہتمائی حرمت بھرے لجئے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”پی اے نو ائر پورٹ منجر“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ منجر گیلانی سے بات کرو۔ وہ میرے مہربان ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔..... ویژنے موڈبانہ لجے میں کہا اور جوں کا گلاس عمران کے سامنے رکھ کر وہ ایک طرف ہٹ کر موڈبانہ انداز میں کھرا ہو گیا۔“ ہیلو عمران صاحب۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔“..... کچھ دیر بعد منجر گیلانی کی آواز سنائی دی۔

”بڑی مشکل سے لائن پر نکلا ہوا ہوں۔ بڑی باریک سی لائن ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے منجر گیلانی بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ فاسٹر اور گیری نام کے دو ایکریمین سیاح ایکریمیا جانے والی فلاست میں سوار نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی ایکریمیا جانے کے لئے بکنگ ہے البتہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ساڑھے دس بجے اسی نام کے دو ایکریمین سیاحوں نے ایک چھوٹا طیارہ چار ٹرڈ کرایا اور آر ان گئے ہیں۔“..... ائر پورٹ منجر گیلانی نے کہا۔

”آر ان۔ پھر تو وہ وہاں پہنچ بھی جکپے ہوں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ انہیں تو وہاں پہنچے ہوئے بھی کئی گھنٹے گزر جکپے ہیں۔“..... منجر گیلانی نے کہا۔

”اوکے شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

گلاس موجود تھا۔

”یہ گلاس صاحب کے سامنے رکھا اور تم ادھر ک جاؤ۔ صاحب تم سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔“..... منجر الطاف نے آنے والے سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔..... ویژنے موڈبانہ لجے میں کہا اور جوں کا گلاس عمران کے سامنے رکھ کر وہ ایک طرف ہٹ کر موڈبانہ انداز میں کھرا ہو گیا۔“ ہیلو عمران صاحب۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔“..... کچھ دیر بعد منجر گیلانی کی آواز سنائی دی۔

”بڑی مشکل سے لائن پر نکلا ہوا ہوں۔ بڑی باریک سی لائن ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے منجر گیلانی بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ فاسٹر اور گیری نام کے دو ایکریمین سیاح ایکریمیا جانے والی فلاست میں سوار نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی ایکریمیا جانے کے لئے بکنگ ہے البتہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ساڑھے دس بجے اسی نام کے دو ایکریمین سیاحوں نے ایک چھوٹا طیارہ چار ٹرڈ کرایا اور آر ان گئے ہیں۔“..... ائر پورٹ منجر گیلانی نے کہا۔

”آر ان۔ پھر تو وہ وہاں پہنچ بھی جکپے ہوں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ انہیں تو وہاں پہنچے ہوئے بھی کئی گھنٹے گزر جکپے ہیں۔“..... منجر گیلانی نے کہا۔

”اوکے شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”تمہارا کیا نام ہے۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر ویٹر کی طرف مرتے ہوئے کہا۔

”لبشارت حسین جتاب۔۔۔ ویٹر نے مودبانت لججے میں کہا۔  
”شاعر بھی ہو۔۔۔ عمران نے جوس کا گلاس اٹھا کر ایک گھونٹ پیتے ہوئے کہا۔

”شاعر۔۔۔ نہیں جتاب۔۔۔ میں تو ہیڈ ویٹر ہوں۔۔۔ نوجوان نے حریت بھرے لججے میں کہا جبکہ عمران کے سوال پر سامنے بیٹھا ہوا منجر الطاف بھی چونک پڑا تھا اور اس کے چہرے پر بھی حریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تو کیا ہوا۔۔۔ ہیڈ ویٹر شاعر نہیں ہو سکتا کیا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے جتاب۔۔۔ لیکن میں شاعر نہیں ہوں۔۔۔ ویٹر نے جواب دیا لیکن اس کے لججے میں حریت کا عنصر بہر حال نمایاں تھا۔

”تو یہ جتاب تخلص کیا صرف رعب ڈالنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تخلص۔۔۔ مگر۔۔۔ ویٹر کی سمجھ میں شاید عمران کی بات ہی نہ آئی تھی۔

”تم نے اپنا نام بتایا ہے لبشارت حسین جتاب۔۔۔ نام تو لبشارت حسین ہوا۔۔۔ اس لئے جتاب تو تخلص ہی ہو سکتا ہے۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو منجر الطاف بے اختیار ہنس پڑا۔۔۔ جبکہ ویٹر

کے چہرے پر بھی مسلسل اہٹ ابھر آئی۔

”میں نے تو آپ کو جتاب کہا تھا جتاب۔۔۔ لبشارت حسین نے جواب دیا تو عمران مسکرا دیا۔

”اب یہ میری بد قسمتی ہے کہ میں بھی شاعر نہیں، ہوں ورنہ واقعی یہ خوبصورت تخلص ہے۔۔۔ بہر حال یہ بتاؤ کہ چو تھی منزل کے کمرہ نمبر گیارہ اور بارہ میں دواں کی درمیں مسافر آگر ٹھہرے تھے جن میں سے ایک کا نام فاسٹر اور دوسرے کا نام گیری تھا۔۔۔ کیا تمہیں یاد ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیں مر۔۔۔ لبشارت حسین نے جواب دیا۔  
”ان کے جلیے بتاؤ۔۔۔ لیکن خیال رکھنا۔۔۔ سوچ کر صحیح جلیے بتانا۔۔۔ خاص طور پر یہ سوچ کر بتاؤ کہ عام حلیوں سے ہٹ کر کوئی نشانی ہو تو وہ بھی ساتھ ہی بتا دینا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جتاب۔۔۔ فاسٹر لمبے قد کا دبلائی پسکان جو جوان تھا جبکہ دوسرے صاحب جن کا نام گیری تھا وہ چھوٹے قد اور بھاری جسم کے تھے۔۔۔ لبشارت حسین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلیے بتانا شروع کر دیئے۔

”کوئی خاص نشانی۔۔۔ جس سے انہیں آسانی سے پہچانا جاسکے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”فاسٹر صاحب کے دائیں کان کی لو تھوڑی سی کٹی ہوئی تھی جبکہ گیری صاحب ذرا سالنگردا کر چلتے تھے۔۔۔ باقی تو کوئی خاص بات میں نہیں دیکھی جتاب۔۔۔ لبشارت حسین نے جواب دیا اور عمران نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اشبات میں سر ملا دیا۔

”ان سے کون کون ملنے آیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”ایک مقامی آدمی آیا تھا۔ پھر وہ دونوں اس کے ساتھ چلے گئے۔ تقریباً دو تین گھنٹوں کے بعد دونوں اس آدمی کے بغیر ہی واپس آئے اور آج بھی آئندہ بجے کے قریب وہ دونوں چلے گئے اور دوسرے بجے واپس آکر انہوں نے کمرے چھوڑ دیئے اور چلے گئے۔“..... بشارت حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس مقامی آدمی کا کیا حلیہ تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ جناب نواب معصوم علی خان کا میجر تھا۔ اس کا نام سلام ہے۔ میں اسے جانتا ہوں کیونکہ نواب صاحب بھی دارالحکومت آتے تھے تو ہمارے ہوٹل میں ہی ٹھہرتے تھے اور میجر بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔“..... بشارت حسین نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اب جاسکتے ہو“..... عمران نے کہا تو بشارت حسین سلام کر کے واپس چلا گیا تو عمران نے ہاتھ مار کر ماندہ جوس حلق میں انڈیلا اور گلاس رکھ کر ائمہ کھرا ہوا۔

”شکریہ۔ اگر تم وعدہ کرو کہ اس طرح کا ٹھنڈا جوس ہر بار پلواؤ گے تو پھر روزانہ ملاقات ہو سکتی ہے“..... عمران نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”بڑے شوق سے جناب“..... میجر الطاف نے مسکراتے ہوئے کہا

تو عمران مصافحہ کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر عمران فون والے کمرے میں گیا اور اس نے فون کار سیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”قصر راشد“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ ”اسسٹنٹ میجر عالم سے بات کرائیں۔“ میں اس کا دوست عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ہو لڑ کریں“..... دوسری طرف سے جواب ملا۔

”ہیلو عالم بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔ یہ صدر تھا جو اسسٹنٹ میجر عالم کے روپ میں نواب معصوم علی خان کی حوالی قصر راشد میں موجود تھا۔

”عمران بول رہا ہوں عالم رانا ہاؤس سے۔“ میجر صاحب کو ساتھ لے کر فوراً ہاں پہنچ جاؤ۔ لیکن خیال رکھنا ہاں کسی کو بھی معلوم نہ ہو کہ تم کہاں جا رہے ہو“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے ہاتھ مار کر کریڈل دبادیا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جناب رانا ہاؤس سے۔“ نوابزادہ راشد کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ساتھ آنے والے دو ایکریمین جن میں ایک کا نام فاسٹر اور دوسرے کا نام گیری تھا۔ فائل لے کر نکل گئے ہیں۔ وہ ہبھاں سے صحیح گیارہ بجے چار ٹاؤن ٹیکارے کے ذریعے آ ران گئے ہیں۔ آ ران میں سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹس کو حکم دے دیں کہ وہ ایرپورٹ سے تحقیقات کریں کہ یہ لوگ وہاں پہنچنے کے بعد کہاں گئے ہیں تاکہ ان کا تھکھا کر کے ان سے فائل حاصل کی جاسکے۔ ان کے حلیے میں بتاویتا ہوں۔ عمران نے مودباش لجھے میں کہا اور پھر اس نے ہیڈ ویٹر سے معلوم کئے ہوئے ان دونوں کے حلیوں کی تفصیل بتادی۔

اوکے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور پھر فون روم سے نکل کر وہ سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ صدر کو ہویلی سے رانا ہاؤس پہنچنے میں دو گھنٹے درکار ہوں گے اس لئے وہ یہ دو گھنٹے جو زف بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے جو زف کو ہدایت دیں اور جو زف سر ہلاتا ہوا سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دری بعد صدر اپنے اصل حلیے میں سٹنگ روم میں داخل ہوا تو جوانا اٹھ کر باہر چلا گیا۔

کس طرح آیا ہے منجر۔ کوئی گڑ بڑا تو نہیں ہوتی اور تم نے میک اپ کہاں ختم کیا ہے۔ عمران نے سلام دعا کے بعد پوچھا۔

”نہیں۔ میں ایک خاص بات بتانے کے بہانے اسے ہویلی سے

ٹکال کر اس ذخیرے میں لے گیا اور پھر اسے بے ہوش کر کے کار میں ڈالا اور اپنا میک اپ ختم کر کے اسے ہبھاں لے آیا ہوں۔ لیکن اچانک آپ کو منجر کی ضرورت کیوں پڑ گئی۔ صدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”فاسٹر اور گیری دونوں فائل لے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور جو اطلاعات ملی ہیں اس کے مطابق اس فائل کے حصوں میں اس منجر کا ہاتھ ہے حالانکہ منجر سے پہلے میں پوچھ چکہ کر چکا ہوں۔ اس وقت اس کا لجھہ بتا رہا تھا کہ اسے فائل کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ اس لئے میں نے اسے ہبھاں بلوایا ہے تاکہ اس سے معلوم کر سکوں کہ اصل صورت حال کیا ہے۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے جو زف اندر داخل ہوا۔

”باس جس بے ہوش آدمی کو صدر صاحب لے آئے ہیں اسے بلیک روم میں راڑزوں کی کرسی میں جکڑا دیا گیا ہے۔ جو زف نے کہا۔

”اوکے۔ آؤ صدر۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تھوڑی دری بعد وہ دونوں بلیک روم میں پہنچ گئے۔ وہاں منجر جس کے جسم پر سوت تھا بے ہوشی کے عالم میں کرسی پر جکڑا ہوا موجود تھا۔ جو زف بھی عمران اور صدر کے ساتھ ہی بلیک روم میں آگیا تھا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ جو زف۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی صدر بھی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جو زف نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے میجر کا ڈھنکا ہوا سراونچا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب میجر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جوزف نے دونوں ہاتھ ہٹانے اور واپس مڑ کر عمران کے ساتھ آگر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد میجر نے کر لہتے ہوئے آنکھیں کولیں اور پھر اس کا ڈھنلیا پڑا ہوا جسم بھی تن سا گیا۔ اس کی آنکھوں میں ابھی تک شعور کی چمک پیدا نہ ہوئی تھی لیکن چند لمحوں بعد اس کے منہ سے حریت بھری آواز نکلی اور اس نے بے اختیار انٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راذ میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسما کر ہی رہ گیا۔

” یہ ۔ یہ میں کہاں ہوں ۔ تم کون ہو ۔ یہ مجھے کیوں جکڑ رکھا ہے ۔ ..... میجر نے اہتمامی حریت بھرے لجھے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

” تمہارا نام سلام ہے اور تم نواب معصوم علی خان مرحوم کے میجر ہو ۔ ..... عمران نے سرد لجھے میں کہا۔

” ہاں ۔ مگر تم کون ہو ۔ وہ عالم کہاں چلا گیا ہے ۔ تم ۔ یہ میں کہاں ہوں ۔ ..... میجر نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔ عمران نے چونکہ اس سے پہلے ملاقات میک اپ میں کی تھی ۔ اس لئے وہ اسے اس وقت نہ ہبھان رہا تھا۔

” تم نے پاکیشیا کے اہتمامی قیمتی راز پر مبنی فائل نوابزادہ راشد کے ہمراہ آنے والے ایکریمین فاسٹر اور گیری کو دی ہے ۔ اس طرح تم نے

پاکیشیا سے غداری کی ہے اور اس کی سزا میں نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے پورے خاندان کو گویوں سے اڑایا جاسکتا ہے ۔ ..... عمران کا لہجہ اہتمامی سرد ہو گیا تھا۔

” مم ۔ مم ۔ مگر وہ تو وہ تو ۔ ..... میجر نے اہتمامی بوکھلانے ہوئے لجھے میں کہا اور پھر وہ اچانک خاموش ہو گیا۔

” دیکھو ۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم صرف آلہ کار بننے ہو۔ تم نے پہلے سرکاری ہجنسی کے آدمی کو یہ بتایا تھا کہ تمہیں اس فائل کا کوئی علم نہیں ہے جو ڈاکٹر عظیم حسین نے نواب معصوم علی خان کو دی تھی لیکن اب تم نے اس فائل کو ایکریمین کے حوالے کر دیا ہے ۔ اس لئے اگر تم سب کچھ سچ بنا دو تو تمہیں چھوڑا بھی جاسکتا ہے ورنہ یاد رکھو تمہارے جسم کا ایک ایک ریشمہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔ جہاں پورے ملک کی سلامتی کا مسئلہ ہو وہاں تم جیلوں کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہیں کی جاسکتی ۔ ..... عمران نے اسی طرح سرد لجھے میں کہا تو میجر کے چہرے پر بے اختیار خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

” مم ۔ مم ۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ مجھے تو معلوم ہی نہ تھا کہ فائل کہاں ہے ۔ یہ تو مجھے ارباب خان نے اچانک بتایا کہ فائل اس کے پاس ہے اور اگر میں ان غیر ملکیوں سے اس فائل کا سودا کراؤں تو وہ پچاس ہزار روپے دے گا اور کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو گا۔ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی تھی اور مجھے رقم کی سخت ضرورت تھی اس لئے میں لالجھے میں آگیا۔ مجھے معاف کر دو ۔ ..... میجر آخر کار بول پڑا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

"ارباب خان کون ہے اور اس کے پاس فائل کیسے ہے؟" - عمران نے کہا۔

"ارباب خان دارالحکومت میں رہتا ہے۔ بہت بڑا تاجر ہے۔ بڑے صاحب کا دور کا رشتہ دار ہے۔ نواب صاحب نے اس کے بزنس میں پیسہ لگایا ہوا ہے اس لئے وہ اکثر حویلی آنا جاتا رہتا ہے۔ باقی یہ مجھے نہیں معلوم کہ اس کے پاس فائل کیسے ہے؟ - یقیناً نواب صاحب نے ہی اسے دی ہو گی لیکن مجھے حقیقتاً اس کا علم نہیں تھا۔"..... میجر نے جواب دیا۔

"اس کا سپہ بتاؤ جہاں وہ اس وقت مل سکے؟"..... عمران نے پوچھا  
"اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر ہو گا۔ ماؤنٹ ٹاؤن کوٹھی نمبر گیارہ اے بلاک۔ اس کی کوٹھی کا نام ارباب ہاؤس ہے۔"..... میجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر معلوم ہے تمہیں؟"..... عمران نے پوچھا تو میجر نے اثبات میں سرہادیا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے نمبر بتادیا۔  
"جو زف - فون لے آؤ۔"..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ بس۔"..... جوزف نے جواب دیا اور تیزی سے مزکر واپس چلا گیا۔

"اب بتاؤ کہ فائل کا سودا کس طرح ہوا۔ ارباب نے کب تمہیں کنکٹ کیا اور کس طرح یہ سب کچھ ہوا؟"..... عمران نے میجر سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"نو ابزادہ راشد علی خان کے ساتھ ہی دونوں ایکریمین آئے۔ ان سے پہلے ان میں سے ایک آدمی جس کا نام فاسڑ ہے مجھ سے مل چکا تھا۔ اس نے مجھے رقم دی تھی اور پوری حویلی کی تلاشی لی گئی۔ ہم سے پوچھ چکھ بھی کی تھی لیکن مجھے صرف استعلام تھا کہ ڈاکٹر عظیم حسین نے فائل برے نواب صاحب کو دی تھی اور بس۔ پھر وہ تلاشی لے کر چلا گیا۔ اس کے بعد سرکاری بھنسی کے آدمی آئے۔ انہوں نے بھی پوچھ چکھ کی اور تلاشی لی لیکن فائل ہوتی تو ملتی۔"..... جب یہ دونوں نوابزادہ صاحب کے ساتھ آئے تو انہوں نے حویلی کی بجائے ہوٹل میں رہنا پسند کیا۔ میں نے ہوٹل فائیو سٹار فون کر کے ان کے لئے کمرے بک کرا دیئے پھر اچانک مجھے ارباب خان کا فون ملا۔ اس نے مجھے کہا کہ اگر میں پچاس ہزار روپے کمانا چاہتا ہوں تو خاموشی سے اس کی کوٹھی پر پہنچ جاؤ۔ میں وہاں گیا تو ارباب خان نے بتایا کہ فائل اس کے پاس ہے اور وہ خاموشی سے ان ایکریمین سے سودا کرنا چاہتا ہے۔ مجھے اس سودے کے پچاس ہزار روپے مل جائیں گے۔ چنانچہ میں فائیو سٹار ہوٹل گیا اور فاسڑ اور گیری سے ملا۔ وہ فوراً فائل خریدنے پر تیار ہو گئے۔ میں انہیں ساتھ لے کر ارباب خان کی کوٹھی پر گیا۔ وہاں ان کا سودا ہوا۔ لیکن ارباب خان نے انہیں بتایا کہ فائل ایک لاکر میں محفوظ ہے اس لئے کل صبح نوجہ مل سکتی ہے۔ چنانچہ وہ دونوں واپس ہوٹل چل گئے۔ مجھے ارباب خان نے پچاس ہزار روپے دے دیئے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کہا کہ میں اس بارے میں اپنی زبان بندر سوں تاکہ کسی کو بھی اس کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ اس کے بعد مجھے نہیں معلوم۔ المتبہ جب میں نے دس بجے ہوٹل فون کیا تو معلوم ہوا کہ فاسٹر اور گیری دونوں ہوتل چھوڑ کر چلے گئے ہیں سچتا نچہ میں خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد ہمارے اسٹینٹ عالم نے کہا کہ وہ مجھ سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں اس سودے کا علم تو عالم کو نہیں ہو گیا۔ عالم کا انداز بھی بے حد پر اسرار تھا۔ پھر ہم ایک ذخیرے میں پہنچ تو اچانک میرے سر پر چوت لگی اور میں بے ہوش ہو گیا اور اب یہاں مجھے ہوش آیا ہے۔۔۔۔۔ میجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ جوزف اس دوران کا ردیلیں فون پیس اٹھانے والپس آچکا تھا۔

”تم نے ارباب سے بات کرنی ہے اس انداز میں کہ مجھے بیقین آجائے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ حق ہے۔ اگر تم نے حق بولا ہو گا تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا لیکن اگر تم نے کوئی غلط بیانی کی ہے تو پھر تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”میں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل حق ہے۔۔۔۔۔ میجر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیتے اور ساتھ ہی لاڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔ فون پیس جوزف کو دے دیا۔ جوزف نے فون پیس لے کر میجر کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور پھر کسی نے رسیور اٹھایا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”کون بول رہا ہے۔۔۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا ہجہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ کوئی ملازم ہے۔

”میں نواب معصوم علی خان کا میجر سلام بول رہا ہوں۔ خان صاحب سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ میجر نے کہا۔

”اچھا۔۔۔ ہو ڈلڈ کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔۔۔ ارباب خان بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔۔۔۔۔

”خان صاحب۔۔۔ میں سلام بول رہا ہوں میجر۔۔۔۔۔ میجر نے کہا۔

”ہاں کیوں فون کیا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے قدرے بخت لمحے میں کہا گیا۔

”وہ دونوں ایکریمین، ہوتل چھوڑ گئے ہیں۔۔۔ کیا سودا مکمل ہو گیا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ میجر نے کہا۔

”ظاہر ہے۔۔۔ اس کے بغیر وہ کیسے واپس جاتے۔۔۔ صح وہ آئے تھے۔۔۔ میں نے ان کا کام کر دیا اور انہوں نے میرا۔۔۔ اور پھر وہ چلے گئے۔۔۔ ارباب خان نے کہا۔

”بس جتاب۔۔۔ میں نے یہی پوچھنا تھا تاکہ مجھے تسلی ہو جائے کہ جو رقم میں نے لی ہے وہ اب میری ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ میجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ تمہاری ہی ہے لیکن خیال رکھنا اس بات کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ خاص طور پر فوابزاڈہ راشد کو بالکل اس کا علم نہیں ہونا

چلہئے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”ٹھیک ہے جتاب۔ میں بھٹتا ہوں۔.....“ میجر نے جواب دیتے  
ہوئے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو جوزف نے فون  
پسیں ہٹا کر اسے آف کر دیا۔

”اوکے۔ آؤ صدر۔.....“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مچھے تو چھوڑو۔.....“ میجر نے پتختے ہوئے کہا۔

”ابھی تم اسی حالت میں رہو گے۔.....“ عمران نے سرد لبجے میں کہا  
اور مڑ کر بلیک روم سے باہر آگیا۔ صدر اور جوزف بھی اس کے پیچے  
باہر آگئے۔

”اس ارباب کو اس کی کوٹھی سے اغوا کر کے لے آؤ۔ جوزف اور  
جوانا کو ساتھ لے جاؤ۔ کوشش کرنا کہ خون خرابہ نہ ہو لیکن اگر ناگزیر  
ہو تو کسی رعایت کی ضرورت نہیں ہے۔.....“ عمران نے باہر آگر صدر  
سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ بے فکر ہیں۔ خون خرابہ بھی نہیں ہو گا اور میں اس ارباب  
خان کو بھی لے آؤں گا۔ صرف جوانا کو میرے ساتھ بھیج دیں۔“ - صدر  
نے کہا تو عمران نے جوانا کو بلا کر صدر کے ساتھ جانے کا کہہ دیا اور  
خود سینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جوزف نے  
اسے بتایا کہ صدر اور جوانا ارباب خان کو بے ہوش کر کے لے آئے  
ہیں اور جوانا اسے بلیک روم میں لے گیا ہے تو عمران سینگ روم سے  
نکل کر بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ صدر بھی جوانا کے ساتھ ہی

بلیک روم میں گیا تھا۔ جب عمران بلیک روم میں داخل ہوا تو جوانا  
ارباب خان کو میجر کے ساتھ والی کرسی پر بٹھا کر راڑی میں جکڑ چکا تھا۔  
میجر کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ارباب خان یہی ہے ناں۔.....“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے  
میجر سے پوچھا۔

”ہاں۔ مگر یہ تو ہوش میں آتے ہی مچھے پہچان لے گا اور پھر تو یہ میرا  
دشمن ہو جائے گا۔.....“ میجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوانا۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔.....“ عمران نے جوانا سے کہا تو  
جوانا نے جو ارباب خان کے قریب ہی موجود تھا۔ اس کامنہ اور ناک  
دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے سچنڈ لمحوں بعد جب اس کے جسم میں  
حرکت کے تاثرات واضح طور پر نمودار ہوئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹانے اور  
پیچھے ہٹ کر عمران کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

”کیے لے آئے ہوا سے۔.....“ عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صدر  
سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں انکم شیکس آفیسر کا نام لے کر اس سے ملا اور پھر جوانا نے اس  
کے دو ملازموں کو بے ہوش کر دیا جبکہ میں نے اسے بے ہوش کیا اور  
پھر کار میں ڈال کر لے آئے ہیں۔.....“ صدر نے جواب دیا اور عمران  
نے اثبات میں سر ملا دیا پس سچنڈ لمحوں بعد ارباب خان نے کہا ہے  
آنکھیں کھول دیں۔

”تمہارا نام ارباب خان ہے۔.....“ عمران نے کہا تو ارباب خان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ابھی لو ماسٹر۔ ابھی ایک منٹ میں۔۔۔ جوانا نے کہا اور بڑے  
جارحانہ انداز میں ارباب خان کی طرف بڑھنے لگا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم غیر قانونی کام کر رہے ہو۔ میں۔۔۔ ارباب  
خان نے تیز تیز لمحے میں کہنا شروع کیا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ  
مکمل ہوتا۔ جوانا کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے کرہ ارباب خان کے حلق  
سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ جوانا کے ایک ہی زور دار تھپڑے  
ارباب خان کے منہ سے کئی دانت نکل کر نیچے جا گئے تھے۔

”سچ بولو ورنہ۔۔۔ جوانا نے غاثتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ  
ہی اس کا دوسرا بازو گھوما اور کرہ ایک بار پھر ارباب خان کے حلق سے  
نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون نکلنے لگا تھا  
اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔

”فی الحال استایہ کافی ہے۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ۔۔۔ عمران  
نے کہا تو جوانا نے ایک بار پھر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے  
بند کر دیا۔ پھر دونوں بعد جب اس کے جسم میں ایک بار پھر حرکت کے  
تاثرات نمودار ہوئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹادیئے۔

”ہاتھ روم میں جا کر ہاتھ دھولو۔۔۔ عمران نے جوانا کے ہاتھوں پر  
لگے ہوئے خون کو دیکھتے ہوئے کہا تو جوانا سر بلاتا ہوا اپس پلٹا اور تیز  
تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں بنے، ہوئے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔  
اسی لمحے ارباب خان چیخ مار کر پوری طرح ہوش میں آگیا۔ اس کا چہرہ  
تکلیف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔ وہ اب مسلسل کراہ رہا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

نے جھٹکا کھایا اور اس۔۔۔ کہہ رے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔  
”یہ۔۔۔ یہ میں کہاں ہوں۔۔۔ اور یہ تو وہی انکم میکس آفسیر ہے۔۔۔ مگر  
یہ مجھے جکڑا ہوا کیوں ہے۔۔۔ اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ تم سلام میجر تم۔۔۔۔۔۔ ارباب  
خان نے ادھر ادھر اور ساتھ بیٹھے ہوئے میجر سلام کی طرف دیکھتے  
ہوئے کہا۔

”میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔۔۔ ورنہ ایک ہی تھپڑے  
تمہاری بتیسی باہر آجائے گی۔۔۔ عمران نے غاثتے ہوئے کہا۔  
”وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ میرا نام ارباب خان ہے۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔۔ ارباب خان  
نے کہا۔

”تم نے ایکر میسز کے ہاتھ پا کیشیا کی احتیائی قیمتی فائل فروخت کی  
ہے۔۔۔ یہ ملک سے غداری کی ہے اور اس غداری کی سزا میں تمہیں اور  
تمہارے پورے خاندان کو گویوں سے اڑایا جا سکتا ہے۔۔۔ عمران نے  
سرد لجھے میں کہا۔

”مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے فائل۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں نے تو کوئی فائل نہیں دی  
کوں کہتا ہے۔۔۔ یہ جھوٹ ہے۔۔۔ ارباب خان نے کہا۔

”جوانا۔۔۔ عمران نے پاس کھڑے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر  
کہا۔

”لیں ماسٹر۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔۔۔  
”ارباب خان کے منہ سے سچ الگواو۔۔۔ عمران نے سرد لجھے میں  
کہا۔

”ابھی تو صرف تمہرے لگے ہیں ارباب خان۔ ابھی جب تمہارے جسم کا ایک ریشہ کاملاً جائے گا۔ تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑی جائے گی۔ اصل تکلیف تو تم اس وقت محسوس کرو گے۔“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”مجھے مت مارو۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھ سے دولت لے لو۔ مجھے مت مارو۔“..... ارباب خان نے دائیں بائیں سرمارتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوانا ہاتھ دھو کر واپس آگیا۔

”جوانا۔ اس کی دونوں آنکھیں نکال دو۔“..... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں ماسٹر۔“..... جوانا نے جواب دیا اور کوٹ کی جیب سے اس نے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

”مجھے مت مارو۔ تمہیں خدا کا واسطہ۔ مجھے مت مارو۔“ ارباب خان نے ہڈیانی انداز میں چھٹا شروع کر دیا۔

”تو پھر تم بتاؤ کہ تم نے فائل کرنے میں فروخت کی ہے۔“..... عمران نے کہا اور ہاتھ انھا کر جوانا کو روک دیا۔

”پچاس لاکھ روپے میں۔ وہ سب مجھ سے لے لو۔“ مجھے مت مارو۔“..... ارباب خان نے اسی طرح ہڈیانی انداز میں کہا۔

”فائل تم نے کس سے لی تھی۔ نواب معصوم علی خان سے یا کسی اور سے۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ فائل مجھے یوسف خان نے دی تھی۔ اس سے میں نے خریدی

”تمی۔“..... ارباب خان نے جواب دیا۔  
”جوانا۔ اس الماری میں پانی ہو گا۔ اب ارباب خان سیدھے راستے پر آگیا ہے اس لئے پانی کی بوتل لے آؤ اور اسے پانی پلاو۔“..... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا ایک طرف دیوار میں لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اس میں موجود پانی سے بھری ہوئی بوتل انٹھائی اور واپس آکر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور پانی کی بوتل ارباب خان کے منہ سے لگادی۔ ارباب خان غذا غذ پانی پینے لگا جب آدھی سے زیادہ بوتل اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور باقی پانی اس کے سر پر انڈیل دیا اور پھر خالی بوتل لئے وہ یہچے ہٹ گیا۔

”دیکھو ارباب خان۔ یہ ملکی سلامتی کا مسئلہ ہے۔ تم صرف بزنس میں ہو۔ اس لئے تمہیں اس فائل کی اہمیت کا علم نہ تھا۔ اس لئے تم نے صرف رقم دیکھی اور ملک کی سلامتی اور بقا کا اہتمامی قیمتی راز غیر ملکیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ تمہیں اب بھی معاف کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ تم بچ بتا دو کہ فائل تم نے کس سے لی اور اس کے پاس کس طرح پہنچی۔“..... عمران نے کہا۔

”مم۔“ میں بتا دیتا ہوں۔ سب کچھ بتا دیتا ہوں۔“ مجھے واقعی اس کا علم نہ تھا۔ اصل میں یہ فائل نواب معصوم علی خان کے ایک عزیز ڈاکٹر عظیم حسین نے جو سائنس دان تھا۔ نواب معصوم علی خان کو دی تھی اور کہا تھا کہ اس کی حفاظت کی جائے۔ نواب معصوم علی خان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

نے یوسف خان کو فون کر کے بلوایا اور اس وقت میں یوسف خان کے پاس پہنچا ہوا تھا۔ یوسف خان بھی بزنس میں ہے اور نواب صاحب کا عزیز ہے اور نواب صاحب یوسف خان پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ویسے انہوں نے صرف یوسف خان کو کال کیا تھا اور کوئی وجہ نہ بتائی تھی۔ میری بھی نواب صاحب کے ساتھ بزنس میں شراکت تھی اور میں نے بھی نواب صاحب سے ایک بات کرنی تھی اس لئے میں بھی یوسف خان کے ساتھ نواب صاحب کی حوصلی پہنچ گیا۔ نواب صاحب نے بتایا کہ انہوں نے راز داری کے خیال سے میجر تک کو دار الحکومت بھجوادیا تھا۔ پھر انہوں نے وہ فائل یوسف خان کو دی اور کہا کہ وہ اسے اپنے کسی لا کر میں رکھ دے اور کسی کو اس کے بارے میں نہ بتائے۔ جب نواب صاحب کو ضرورت ہوگی تو وہ اس سے لے لیں گے۔ چنانچہ یوسف خان وہ فائل لے کر واپس چلا گیا۔ میں بھی اس کے ساتھ واپس آگیا۔ پھر یوسف خان نے وہ فائل اپنے پاس رکھ لی۔ اس کے بعد نواب صاحب وفات پل گئے۔ اس میجر نے مجھے بتایا کہ غیر ملکی فائل تلاش کر رہے تھے تو میرے کان کھڑے ہو گئے لیکن میں خاموش رہا۔ پھر نوابزادہ راشد کے زندہ واپس آنے کی اطلاع ملی تو مجھے خیال آگیا کہ نوابزادہ راشد کو بھی اس فائل کا علم نہیں ہو گا کیونکہ میں بڑے نواب صاحب کی طبیعت سے واقف تھا۔ میں نے یوسف خان سے بات کی لیکن اس نے براہ راست اس سودے میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تو میں نے اس سے فائل کا سودا کر لیا اور اسے دس لاکھ روپے دے کر فائل اس سے لے لی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

ملکیوں سے بات ہوئی تو میں نے انہیں پچاس لاکھ روپے میں یہ فائل فروخت کر دی اور پچاس ہزار روپے اس میجر کو کمیشن کے طور پر دے دیئے۔ بس یہی بات ہے۔ ارباب خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یوسف خان کا سپہ بتاؤ۔“..... عمران نے پوچھا تو ارباب خان نے فوراً اس کے کار و باری دفتر اور رہائش گاہ کا سپہ بتا دیا تو عمران امکھ کر کھڑا ہو گیا۔

”جوانا۔ ان دونوں کا خاتمه کر دو اور ان کی لاشیں بر قی بھٹی میں ڈال دو۔“..... عمران نے کہا اور تیزی سے بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ہمیں مت مارو۔ ہمیں مت مارو۔“..... ان دونوں نے چیخنا شروع کر دیا لیکن عمران خاموشی سے بلیک روم سے باہر آگیا۔ صدر بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔

”اب اس یوسف خان کو پکڑنا ہو گا۔“..... صدر نے کہا۔

”اب اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ فائل کہاں سے ملی۔ اس کا سپہ چل گیا ہے۔ اب اصل مسئلہ تو اس فائل کی واپسی ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے تو ایکریما جانا پڑے گا۔“..... صدر نے کہا۔

”یہ تو چیف کا کام ہے۔ میں تو چیف کو روپرٹ دے دوں گا۔“.....

سکتا ہے کہ وہ ایکریمیا میں اپنے فارن ایجنٹس کے ذریعے فائل واپس منگوائے یا ہمار سے کوئی ٹیم بھیجے۔..... عمران نے جواب دیا اور صدر نے اثبات میں سر ملا دیا۔

”پھر مجھے اجازت“..... صدر نے کہا۔

”آؤ میں تمہارے فلیٹ پر ڈرائپ کر دوں گا“..... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ کار تو میں نے حویلی واپس کرنی ہے“..... صدر نے کہا۔

”چھوڑو۔ جوزف واپس کر آئے گا۔ تم میرے ساتھ آؤ“..... عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ملا دیا پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے رانا ہاؤس سے نکل کر آگے بڑھ گئے۔ عمران نے صدر کو اس کے فلیٹ پر ڈرائپ کر دیا اور پھر کار اس نے دانش منزل جانے کے لئے موڑی اور تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

”کوئی رپورٹ ملی ہے آر ان سے“..... آپریشن روم میں پہنچتے ہی عمران نے سلام دعا کے بعد سوال کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کی آمد سے پہلے ترمذی کی کال آئی ہے۔ اس نے ان دونوں کا سراغ لگایا ہے۔ یہ دونوں آر ان پہنچنے کے دو گھنٹوں کے اندر ایک چار ٹرڈ ملیارے کے ذریعے ایکریمیا روانہ ہو گئے ہیں“..... بلیک زیر دنے جواب دیا تو عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”یہ فائل انہیں مل کسیے گی“..... بلیک زیر دنے پوچھا تو عمران

نے اسے اب تک ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل بتادی۔ ”اوہ۔ اسی لئے فال کا ستپہ نہ چل رہا تھا۔ لیکن اس یوسف خان نے امانت میں خیانت کی ہے۔ اسے اس کی عمر تاک سزا ملنی چاہئے۔“

بلیک زیر دنے کہا۔

”وہ تو ضرور ملے گی۔ اصل مسئلہ تو اس فائل کی واپسی ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ اس کے لئے کام کہاں سے شروع کیا جائے۔“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس نواززادہ راشد سے اس بارے میں کافی کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ ان کی قید میں رہا ہے اور پھر فاسٹر تو اس کا دوست بھی رہا ہے۔“..... بلیک زیر دنے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی تم نے صحیح لائن دی ہے۔ ویری گڈ۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہ رہا تھا۔“..... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”قصر راشد“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ ”نواززادہ راشد صاحب سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔“..... عمران نے رعب دار لمحے میں کہا۔

”صاحب تو دار الحکومت گئے ہوئے ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔

”کہاں ہوں گے وہ۔ ان سے فوری بات کرنی ہے۔ ورنہ ان کا بڑا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

نقسان ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا۔  
”دارالحکومت میں ان کی ذاتی رہائش گاہ ہے جتاب۔ گلشن کالونی  
کوٹھی نمبر بارہ اے بلاک۔ وہ وہیں مل سکیں گے۔..... دوسری طرف  
سے کہا گیا۔

”وہاں کافون نمبر۔..... عمران نے پوچھا۔

”جی مجھے نہیں معلوم۔ ان کے منیر صاحب کو معلوم ہو گا۔ وہ بھی  
موجود نہیں ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور  
رکھ دیا۔

”چلو یہ تو آسافی ہو گئی کہ لمبے سفر سے نج گئے ہیں۔ میں اس سے  
مل لوں پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔..... عمران نے کرسی سے اٹھتے  
ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔ چلو اسی بہانے کچھ  
آؤٹنگ ہو جائے گی۔..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا  
دیا۔

”اوے۔ تم میک اپ کے عقیبی سائیڈ سے آ جاؤ۔ میں وہاں پہنچ  
جاتا ہوں۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور  
عمران اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر  
بعد جب وہ کار لے کر عقیبی سائیڈ پر پہنچا تو بلیک زیرو اس دوران وہاں  
پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے چہرے میں معمولی سی تبدیلی کر لی تھی۔ اس  
کے پیشہ ہی عمران نے کار آگے بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ گلشن

کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ کوٹھی جدید انداز کی  
خاصے و سیع رقبے پر بنی، ہوتی تھی اور اپنی ساخت کے لحاظ سے کسی محل  
سے کم نہ تھی۔

”میں کال بیل بجا تا ہوں۔..... کار رکتے ہی بلیک زیرو نے نیچے  
اترنے کے لئے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم بیٹھو۔..... عمران نے کہا اور خود دروازہ کھول کر نیچے  
اترا اور اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ  
پھائک کھلا اور ایک گن میں جس کے جسم پر باقاعدہ یونیفارم تھی باہر  
اگیا۔

”نو ابزادہ صاحب سے ملتا ہے۔ ہمیں نواب سلیمان خان نے بھیجا  
ہے۔..... عمران نے قدرے سخت لجھے میں کہا۔

”میں پھائک کھولتا ہوں جتاب۔ آپ اندر تشریف لے آئیں۔ گن  
میں نے تیزی سے مرتے ہوئے کہا اور عمران واپس مژ کر دوبارہ  
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پھائک کھلا اور عمران کار  
اندر لے گیا۔ وسیع و عریض لان کراس کر کے اس نے کار پورچ میں جا  
کر روک دی۔ پورچ کے سامنے برآمدے میں موجود ایک گن میں تیزی  
سے برآمدے کی سری حصیاں اتر کر کار کی طرف بڑھنے لگا جبکہ عمران اور  
بلیک زیرو دونوں کار سے نیچے اتر آئے۔

”آئیے جتاب۔ اوہر ڈرائیونگ روم میں۔..... آنے والے نے کہا اور  
مژ گیا۔ عمران اور بلیک زیرو دونوں اس کے پیچے چلتے ہوئے ایک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

برآمدے کے کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گئے۔  
”نوابزادہ صاحب سے کہو کہ نواب سلیمان خان کے آدمی ملنے کے  
لئے آئے ہیں۔“..... عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے  
کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔“ میں انہیں اطلاع دیتا  
ہوں۔“..... گن میں نے مودبانہ لجھے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران اور  
بلیک زیر و صوفوں پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک  
خوبرو نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوت تھا، اور پھرے  
مہرے سے بھی وہ نوابزادہ ہی لگتا تھا۔ عمران اور بلیک زیر و دو نوں ہی  
اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”میرا نام راشد خان ہے۔“..... نوابزادہ راشد خان نے مسکراتے  
ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھادیا۔

”لیکن ہم تو نوابزادہ راشد خان سے ملنے آئے ہیں۔“ ویسے میرا نام علی  
عمران ہے اور ان کا نام ظاہر ہے۔“..... عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے  
مسکرا کر کہا۔

”نوابزادہ راشد خان میں ہی ہوں۔“..... نوابزادہ راشد خان نے  
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ظاہر سے مصافحہ کر کے اس نے انہیں  
بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ان کے سامنے موجود ایک صوف پر بیٹھ  
گیا۔

”نوابزادہ صاحب۔ نواب سلیمان خان کی صاحبزادی نوابزادی

راحیلہ سے میری ملاقات ہو چکی ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب  
آپ کی موت کا اعلان کیا گیا تھا اور اس کے بعد نواب سلیمان خان کو  
فون موصول ہوا جسرا میں یہ کہا گیا کہ آپ زندہ ہیں اور آپ کنگز نامی  
کسی بین الاقوامی تنظیم کے قبضہ میں ہیں۔ نوابزادی راحیلہ نے مجھے وہ  
ساری تفصیل بتا دی جو آپ نے ان سے کہی تھی۔ میرا مطلب ہے فاسٹر  
کے ساتھ آپ کی دوستی۔ فاسٹر کا نشہ کی حالت میں ڈاکٹر عظیم حسین  
اور ان کی ریسرچ کے بارے میں آپ کو بتانا اور اپنے آپ کو کنگز کا  
آدمی ظاہر کرنا۔ ہمارا تعلق حکومت کی ایک خفیہ ہجنسی سے ہے اس  
لئے میں آپ کو اپنا اصل تعارف نہیں کر سکتا۔ نوابزادی راحیلہ سے  
ہونے والی گفتگو کا حوالہ میں نے اس لئے آپ کو دیا ہے تاکہ آپ کے  
ذہن میں یہ بات آجائے کہ ہمیں پس منظر کا علم ہے۔ اس کے بعد آپ  
کی واپسی اور آپ کے۔ اتنے اس فاسٹر اور اس کے ساتھی گیری کی آمد اور  
پھر ان کا ہوٹل میں ٹھہرنا۔ اس کے بعد آپ کو فاسٹر کی طرف سے فون  
کال کہ ان کا کام ہو گیا ہے اور وہ واپس جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمیں  
معلوم ہے کہ کنگز نامی یہ تنظیم دراصل ڈاکٹر عظیم حسین کی ریسرچ  
فائل آپ سے طلب کر رہی تھی کیونکہ یہ فائل ڈاکٹر عظیم حسین نے جو  
آپ کے قربی عزیز بھی تھے۔ آپ کے والد کو حفاظت کے نقطہ نظر سے  
دی تھی لیکن پھر ڈاکٹر عظیم حسین وفات پا گئے اور آپ کے والد بھی اور  
فائل کہیں سے بھی دستیاب نہ ہو سکی۔ فاسٹر کے اس فون کا مطلب  
یہی تھا کہ انہیں فائل مل گئی ہے۔ ہمیں آپ کو ہونے والی اس فون

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کال کی اطلاع دیر سے ملی اور اس دوران فاسٹر اور گیری دونوں ہوئیں  
فایو سٹار چھوڑ کر ایک چار ٹرڈ طیارے کے ذریعے آر ان پہنچ چکے تھے اور  
پھر آر ان سے وہ ایکریمیا چلے گئے ہیں۔ اگر ہمیں اس فون کال کے  
بارے میں تفصیل کا علم نہ ہوتا تو ہم یہی سمجھتے کہ فائل آپ نے ان  
کے حوالے کی ہے اور اس صورت میں آپ بھی اس جرم میں برابر کے  
شریک ہو جاتے لیکن آپ کی خوش قسمتی ہے کہ اس فون کال سے یہ  
ظاہر ہو گیا کہ آپ کو بھی اس فائل کا علم نہ تھا چنانچہ ہماری ہمجنی نے  
یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ فائل کہاں سے حاصل کی گئی ہے۔  
اس سلسلے میں تحقیقات کے بعد تپہ چلا کہ آپ کے والد نے یہ فائل  
حافظت کے نقطہ نظر سے یوسف خان کے حوالے کی تھی یوسف خان  
نے یہ فائل ارباب خان کو فروخت کر دی۔ ارباب خان نے آپ کے  
میجر سلام سے مل کر فاسٹر اور گیری سے فائل کا سودا کیا اور اس طرح  
فائل خاموشی سے ان کے ہاتھ لگ گئی۔ آپ کے میجر سلام اور ارباب  
خان تو اب حکومت کی تحویل میں ہیں اور ان کا ملک سے غداری کے  
الزام میں کوئٹہ مارشل ہو گا لیکن اب مستند ہے اس فائل کی والپی  
کا۔ اب آپ اس معاملے میں حکومت سے تعاون کریں اور فاسٹر اور  
گیری کے بارے میں ہمیں تمام تفصیل بتائیں اور جہاں آپ کو پکڑا  
گیا اور جہاں قید رکھا گیا اس بارے میں ہمیں بتائیں۔ عمران نے  
بڑے سنجیدہ لمحے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کی سہربانی ہے کہ آپ میرے ساتھ اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

طرح کا مہذبانہ سلوک کر رہے ہیں ورنہ مجھے معلوم ہے کہ ایسی  
صورت حال میں آپ اگر چلتے تو مجھے گرفتار کر کے یا اپنے ہیڈ کوارٹر  
میں بلوا کر مجھ سے پوچھ گھو کر سکتے تھے۔ لیکن آپ نے شاید یوسف خان  
سے پوچھ گھو نہیں کی۔ ..... نوابزادہ راشد نے کہا۔

”ہاں۔ ابھی ان سے بات نہیں ہوئی۔ دراصل ہمارا اصل مقصد  
فائل کی فوری والپی ہے۔ ..... عمران نے جواب دیا۔

”ابھی آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے یوسف خان نے مجھے فون  
کیا ہے اور انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ میرے والد نے انہیں فائل  
امانت کے طور پر دی تھی جو وہ والپیں کرنا چلتے ہیں۔ میں بے حد  
حیران ہوا کہ وہ کس فائل کی بات کر رہے ہیں کیونکہ فاسٹر کے فون  
سے میں بھی سمجھ گیا تھا کہ انہیں اچانک کہیں سے فائل مل گئی ہے۔  
ویسے حاشا و کلا مجھے آپ کے بتانے سے پہلے یہ علم نہ تھا کہ فائل انہیں  
کہاں سے اور کیسے ملی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ فائل کس قسم کی  
ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک پیکٹ کی صورت میں ہے اور چونکہ یہ  
امانت ہے اس لئے انہوں نے اسے کھول کر نہیں دیکھا اور ان کے  
مطابق میرے والد مرحوم نے انہیں خاص طور پر یہ ہدایت کی تھی کہ  
اس فائل کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے مجھ سے  
بھی یہ درخواست کی کہ میں بھی کسی کو نہ بتاؤں کہ فائل میرے والد  
نے یوسف خان کے پاس رکھی تھی۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ وہ  
فائل مجھے بھجوادیں تو انہوں نے کہا کہ وہ خود آرہے ہیں۔ اب یہ مجھے

نہیں معلوم کہ یہ کون سی فائل ہے جبکہ آپ کے کہنے کے مطابق یوسف خان نے فائل ارباب خان کو فروخت کر دی ہے اور ارباب خان نے وہ فائل فاسٹر کو فروخت کر دی ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو یوسف خان اب یہ فائل مجھے کیوں دیتا جبکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ فائل ان کے پاس ہے۔..... نوابزادہ راشد نے کہا تو عمران چونک پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک دور سے کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے یوسف خان آئے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں"۔ نوابزادہ راشد نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں لیکن آپ نے ہمارا تعارف صرف دوست کی حیثیت سے کرانا ہے"۔..... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو نوابزادہ صاحب نے اشبات میں سر بلادیا اور پھر وہ تینوں ڈرائینگ روم سے نکل کر باہر برآمدے میں آگئے اس وقت پھاٹک سے ایک سفید رنگ کی بڑی سی کار اندر داخل ہو کر پورچ کی طرف آرہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری جسم کا ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کار میں اکیلا تھا۔ کار پورچ میں روک کر وہ تیزی سے نیچے اترा اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ سیٹ سے ایک پیکٹ اٹھایا اور پھر برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ نوابزادہ راشد نے برآمدے کی سریڈھیاں اتر کر آنے والے کا جو یقیناً یوسف خان تھا۔ استقبال کیا۔

"یہ میرے دوست ہیں علی عمران صاحب اور ظاہر صاحب اور یہ

میرے انکل ہیں یوسف خان صاحب۔ ان کا کھلونوں کا بزنس ہے"..... نوابزادہ راشد نے باہمی تعارف کرتے ہوئے کہا اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ سب ڈرائینگ روم میں آگئے۔ یوسف خان نے پیکٹ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔

"آپ نے ارباب خان کو جو فائل فروخت کی ہے یوسف خان صاحب۔ وہ کون سی فائل تھی اور یہ فائل جو آپ لے آئے ہیں یہ کون ہی ہے"..... عمران نے اچانک سرد لجھے میں یوسف خان سے مخاطب ہو کر کہا تو یوسف خان بے اختیار اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں حریت سے پھیلیتی چلی گئیں۔

"یہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ فائل فروخت۔ کیا مطلب۔ آپ کون ہیں"..... یوسف خان نے بڑی طرح بوکھلا۔ ہوئے لجھے میں کہا۔

"ہمارا تعلق حکومت کی ایک خفیہ اجنبی سے ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ نوابزادہ راشد خان کے والد مرحوم نے ایک انتہائی اہم فائل آپ کے حوالے کی تھی تاکہ آپ اسے حفاظت سے رکھیں۔ پھر وہ وفات پلگئے۔ آپ نے وہ فائل ارباب خان کو فروخت کر دی اور ارباب خان بنے وہ فائل نوابزادہ راشد خان کے میجر سلام کے ذریعے ایک غیر ملکی تنظیم کے ہاتھ فروخت کر دی۔ ارباب خان اور میجر سلام دونوں اس وقت حکومت کی تحویل میں ہیں اور چوکہ انہوں نے ملک کی انتہائی قیمتی فائل غیر ملکیوں کو فروخت کی ہے اس لئے یقیناً انہیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

موت کی سزادی جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ اب تک ان کی موت کی سزا پر گھملد رآمد بھی ہو چکا ہے۔ آپ بھی اس جرم میں شریک ہیں لیکن آپ سے پہلے ہم نوابزادہ راشد خان سے اس لئے ملنے آئے تھے تاکہ ان سے معلوم ہو سکے کہ کیا یہ بھی اس جرم میں شریک ہیں یا نہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ آپ کوئی فائل لے کر آ رہے ہیں جو بقول آپ کے نواب معصوم علی خان نے آپ کو دی تھی۔ آپ کو بھی موت کی سزادی جا سکتی ہے لیکن آپ اگر سب کچھ سچ سچ بتادیں تو ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو سزا سے بچالیں ورنہ یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے پاس قانونی طور پر بھی اتنے اختیار ہیں کہ آپ جیسے قومی مجرم کو ہم خود موت کی سزا دے دیں۔..... عمران نے اہتمامی سرد لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ سے مشین پیش نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ یوسف خان کے ساتھ ساتھ نوابزادہ راشد کے چہرے پر بھی شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”مم۔ مم۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میں تو فائل خود دیئے آیا ہوں۔ یہ نوابزادہ راشد کی امانت ہے۔“..... یوسف خان نے ہکلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے گھٹنوں پر موجود پیکٹ اٹھا کر جلدی سے نوابزادہ راشد کے گھٹنوں پر رکھ دیا۔

”ظاہر یہ پیکٹ اٹھاؤ اور اسے کھول کر دیکھو اس میں کیا ہے۔“..... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے اٹھ کر وہ پیکٹ اٹھایا اور پھر اسے کھوننا شروع کر دیا جبکہ نوابزادہ راشد اور یوسف خان

دونوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے صرف اپنے متعلق زبانی بتایا ہے کیا آپ اپنے کسی سرکاری بھنسی سے متعلق ہونے کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں۔“..... اچانک نوابزادہ راشد نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”ابھی سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے میں آپ کی بات کراوی گا۔ آپ بے فکر ہیں۔“..... عمران نے کہا تو نوابزادہ راشد نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ بلیک زیرو نے پیکٹ کھولا تو اس میں واقعی سرخ رنگ کے کوروالی ایک فائل موجود تھی۔

”مجھے دکھاؤ۔“..... عمران نے کہا اور مشین پیش جیب میں رکھ کر اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے فائل لے لی اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ کافی دیر تک وہ اس کی ورق گردانی کرتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور اس کے چہرے پر یقینت اہتمامی حریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ظاہر سر سلطان کو فون کرو اور میری بات کراو۔“..... عمران نے فائل دیکھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اٹھ کر ایک طرف تپانی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”سر سلطان سے بات کرائیں۔ میں ظاہر بول رہا ہوں۔“..... ظاہر نے شاید دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سن کر کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"وہ مجھے جانتے ہیں۔ آپ نہیں جانتے۔ میں علی عمران صاحب کا ساتھی ہوں۔ ..... بلکی زیر و نے جواب دیا۔ شاید پی اے نے اس سے شاخت طلب کی تھی۔

"سر۔ میں ظاہر بول رہا ہوں۔ میں اس وقت عمران صاحب کے ساتھ نواب معصوم علی خان مرحوم کے لڑکے نوابزادہ راشد خان کی کوٹھی پر موجود ہوں۔ عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ..... ظاہر نے مودبانہ لجھے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے فائل بند کی اور رسیور پکڑ دیا۔

"سر سلطان۔ نوابزادہ راشد خان کی کوٹھی نمبر بارہ اے بلاک گلشن کالونی سے ڈاکٹر عظیم حسین مرحوم کی ریسرچ فائل مجھے مل گئی ہے آپ یا تو خود میہاں تشریف لا کر یہ فائل لے جائیں یا پھر نوابزادہ راشد خان کی تسلی کرادیں کیونکہ انہیں شک ہے کہ شاید ہمارا تعلق کسی سرکاری ہجنسی سے نہیں ہے۔ ..... عمران نے کہا۔

"میرے آنے کی کیا ضرورت ہے تم نوابزادہ راشد کو فون دو۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ اس کے والد میرے دوست تھے۔ ..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے رسیور نوابزادہ راشد کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔ راشد خان بول رہا ہوں۔ ..... نوابزادہ راشد نے رسیور کان علیحدہ کمرے میں لے گئے۔ انہوں نے مجھے دو فائلوں کو اکٹھا کر کے بنایا ہوا پیکٹ دیا اور مجھے بتایا کہ یہ فائلیں ڈاکٹر عظیم حسین نے انہیں دی لگا۔

"جی بہتر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ ..... نوابزادہ راشد نے مودبانہ لجھے ساتھی ہوں۔ ..... بلکی زیر و نے جواب دیا۔ شاید پی اے نے اس سے شاخت طلب کی تھی۔

"اب میری تسلی ہو گئی ہے عمران صاحب۔ آپ کا واقعی حکومت سے تعلق ہے۔ اب آپ کے حکم کی حرف بحرف تعمیل ہو گی۔ انقل یوسف آپ بھی سب کچھ سچ سچ عمران صاحب کو بتا دیں۔ میں عمران صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ کو کسی نہ کسی طرح سزا سے بچا لیا جائے۔ ..... نوابزادہ راشد نے کہا۔

"اگر یوسف خان صاحب سب کچھ سچ بتا دیں تو میں واقعی انہیں معاف کر سکتا ہوں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان کو ایک لمحے میں سزا نے موت دی جاسکتی ہے۔ ..... عمران نے سنجیدہ لجھے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ ایک حرف بھی غلط نہیں بتاؤں گا۔ نواب معصوم علی خان میرے دور کے عزیز بھی ہیں اور میرے بزنس پارٹنر بھی۔ ارباب خان سپورٹس کا کاروبار کرتا ہے اور وہ میرا عزیز بھی ہے اور نواب صاحب کا بھی۔ اس کے بزنس میں بھی نواب صاحب نے رقم لگائی ہوئی ہے۔ نوابزادہ راشد کو بھی اس کا علم ہے۔ بڑے نواب صاحب نے مجھے فون کیا اور صرف اتنا کہا کہ میں فوراً ان کے پاس حوالی آجائوں۔ اس وقت ارباب خان میرے پاس ہی موجود تھا۔ وہ بھی میرے ساتھ حوالی چلا آیا۔ وہاں نواب صاحب مجھے علیحدہ کمرے میں لے گئے۔ انہوں نے مجھے دو فائلوں کو اکٹھا کر کے بنایا ہوا پیکٹ دیا اور مجھے بتایا کہ یہ فائلیں ڈاکٹر عظیم حسین نے انہیں دی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

ہیں تاکہ ان کی حفاظت کی جاسکے۔ ڈاکٹر عظیم حسین کو خدا شہ ہے کہ یہ فائلیں ان سے چوری ہو سکتی ہیں اور بڑے نواب صاحب نے کہا کہ ان کے پاس کوئی بنک لا کر نہیں ہے اور وہ ان فائلوں کو یہاں حویلی میں بھی نہیں رکھنا چاہتے اور کسی کو یہ بھی نہیں بتانا چاہتے کہ فائلیں کہاں ہیں۔ اس سے انہوں نے مجھے بلانے سے پہلے اپنے منیر کو بھی دارالحکومت بھجوادیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس پیکٹ میں موجود دونوں فائلوں کو لے جا کر علیحدہ علیحدہ کر کے پیک کروں اور پھر انہیں علیحدہ علیحدہ رکھ دوں۔ جب انہیں ضرورت ہوگی وہ مجھ سے لے لیں گے اور ساتھ ہی انہوں نے ہدایت کی کہ کسی کو اس بارے میں نہ بتایا جائے۔ میں نے وہ فائلیں لے لیں اور پھر ارباب خان کے ساتھ واپس آگیا۔ ارباب خان سے چونکہ کوئی بات چھپی ہوئی نہ تھی اس لئے میں نے اسے راستے میں ساری بات بتا دی المتبہ میں نے اسے یہ نہیں بتایا کہ دو فائلیں ہیں۔ شاید میں نے اس کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ پھر اپنے آفس میں پہنچ کر میں نے ان کو علیحدہ علیحدہ پیک کیا اور دونوں کو علیحدہ علیحدہ سیفوں میں رکھ دیا۔ اس کے بعد اچانک بڑے نواب صاحب وفات پل گئے۔ میں پریشان تھا کہ اب ان فائلوں کا کیا کروں کہ ارباب خان نے مجھے فون کیا اور بتایا کہ نوابزادہ راشد زندہ ہیں اور واپس آرہے ہیں اور اسے منیر سلام نے بتایا ہے کہ کوئی غیر ملکی تنظیم فائل حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ جب کسی کو اس فائل کے بارے میں علم نہیں ہے تو کیوں نہ خامشی سے یہ فائل اس غیر ملکی

تنظیم کو فردخت کر کے بھاری رقم حاصل کر لی جائے۔ لیکن میں نے براہ راست سودے بازی سے انکار کر دیا تو اس نے مجھے لائچ دیا کہ میں اس سے رقم لے کر فائل اس کے حوالے کر دوں۔ اس کے بعد میرا تعلق ختم ہو جائے گا تو میرے دل میں لائچ آگیا ویسے مجھے قطعی یہ معلوم نہ تھا کہ ان فائلوں کی کوئی قومی اہمیت ہے۔ بہر حال اس کے باوجود میں نے ارباب خان سے رقم لے کر اسے ایک فائل دے دی۔ چونکہ اسے علم ہی نہ تھا کہ دو فائلیں ہیں اس لئے اس نے بھی کوئی بات نہ کی۔ اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا کیا نہیں، ہوا۔ المتبہ میں نے دوسری فائل کی واپسی کے لئے نوابزادہ راشد سے بات کی اور نوابزادہ راشد کو یہ فائل دینے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ اصل بات ہی ہے۔ اس میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے۔ یوسف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنی رقم لی تھی آپ نے ارباب خان سے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔  
”دس لاکھ روپے۔۔۔۔۔ یوسف خان نے جواب دیا۔

”چھیک بک نکالیں اور دس دس لاکھ کے پانچ چھیک لکھیں۔۔۔۔۔ یہ میں آپ کے ساتھ رعایت کر رہا ہوں ورنہ آپ بھی ارباب خان اور منیر سلام کی طرح قبر میں اتر جاتے۔۔۔۔۔ عمران نے سر دلچسپی میں کہا۔

”میں لکھ رہتا ہوں جتاب کیا آپ کے نام چھیک لکھوں یا۔۔۔۔۔ یوسف خان نے جلدی سے کہا۔

”میں آپ کو ساتھ خیراتی ہسپتا لوں اور یتیم خانوں کے نام

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بنا دوں گا۔ یہ آپ کی طرف سے وہاں عطیے کے طور پر جمع ہو جائیں گے لیکن خیال رکھیں اگر ان میں کوئی چمک کمیش نہ ہوا تو پھر۔۔۔ عمران نے کہا۔

”سب کمیش ہوں گے جتاب۔۔۔ یوسف خان نے کہا اور جلدی سے جیب سے ایک موٹی سی چمک بک نکال کر اس نے اسے کھولا اور پھر قلم نکال لیا عمران ساتھ خریاتی ہسپیالوں اور یتیم خانوں کے نام بتاتا گیا اور یوسف خان لکھتا گیا اور اس نے پانچوں چمک پھاڑے اور عمران کی طرف بڑھا دیئے۔

”یہ رکھ لو ظاہر اور آج ہی انہیں وہاں جمع کرا دینا۔۔۔ عمران نے چمک طاہر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و نے خاموشی سے چمک لے لئے۔

”یوسف خان صاحب اب آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔۔۔ ہم نے نوابزادہ راشد سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔۔۔ عمران نے یوسف خان سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھدا ہو گیا۔ اس کے سمتے ہوئے پھرے پر یقینت مرت کے تاثرات ابھر آتے تھے۔

”جج جی بہتر بہت شکریہ۔۔۔ یوسف خان نے کہا اور تیزی سے بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”میں انہیں چھوڑاؤں۔۔۔ نوابزادہ راشد نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”چلے جائیں گے۔ آپ بیٹھیں۔ آپ نے میرے سوالوں کے جواب نہیں دیئے۔ فاسٹر اور گیری کے متعلق۔۔۔ عمران نے خٹک لجھ میں

کہا تو نوابزادہ راشد دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ عمران نے اس سے کافی سوالات کئے اور جب عمران نے محسوس کیا کہ اب نوابزادہ راشد مزید کچھ نہ بتا سکے گا تو وہ اٹھ کھدا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیر و بھی اٹھ کھدا ہوا اور نوابزادہ راشد بھی۔

”اوے کے نوابزادہ صاحب۔ اب ہمیں اجازت دیجئے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آئی ایم سوری عمران صاحب۔ میں نے تو آپ سے کچھ پیئنے کے لئے بھی نہیں پوچھا۔ دراصل باتیں ہی ایسی شروع ہو گئی تھیں۔ میں شرمند ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔۔۔ نوابزادہ راشد نے واقعی شرمند ہے سے لجھ میں کہا۔

”نوابزادی راحیلہ سے میں نے وعدہ لیا ہوا ہے کہ وہ اپنی شادی میں مجھے ضرور دعوت دیں گی۔ اس موقع پر کھائیں گے بھی اور پیٹھیں گے بھی۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نوابزادہ راشد بھی ہنس پڑا۔ لیکن آپ تو میری طرف سے شامل ہوں گے۔۔۔ نوابزادہ راشد نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”پھر تو ڈبل موقع مل جائے گا۔ اوکے۔ اب اجازت یہ فائل میں نے فوری طور پر ہنچانی ہے۔۔۔ عمران نے کہا اور نوابزادہ راشد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی کار اس کی کوئی تھی سے باہر آچکی تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”عمران صاحب۔ فائل دیکھ کر آپ کے چہرے پر اطمینان کے جو تاثرات میں نے دیکھے ہیں۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری مطلوبہ فائل یہی ہے لیکن اگر ایسا ہے تو پھر اس فائل میں کیا تھا جو وہ فاسٹر اور گیری لے گئے ہیں۔ ..... کوئی سے باہر آتے ہی بلیک زورو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے جو کچھ نوابزادی راحیلہ نے بتایا تھا اس کے مطابق اس فاسٹر نے نشے کی حالت میں نوابزادہ راشد کو بتایا تھا کہ ایکریمیا کے اہتمامی جدید ترین میراٹل بی ایکس جن سے پاکیشیا کے ایٹھی مرکز کو بھی خطرہ لاق ہے کافار مولاڈا کثر عظیم حسین اپنے ساتھ لے آئے تھے اور وہ اس فارمولے کو سامنے رکھ کر اس بی ایکس میراٹل شکن نظام پر ریسرچ کر رہے تھے۔ اس طرح یہ دو فارمولے بن جاتے ہیں اور فاسٹر وغیرہ کو اصل میں یہ دونوں فائلیں چاہئے تھیں لیکن ان کے ذہن میں شاید یہ خیال ہو گا کہ فائل میں دونوں فارمولے اکٹھے ہوں گے۔ چونکہ وہ سائنسدان نہ تھے اس لئے ہمارے اس بات کا علم نہیں ہو سکا۔ اس فائل میں وہ مواد موجود ہے جو ڈاکٹر عظیم حسین کی ریسرچ پر مبنی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بی ایکس میراٹل کا فارمولہ دوسری فائل میں تھا اور وہ فائل فاسٹر وغیرہ لے گئے ہیں۔ ہمارے لئے اصل ضرورت اس میراٹل شکن نظام کے مواد کی تھی وہ اب ہمارے پاس آگیا ہے۔ اب رہ گیا بی ایکس میراٹل کا فارمولہ تو وہ ہمارے لئے بیکار ہے کیونکہ ایسے میراٹل تیار کرنے کی نہ ہی ہمارے پاس لیبارٹریاں ہیں اور نہ ہم تیار کر سکتے

ہیں اور نہ ہمیں ان کی ضرورت ہے۔ اس طرح ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمارا کام کامل ہو گیا ہے۔ ”عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”اگر یہ بات تھی تو پھر آپ نے خاص طور پر نوابزادہ راشد سے فاسٹر اور گیری اور لاحاما کے بارے میں تفصیلات کیوں پوچھیں۔ ” بلیک زورو نے کہا تو عمران نے اختیار ہنس پڑا۔

”اب تمہارا ذہن واقعی چیف جیسا ہوتا جا رہا ہے۔ فاسٹر اور گیری تو سائنسدان نہ تھے اس لئے انہیں تو فائل کے بارے میں علم نہ ہو سکا تھا لیکن ظاہر ہے جب یہ فائل سائنسدانوں تک پہنچنے گی اور پھر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ انہیں وہ فائل ملی ہے جو ڈاکٹر عظیم حسین نے لے گیا تھا پھر ظاہر ہے یہ لوگ اس فائل کی واپسی کے لئے کام کریں گے جو ہم لے جا رہے ہیں۔ اس لئے میں نے نوابزادہ راشد سے تفصیل پوچھی تھی۔ ..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور بلیک زورو نے اشبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

ری تھی۔ یہ لاحاما ریاست کا سب سے بڑا ہو ٹل تھا۔ اس کا نام لاحاما کمپلیکس تھا کیونکہ اس میں عالیشان ہو ٹل کے ساتھ ساتھ بہت بڑا کمپینو اور کلب تھا۔ یہ کمپلیکس وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا تھا اور نہ صرف ریاست لاحاما کا اعلیٰ ترین طبقہ بلکہ پوری دنیا سے سیاح اس کمپلیکس میں آتے تھے کیونکہ کمپلیکس کا پورا اعلاقہ ہر طرح کے ریاستی اور اخلاقی قانون سے آزاد تھا۔ یہاں ہر آدمی قطعی آزاد تھا۔ اس کا جو جی چاہے کر لے البتہ کمپلیکس کی انتظامیہ نے اپنے طور پر چند پابندیاں لگائی ہوئی تھیں جن پر ان کے مسلح گارڈز احتیاطی سختی سے عملدرآمد کرتے تھے۔ کار کمپلیکس کے کپاونڈ گیٹ میں داخل ہو کر پارکنگ کی طرف جانے کی بجائے دائیں طرف مڑ کر آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر ایک طویل چکر کاٹ کر وہ ایک دو منزلہ عمارت کے پورچ میں جا کر رک گئی۔ اس عمارت پر لاحاما کلب کا جہازی سائز کا نیون سائن نصب تھا۔ کار جیسے ہی پورچ میں رکی عقبی دروازہ کھول کر لڑکی نیچے اتری اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتی ایک طرف لگی ہوئی لفت کی طرف بڑھ گئی جس پر سپیشل کے الفاظ درج تھے۔ لفت سے باہر ایک بارودی لیم خیم آدمی اکڑا ہوا کھڑا تھا۔ لڑکی جیسے ہی قریب پہنچی۔ اس آدمی نے احتیاط مودبانہ انداز میں سلام کیا اور لفت کا دروازہ کھول دیا۔ لڑکی نے جواب میں صرف سر بلادیا اور لفت میں داخل ہو گئی۔ وہ آدمی باہر ہی رکا رہا۔ پسند لمحوں بعد لفت تیزی سے نیچے اترنی چلی گئی اور پھر کافی دیر بعد لفت خود بخود رکی اور اس کا دروازہ کھل گیا۔ لڑکی لفت سے باہر آگئی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سیاہ رنگ کی روٹر رائس کا رخاصی تیز رفتاری سے ایکریمیا کی ریاست لاحاما کی میں روٹر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی عقبی سیٹ پر ایک خوبصورت نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس نے آنکھوں پر ایک نفیس فریم کا نظر والا چشمہ لگایا ہوا تھا۔ اس کے سرے بال برف کی طرح سفید تھے لیکن اس کا چہرہ قندھاری انار کی طرح سرخ تھا۔ اس کے جسم پر گولڈن رنگ کا اسکرٹ تھا جس پر اس نے تیز سرخ رنگ کی احتیاطی خوبصورت اور نفیش ایبل جیکٹ ہٹنی ہوئی تھی۔ کار احتیاطی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی لاحاما کے دارالحکومت اور سب سے بڑے شہر لاحاما کے نواح کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ شہر سے تقریباً چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر ایک سڑک دائیں ہاتھ پر مڑ رہی تھی۔ کار ادھر ہی مڑ گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک عظیم الشان ہو ٹل کے کپاونڈ گیٹ میں داخل ہو کر وسیع و عریض پارکنگ کی طرف بڑھی جا

یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں نیلے رنگ کی لائیٹس ہر جگہ نصب تھیں۔ لڑکی تیزی سے راہداری میں آگے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی اور پھر ایک دیوار نے اسے بند کر دیا لڑکی نے دیوار کے ایک حصے پر اپنا ہاتھ رکھا اور اسے دبایا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دیوار کا ایک حصہ کھل کر سائیڈ میں چلا گیا اور اب وہاں ایک خانہ نظر آ رہا تھا جس میں سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا۔ لڑکی نے فون کا رسیور اٹھایا اور چار نمبر پر لیں کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ خانہ خود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی لڑکی تیزی سے مڑی اور پھر موڑ کاٹ کر وہ واپس راہداری میں پہنچنی تو ایک سائیڈ پر اب دیوار میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا لڑکی نے دروازے پر دستک دی۔

”لیں کم ان“..... دروازے کے ساتھ لگے ہوئے ایک مائیک سے کرخت سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بند کھلتا چلا گیا۔ لڑکی اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا لیکن اس میں کسی قسم کا کوئی فرینچر نہ تھا البتہ کمرے کے فرش پر اہتمائی قیمتی قالین پچھا ہوا تھا۔ لڑکی اس قالین پر چلتی ہوئی کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے کونے میں دیوار پر ایک بار پھر اپنا ہاتھ رکھا تو سر کی آواز کے ساتھ ہی سائیڈ میں ایک دروازہ کھل گیا اور لڑکی اس میں داخل ہو گئی تو وہ ایک اور بڑے کمرے میں پہنچ گئی جو آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک طرف جہازی سائز کی آفس ٹیبل کے پیچے ایک

لبے قد اور بھاری جسم کا ادھیر عمر لیکن سر سے قطعی گنج آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں سرخی مائل تھیں چہرے پر بے پناہ کر خشکی جیسے ثابت تھی اس کی ناک چہرے کی مناسبت سے بڑی اور آگے کو اس طرح مڑی ہوئی تھی جیسے طوٹے کی چونچ ہوتی ہے۔ وہ مکمل طور پر لکھن شیو تھا۔ آنکھوں پر سیاہ گاگل تھی اور جسم پر سفید رنگ کا سوت تھا۔

”بیٹھو لورین“..... اس آدمی نے سنجیدہ لججے میں کہا۔

”لیں باس“..... لڑکی نے جس کا نام لورین تھا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا یہند بیگ سلم منہ میز پر رکھنے کی بجائے کرسی کے پائے کے ساتھ نیچے قالین پر رکھ دیا تھا۔

”کیا پورٹ ہے“..... باس نے سرد لججے میں پوچھا تو لورین نے اپنی جیکٹ کی اندر ونی جیب سے ایک لفافہ نکالا اور خاموشی سے باس کی طرف بڑھا دیا۔ باس نے اس کے ہاتھ سے لفافہ لیا اور اسے کھول کر اس میں موجود کاغذ باہر نکالے اور انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ لفافے میں سے دو کاغذ نکلے تھے۔ دونوں کاغذ پڑھنے کے بعد باس نے انہیں دوبارہ لفافے میں ڈالا اور لفافہ ایک طرف رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر عظیم حسین کا لیس رچ پیپر اب سیکر گئی۔ اس نے کوئی تحویل میں چلا گیا ہے“..... باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ سلیمان خان نے دوسری فائل جس آدمی کو دی تھی اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

فیصلہ کرے گا اور میری خواہش ہے کہ اس بار مجھے اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے وہ فائل حاصل کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔“  
لورین نے کہا۔

”اگر چیف نے یہ مشن میرے سیکشن کے ذمے لگایا تو میں سوچوں گا۔“..... باس نے جواب دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھالیا۔  
”لیں۔“..... باس نے کہا۔

”چیف سے بات کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”لیں چیف۔ ایس ایس بول رہا ہوں۔“..... باس نے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”لورین کو میرے پاس بھجو دو۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو باس نے رسیور رکھ دیا۔  
”چیف نے تمہیں کال کیا ہے لورین۔“..... باس نے کہا تو لورین کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔ اس نے جھک کر قالمین پر پڑا ہوا اپنا پینڈ بیگ انٹھایا اور کھڑی ہو گئی۔

”اگر چیف یہ کیس تمہارے ذمے لگائے تو تم نے مجھ سے مل کر پھر اس پر کام کرنا ہے۔“..... باس نے سرد لمحے میں کہا۔

”لیں باس۔“..... لورین نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور لورین باہر راہداری میں آئی تو سر کی آواز کے ساتھ

کا نام علی عمران ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاص آدمی ہے اور پھر پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کا نام بھی لیا گیا جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انجارج ہیں۔“..... لورین نے جواب دیتے ہوئے کہا تو باس نے اثبات میں سر ملا دیا اور پھر میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور انٹھا کر اس نے ایک نمبر پر میں کر دیا۔

”لیں باس۔“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔  
”چیف سے بات کرو۔“..... باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو باس نے رسیور انٹھالیا۔  
”لیں۔“..... باس نے کہا۔

”چیف سے بات کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”ہیلو چیف۔ میں ایس ایس بول رہا ہوں۔“..... لورین روپورٹ لے آئی ہے۔ روپورٹ کے مطابق ڈاکٹر عظیم حسین کی ریسیرج فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحریک میں پہنچ چکی ہے۔“..... باس نے موددانہ لمحے میں کہا۔

”روپورٹ مجھے بھجوادو۔“..... دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ باس نے رسیور رکھا اور سائیڈ پر پڑا ہوا وہ لفافہ انٹھالیا جو لورین لے آئی تھی اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں لفافہ رکھا اور میز کی دراز بند کر کے اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے دو بنیں کیے بعد دیگرے پر لیں کر دیئے۔  
”میرا خیال ہے باس کہ چیف ہر قیمت پر وہ فائل حاصل کرنے کا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہی دیوار برابر، وو گئی۔ لورین تیزی سے اس طرف بڑھی جدھر لفت تھی چند لمحوں بعد وہ لفت میں سوار ہوئی اور اس نے لفت کے اندر لگا ہوا سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا لفت تیزی سے مزید نیچے اترنے پلی گئی اور پھر جیسے ہی وہ رکی۔ لورین باہر آگئی۔ یہ بھی ایک راہداری تھی جس میں چار مشین گنوں سے مسلح افراد ٹھہر رہے تھے۔ لورین کو دیکھ کر وہ سب مسکرا دیئے۔ لورین نے بھی مسکراتے ہوئے اشبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ ایک دروازے کے باہر دو گن میں کھڑے تھے۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ لورین اس دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ اسی لمحے بلب سبز ہوا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا اور لورین اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جس کے ایک کونے میں بڑی سی دفتری میز موجود تھی۔ میز کے پیچے ایک گینڈے جیسی جسامت کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب موجود تھا۔ یہ چیف تھا۔ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی کنگز تنظیم کا چیف۔

”بیٹھو لورین“..... چیف نے نرم لمحے میں کہا تو لورین خاموشی سے جا کر میز کے سامنے کر سی پر بیٹھ گئی۔

”تم نے ایس ایس سے خواہش ظاہر کی ہے کہ تم عمران اور پاکیشی سیکرٹ سروس کے مقابلے پر جانا چاہتی ہو۔ کیا واقعی تم اس کا مقابلہ کر سکو گی“..... چیف نے اسی طرح نرم لمحے میں کہا۔ ”یہ چیف۔ میں اس عمران اور پاکیشی سیکرٹ سروس دونوں کا

خاتمه لپٹنے ہاتھوں سے کرنا چاہتی ہوں۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ عمران اور پاکیشی سیکرٹ سروس سے میرا زیر و سروس کے دوران ٹکراؤ ہو چکا ہے اور اس ٹکراؤ میں اگرچہ عمران اور اس کے ساتھی آخر کار کامیاب رہے تھے لیکن میری وجہ سے وہ ناکام ہوتے ہوتے رہ گئے تھے۔ اگر صین آخری لمحات میں زیر و سروس کے چیف نے مجھے پیچے نہ ہٹا دیا ہوتا تو ان کا خاتمه یقینی تھا اور مجھے یقین ہے کہ عمران کو آج بھی لورین سے ٹکراؤ یاد ہو گا۔..... لورین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گذ۔ میں ایسی ہی خود اعتمادی چاہتا ہوں۔ ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ پاکیشی سیکرٹ سروس کا نام سنتے ہی اچھے پہنچوں کی زبان لڑکھڑا جاتی ہیں۔..... چیف نے کہا۔

”تو پھر چیف کیا آپ واقعی مجھے اس کے مقابل بھیج رہے ہیں۔“  
لورین نے کہا۔

”ایکریمیا حکومت تو کسی طور پر بھی پاکیشی سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ نہیں چاہتی لیکن تمہیں معلوم ہے کہ کنگز تنظیم ایکریمیا کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے مفادات کا تحفظ بھی کرتی ہے۔ اسرائیلی صدر سے میری تفصیلی بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ عمران اور پاکیشی سیکرٹ سروس کے خاتمے اور وہاں سے بی ایکس میزاں کے توڑ کی ریسروچ حاصل کرنے کی بجائے ہمیں ان کے استھنی مرکز تباہ کرنے کا مشن مکمل کرنا چاہئے۔ آج تک اسرائیل نے اس سلسلے میں جتنی بار بھی کوششیں کی ہیں پاکیشی سیکرٹ سروس نے ان کے تمام پلان تباہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کر دیئے ہیں جبکہ بی ایس میزائل یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں لیکن حکومت ایکریمیا اپنے مفادات کے تحت ان میزائلوں کے ذریعے ابھی پاکشیا کے ایئٹھی مرکز تباہ نہیں کرنا چاہتی۔ چنانچہ اسرائیل کے صدر نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں کوئی ایسا حادثہ نکالوں جس سے یہ ایئٹھی مرکز ہر حالت میں تباہ ہو جائیں اور میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے اور اس وعدے کے تحت میں نے ایک پلان بنایا ہے کہ عمران اور پاکشیا سیکرٹ سروس کو کسی صورت یہ اطلاع دے دی جائے کہ حکومت ایکریمیا بی ایکس میزائل ان کے ایئٹھی مرکز پر فائز کرنے کا پلان بنایا ہے۔ اس طرح لامحالہ پاکشیا سیکرٹ سروس ان میزائلوں کو تباہ کرنے کے مشن پر کام شروع کر دے گی۔ ان کے حرکت میں آتے ہی حکومت ایکریمیا کو یہ رپورٹ دی جائے کہ اس سے پہلے کہ پاکشیا سیکرٹ سروس بی ایکس میزائلوں کے اڈے تباہ کر دے۔ یہ میزائل فائز کر دینے چاہئیں اور مجھے یقین ہے کہ پھر حکومت ایکریمیا ایسا کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ چنانچہ میں نے اس پلان پر عمل شروع کر دیا۔ میں نے پاکشیا سیکرٹ سروس تک یہ اطلاعات پہنچا دی ہیں اور پاکشیا سیکرٹ سروس کی حرکت کے بارے میں حکومت ایکریمیا کو بھی اطلاع دے دی لیکن حکومت ایکریمیا نے میرے پلان پر عمل کرنے کی بجائے ایک اور فیصلہ کر دیا۔ حکومت کے اہم ترین سیاسی ہمجنٹوں نے حکومت کو رپورٹ دے دی کہ اگر ایکریمیا کے میزائلوں سے پاکشیا کے ایئٹھی مرکز تباہ کر دیئے گئے تو

پورے ایشیا میں ایکریمیا کے مفادات کو شدید ترین خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ اس لئے حکومت ایکریمیا نے ان میزائلوں کو استعمال کرنے کی بجائے یہ فیصلہ کر لیا کہ انہیں پاکشیا سیکرٹ سروس سے بچایا جائے چنانچہ انہوں نے پاکشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن کنگز کے حوالے کر دیا ہے اور میں نے یہ مشن تمہارے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چیف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ کا شکر یہ چیف۔ لیکن یہ بات میری بحث میں نہیں آرہی کہ پاکشیا سیکرٹ سروس ان میزائلوں کو کیسے تباہ کرے گی۔ میزائلوں کو تباہ کرنا تو ناممکن ہے اور اگر انہیں تباہ بھی کر دیا جائے تو پھر حکومت ایکریمیا دوسرے میزائل وہاں نصب کر دے گی اس لئے پاکشیا سیکرٹ سروس کب تک ان میزائلوں کو تباہ کرتی رہے گی۔“..... لورین نے کہا۔

”گذ۔ تمہارا یہ سوال بتا رہا ہے کہ تم بھی عمران کے انداز میں سوچتی ہو۔ بی ایکس میزائل کی فیکٹری اور لیبارٹری سپار گو جنرے پر ہے اور اس جنرے پر ہی بی ایکس میزائل نصب ہیں۔ یہ ایسی جگہ ہے کہ وہاں سے اگر انہیں فائز کیا جائے تو ان سے پاکشیا کے ایئٹھی مرکز تباہ ہو سکتے ہیں۔ اس لئے پاکشیا سیکرٹ سروس لامحالہ ان میزائلوں کو صرف ناکارہ کرے گی اور یہی ان کی تباہی ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کی فیکٹری بھی تباہ کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ طویل عرصے تک یہ میزائل نہ بنائے جاسکیں اور تب تک وہ ڈاکٹر عظیم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تمہارا ماتحت ہو گا اور تمہارا گروپ پولیس یونیفارم میں وہاں رہے گا اور اسے وہاں سپیشل پولیس کا نام دیا جائے گا اور انہیں سپیشل پولیس کے کارڈ دینے جائیں گے پورے جنرے کی انتظامیہ اور پولیس تمہاری ماتحت ہو گی اور تم وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے خاتمے کے لئے مکمل طور پر آزاد ہو گی۔ چیف نے فائل دینے کے بعد تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن چیف اگر اس کے باوجود یہ لوگ کا سکو یا ہا کسم میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو مجھے یہ اختیار ہو گا کہ ڈاکٹر آسکر اور ڈاکٹر مارگ دونوں کو اپنی ماتحتی میں لے لوں۔“ لورین نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔ اس فائل کے آخر میں دو کارڈ موجود ہیں۔ ایک کارڈ کارنگ زرد اور دوسرے کا سرخ۔ زردرنگ کا کارڈ کا سکو میں داخلے کا ہے اور سرخ رنگ کا کارڈ ہا کسم میں اور پھر وہاں کے سب لوگ تمہارے ماتحت ہوں گے لیکن تم نے کوشش یہی کرنی ہے کہ تم انہیں باہری ختم کر دو۔“ چیف نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا چیف۔ لیکن امکانی صورتیں تو بہر حال سامنے رکھی ہی جاتی ہیں۔“ لورین نے کہا۔

”جب تک یہ مشن مکمل ہو گا تم ایس ایس کی بجائے براہ راست میری ماتحت رہو گی اس لئے سپیشل ایکس ٹرانسیورس ساٹھ لے جانا۔ اس پر چوبیس گھنٹے تم مجھ سے براہ راست رابطہ رکھ سکو گی اور میں بھی وقت فو قتاً پورٹ لیتا رہوں گا۔ اب تم جاسکتی ہو۔“ چیف نے کہا تو

حسین کی رسچ پر عمل کر کے بی ایکس اٹی نظام تیار کر لیں گے۔ اس کے بعد انہیں پرواہ نہیں ہو گی کہ بی ایکس میرا مل کہاں نصب کئے جاتے ہیں کیونکہ پھر ان کے اٹی مراکز کی حفاظت ان میرا ملوں سے ان کا نظام بخوبی کر لے گا۔ چیف نے کہا تو لورین نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گئی ہوں اور کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔“ لورین نے کہا تو چیف نے میز پر موجود ایک سرخ رنگ کی فائل اٹھا کر لورین کی طرف بڑھا دی۔

”اس فائل میں سپار گو کے بارے میں مکمل تفصیل درج ہے۔ ان کی فیکٹری اور میرا ملوں کے بارے میں بھی اشارے موجود ہیں۔ میرا مل بھی زیر زمین نصب ہیں اور فیکٹری بھی زیر زمین ہے جبکہ اور پورے جنرے پر عام سا شہر ہے اور جنگلات ہیں۔ میرا مل سیکشن کو کوڈ میں کا سکو کہا جاتا ہے۔ کا سکو کا انچارج ڈاکٹر آسکر ہے اور فیکٹری اور لیبارٹری کو کوڈ میں ہا کسم کہا جاتا ہے اور ہا کسم کا انچارج ڈاکٹر مارگ ہے۔ تمہارا ان دونوں سے تعلق ضرور ہو گا لیکن تم ان کے کاموں میں کوئی مداخلت نہیں کر سکو گی۔ تم جنرے کے اوپر ہو گی۔ جنرے کا حاکم ہے وہاں چیف کہا جاتا ہے اس کا نام ماسٹر کلف ہے اور جنرے کی پولیس ایکریمیا کے اہتمامی تربیت یافتہ ہجھٹوں پر مشتمل ہے۔ اس پولیس کو بھی وہاں پولیس ہی کہا جاتا ہے۔ پولیس کا سربراہ بھی ماسٹر کلف ہے۔ اب تم اصل میں وہاں کی حاکم ہو گی اور چیف ماسٹر کلف

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

لورین نے فائل اٹھائی اور کھڑی ہو گئی۔  
”وش یو گڈلک“..... چیف نے کہا۔

”تھینک یو چیف“..... لورین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور  
مذکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا۔ سلیمان مار کیٹ گیا ہوا تھا اس لئے عمران باوجود وجہائے کی خواہش کے اپنے آپ پر جبر کئے بیٹھا تھا کہ سائیڈ پرپڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) خواہشمند ایک پیالی چائے۔ اگر مل جائے۔ بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”فوراً میرے دفتر پہنچو۔ تمہارے لئے چائے تیار ہو گی“..... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”کیا نادر شاہی انداز میں سخاوت کا کہ ایک پیالی چائے پینے کے لئے بیس کلو میٹر کار چلائی جائے اور دو گھنٹے بھی صائم کئے جائیں۔“  
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوبارہ رسالہ اٹھا کر پڑھنے میں

مصروف ہو گیا۔.... تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر نجع اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) خواہشمند ایک پیالی چائے۔ اگر مل جائے یہیں فلیٹ پر بیٹھے بٹھائے۔.... عمران نے اس بار پھرے والا فقرہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

”تم ابھی تک بیٹھے ہو عمران اور میں یہاں انتظار کر رہا ہوں۔

انتہائی ضروری سرکاری کام ہے۔ جلدی آؤ۔ ورنہ پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے اور اگر یہ نقصان ہو گیا تو نہ صرف مجھے بلکہ تمھیں بھی خود کشی کرنا پڑ جائے گی۔ جلدی آؤ۔.... دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی عصیلے لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ایک تو سپہ نہیں بڑھا پے میں انسان خود کشی کرنے کا کیوں سوچتا ہتا ہے اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی شامل کر لیتا ہے بھلا مجھے کیا ضرورت ہے خود کشی کرنے کی۔ ابھی میں نے دنیا میں بقول سلیمان پاشا۔ دیکھا ہی کیا ہے۔.... عمران نے رسیور رکھ کر بڑداتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھرا ہوا کیونکہ سر سلطان کا لمحہ بتا رہا تھا کہ اب اگر عمران وہاں نہ گیا تو ہو سکتا ہے کہ واقعی وہ خود کشی کر لیں تھوڑی دیر بعد عمران سر سلطان کے پی اے کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

”السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ۔.... عمران نے دروازے میں داخل ہوتے ہی کہا تو پی اے نے چونک کراسے دیکھا اور دوسرے لمحے

وہ بے اختیار اٹھ کھرا ہوا۔

”وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاتہ جتاب۔.... پی اے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ارے ارے بیٹھو۔ تم کھرے کیوں ہو گئے ہو۔ کیا بیٹھے بیٹھے سلام کا جواب دینے سے ثواب کم ہو جاتا ہے۔.... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے جس خشوع و خضوع سے سلام کیا اس کا جواب کھرے ہو کر ہی دیا جاسکتا ہے۔.... پی اے بنے ہستے ہوئے کہا۔

”تمہارے صاحب پر تو ان دونوں خود کشی کرنے کا بھوت سوار ہو گیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔.... عمران نے سر آگے بڑھاتے ہوئے بڑے پراسرا سے انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا پی اے بے اختیار اچھل پڑا۔

”خود کشی۔ اور صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔.... پی اے کے لمحے میں شدید حریت تھی۔

”ابھی مجھے فون کیا اور کہا کہ فوراً دفتر پہنچوں ورنہ میں خود کشی کر لوں گا۔.... عمران نے کہا تو پی اے ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”ظاہر ہے آپ کو بلانے کے لئے دھمکی تو دینی ہی پڑتی ہے۔.... پی اے بنے ہستے ہوئے کہا۔

”اگر یہی حال رہا تو کہیں دھمکی حقیقت نہ بن جائے۔ خیال رکھا کرو۔.... عمران نے کہا اور تیزی سے مذکور کمرے سے باہر آگیا۔ چند

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

لمحوں بعد وہ سرسلطان کے آفس میں داخل ہو گیا۔ سرسلطان کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں نہل رہے تھے۔  
”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔“ جناب اس عمر میں تیز چلنے بھی طبی لحاظ سے خطرناک بکھا جاتا ہے۔ .... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”وعلیکم السلام۔ اب تمہیں ڈیل کرنا میرے لئے طبی لحاظ سے زیادہ خطرناک ہو گیا ہے۔ ہمارے لئے ایک ایک لمحہ دو بھر ہو رہا ہے لیکن تم ہو کہ تمہارے نخزے آسمان پر ہوتے ہیں۔“ .... سرسلطان نے اہتمائی خشمگیں لجھ میں کہا۔

”اچھا کیا ہوا۔ خیریت تو ہے۔“ .... عمران نے سرسلطان کی حالت دیکھ کر اہتمائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ پوچھو کیا نہیں ہوا۔ ایکریمیا بی ایکس میزانلوں سے کسی بھی لمحے پاکیشیا کے ایٹھی مرکوز اڑانے والا ہے۔ صدر صاحب ہاٹ لائن پر ایکریمیا کے صدر سے مذاکرات کر رہے ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ کیا ہوا ہے۔“ .... سرسلطان نے کرسی پر جا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایکریمیا اس طرح کھلی جارحیت کرے۔“ .... عمران نے بھی اہتمائی تشویش بھرے لجھ میں کہا۔

”ایکریمیا کے سیکرٹری آف سٹیٹ نے باقاعدہ دھمکی دی ہے کہ پاکیشیا کے ایٹھی مرکوز کسی بھی لمحے تباہ کئے جاسکتے ہیں۔“ .... سرسلطان

نے کہا۔

”کیوں۔ وجہ۔“ .... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا لیکن اس سے پہلے کہ سرسلطان جواب دیتے اچانک فون کی گھنٹی نج اٹھی اور سرسلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یہ۔“ .... سرسلطان نے کہا۔

”صدر مملکت سے بات کریں جناب۔“ .... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”سلطان بول رہا ہوں جناب۔“ .... سرسلطان نے موڈبانہ لجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی لاڈڑکا بیٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”سرسلطان۔ میری ایکریمیا کے صدر سے بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے سیکرٹری آف سٹیٹ نے کوئی دھمکی نہیں دی اور نہ ہی حکومت ایکریمیا اس قسم کی کوئی جارحیت کر سکتی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ارادہ ہے۔ میرے اصرار پر انہوں نے سیکرٹری آف سٹیٹ کو کال کر کے مجھ سے براہ راست بات بھی کرانی ہے اور سیکرٹری آف سٹیٹ نے کہا ہے کہ اس نے تو کبھی آپ کو کال ہی نہیں کی۔“ .... صدر مملکت نے کہا۔

”میں نے تو ان کی کال کی میپ بھی آپ کو بھجوائی ہے جناب۔“ .... سرسلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہا۔ میں نے یہ میپ ایکریمیا کے صدر کو بھی سنوائی ہے اور کرٹری آف سٹیٹ کو بھی لیکن اس کا کہنا ہے کہ یہ اس کی آواز نہیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔ یہ فرضی کال کی گئی ہے۔ بہر حال جو خطرہ اس کال سے لاحق ہو گیا تھا وہ تو فوری طور پر ختم ہو گیا ہے لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ آج نہیں تو مستقبل میں کسی بھی وقت یہ بی ایکس میراٹل جو جزیرہ سپار گو میں نصب ہیں پاکیشیا کے ایئمی مرکز کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں۔ یہ صدر صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سر۔ انہی خطرات کے پیش نظر تو ڈاکٹر عظیم حسین مرحوم بی ایکس میراٹل کے ائمی سسٹم پر کام کر رہے تھے اور دشمن ہمجنشوں نے یہ فائل حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن سیکرٹ نرسوس کے چیف نے بروقت کارروائی کر کے یہ فائل واپس حاصل کر لی۔ اب یہ سسٹم تیار ہو جانے کا تو پھر ان بی ایکس میراٹلوں کا خطرہ بھی ختم ہو جائے گا۔“ سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سسٹم کی تیاری اور تنصیب میں تو کئی سال لگ سکتے ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ او کے خدا حافظ۔“ صدر صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”ارے ہاں۔ میں نے تو تمہارے لئے چائے بھی نہیں منگوائی۔“ سر سلطان نے رسیور رکھ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر چائے بھجوانے کا کہہ دیا۔

”یہ سب ہوا کیا تھا۔ کچھ تفصیل تو بتائیں۔“..... عمران نے اسی طرح سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

”سیکرٹری آف سٹیٹ ایکریمیا کی کال آئی اور اس نے بڑے واضح الفاظ میں مجھے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ چونکہ پاکیشیا کے ایئمی مرکز اس پورے برا عظیم ایشیا کے لئے ایک خوفناک خطرہ بن چکے ہیں اس لئے حکومت ایکریمیا نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پاکیشیا کے ایئمی مرکز کو بی ایکس میراٹلوں سے ہٹ کر دیا جائے اور اس نے کہا کہ اقوام متحده کے جزل سیکرٹری سے بھی اس فیصلے کی توثیق کرالی گئی ہے۔ میرے احتجاج کرنے پر اس نے کہا کہ وہ صرف اس لئے فون کر رہے ہیں کہ ہم جس قدر جلد ممکن ہو سکتا ہو وہاں سے لپٹنے سامنے دان نکال لیں۔ فیصلے پر عملدرآمد بہر حال ہو گا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ میں یہ کال سن کر واقعی بری طرح گھبرا گیا۔ میں نے فوراً صدر صاحب سے بات کی تو وہ بھی پریشان ہو گئے۔ میں نے انہیں اس کال کی ٹیپ بھی سپیشل میسنجر کے ہاتھ بھجوادی اور پھر تمہیں فون کیا کیونکہ ہمارے ایئمی مرکز میں حفاظت کا جو سسٹم موجود ہے وہ ویسے تو اہتمائی موثر ہے لیکن بی ایکس میراٹلوں کے حملے کو روکنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر یہ حملہ ہو جاتا تو نہ صرف پاکیشیا کے ایئمی مرکز ختم ہو جاتے بلکہ اس حملے سے جو تباکاری پھیلتی اس سے پورا پاکیشیا تباہ ہو کر رہ جاتا۔ لیکن اب صدر صاحب کی کال سے سپہ چلا کہ یہ کوئی ڈرامہ تھا نجا نے اس کا کیا مقصد تھا۔ بہر حال وہ بھی انک خطرہ ختم ہو گیا ہے۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
”کیا آپ سیکرٹری آف سینیٹ کی آواز نہیں پہچانتتے تھے“..... عمران  
نے پوچھا۔  
”اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ روزانہ تو اس سے رابطہ ہوتا رہتا  
ہے“..... سرسلطان نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور چپراسی  
ٹرے انھائے اندر داخل ہوا اور عمران خاموش ہو گیا۔ چپراسی نے  
چائے کے برتن ایک طرف رکھے اور پھر چائے کی دو پیالیاں تیار کر کے  
ایک عمران کے سامنے رکھی اور دوسرا سرسلطان کے سامنے رکھ کر  
اس نے سینیکس کی دو پلیٹس انھا کر میز پر رکھیں اور خاموشی سے واپس  
چلا گیا۔

”لیکن صدر صاحب کو اطلاع دینے سے پہلے آپ کو سیکرٹری آف  
سینیٹ کو فون کر کے اس بات کو کنفرم کرنا چاہئے تھا“..... عمران نے  
چائے کی پیالی انھاتے ہوئے کہا۔

”میں نے کنفرم کیا تھا۔ اس کے بعد ہی صدر صاحب کو اطلاع دی  
تھی“..... سرسلطان نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔  
”اس کا مطلب ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت ہمیں ان بی  
ایکس میرزاں کے خلاف کام کرنے پر اکسایا جا رہا ہے“..... عمران نے  
کہا تو سرسلطان چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات“..... سرسلطان نے کہا۔  
”پہلی بات تو یہ ہے کہ ایکریمیا جسے ملک کی حکومت اتنی احمد

نہیں ہے کہ اس طرح کھلی جا رہیت کرے اور اس کی باقاعدہ اطلاع  
دے اور پھر ایسی مراکز کو میرزاں کو سے تباہ کر دے اور اقوام متحده کا  
جزل سیکرٹری بھی اس حملے کی توثیق کر دے یہ ساری کہانی ہی ظاہر  
غلط ہے اور ناقابل یقین اور ناقابل عمل۔ دوسری بات یہ کہ سیکرٹری  
آف سینیٹ کی معرفت اس کی اطلاع آپ کو دینے کا مطلب بھی یہی ہے  
کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان میرزاں کے خلاف کام کرے کیونکہ  
اتھنی بات تو سب جانتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی  
انچارج آپ ہیں اور ان باتوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کسی خاص  
منصوبہ بندی کے تحت یہ سب کچھ کیا گیا ہے“..... عمران نے چائے کا  
گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سے یہ مطلب کیسے نکل آیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بی  
ایکس میرزاں کے خلاف کام کرے گی“..... سرسلطان نے حیرت  
بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے صدر صاحب کی آخری بات پر غور نہیں کیا۔ یہ فطری  
بات تھی کہ جب تک ان میرزاں کا انٹی سسٹم تیار ہو کر نصب نہیں  
ہو جاتا۔ اس وقت تک بہر حال ان میرزاں سے ہمارے ایسی مراکز کو  
خطرہ لاحق رہے گا اور آج نہیں تو کل کسی بھی وقت بغیر اطلاع کے بھی  
یہ کام ہو سکتا ہے۔ صدر صاحب کے بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ  
اس پہلو پر سوچ رہے ہیں کہ کیوں نہ ان میرزاں کو ہی تباہ کر دیا  
جائے لیکن پھر وہ بات بدل گئے کیونکہ اب جبکہ ایکریمیا کے صدر سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

براہ راست بات ہو چکی ہے اب اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے یہ کارروائی کی تو ایکریمیا اسے براہ راست اپنے اوپر جمدہ بھی سمجھ سکتا ہے اور اس کا تیجہ بہر حال کچھ بھی نکل سکتا ہے۔.... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں سواقعی تم ثھیک کہہ رہے ہو۔ اب مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ صدر صاحب اس پہلو پر سوچ رہے تھے لیکن یہ منصوبہ بندی کون کر رہا ہے۔ اب ایکریمین خود تو اپنے خلاف منصوبہ بندی نہیں کر سکتے۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ چائے بھی پیتے رہے۔ اسرائیل بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ وہ ان میزائلوں سے حملہ کرا سکتا ہے لیکن ان میزائلوں کو تباہ نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی ملک ایسا نہیں ہے جو یہ کام کر سکتا ہو۔.... عمران نے سوچنے کے سے انداز میں جواب دیا۔

”بہر حال چھوڑو۔ ہو گا کوئی۔ جب تم وہاں جاؤ گے ہی نہیں تو ان کی منصوبہ بندی اپنی موت آپ مر جائے گی۔.... سر سلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر اب مجھے اجازت۔.... عمران نے کہا اور اٹھ کر ہوا اور سر سلطان نے بھی سر ہلا دیا اور عمران انہیں سلام کر کے آفس سے باہر آگیا لیکن اس کی فراخ پیشافی پر بہر حال شکنون کا جال سا پھیلا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ کار لے کر سید حادا نش منزل پہنچا۔

”خیریت عمران صاحب۔ لگتا ہے آپ کسی معاملے پر خاصے پر لیشان ہیں۔.... سلام دعا کے بعد بلیک زیر و نے عمران سے مخاطب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہو کر کہا۔

”ہاں۔ تھمارا اندازہ درست ہے۔.... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر سر سلطان سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ یہ تو اتنا بھیانک بات تھی لیکن اس کا مقصد کیا تھا۔“  
بلیک زیر و نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”مقصد تو سمجھ آگیا ہے کہ یہ منصوبہ بندی کرنے والے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان میزائلوں کے خلاف حرکت میں لانا چاہتے ہیں لیکن کون یہ کام کر سکتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔“.... عمران نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے یہ کارروائی شوگران کی ہو سکتی ہے کیونکہ ہمارے علاوہ ان میزائلوں سے کافرستان اور شوگران کو بھی اصل خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ کافرستان تو شاید یہ کام نہ کرے اس لئے شوگران ہی کر سکتا ہے۔“.... بلیک زیر و نے کہا۔

”شوگران تو ہمارا دوست ملک ہے۔ وہ تو براہ راست بھی یہ کام کر سکتا ہے۔“.... عمران نے کہا۔

”تو پھر کافرستان ہو سکتا ہے۔“.... بلیک زیر و نے کہا۔

”نہیں۔ کافرستان اگر کارروائی کرتا تو کسی اور انداز میں کرتا۔ یہ خاصی ذہانت آمیز پلاننگ ہے۔ اس میں براہ راست کئی بات نہیں کی گئی۔ صرف ہمیں اکسایا گیا ہے۔“.... عمران نے جواب دیا اور بلیک

زیرو نے اثبات میں سر ملا دیا۔

”ایسا تو نہیں پے کہ کنگر نے یہ کھل کھیا ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ملک سے باہر چلی جائے تو اس کے ایجنسی ہاں کارروائی کر کے انٹی سمسم کی فائل حاصل کر لیں۔“..... بلیک زیرو نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

”کنگر ایکریمیا کی سرکاری عجنسی ہے۔ وہ ایکریمیا کے اس قدر اہم میزائلوں کے خلاف ایسی پلانگ نہیں کر سکتی۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کھٹکا کر اپنے قریب کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کرائیں۔“..... عمران چونکہ ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا اس لئے اس نے سخنیدہ لمحے میں کہا۔ ”لیں سر۔“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جتنا ب۔ جب آپ نے سیکرٹری آف سیٹیت سے ان کی کال کے بارے میں کنفرم کیا تو انہوں نے کیا جواب دیا تھا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”تم ابھی تک اسی مسئلے میں پھنسے ہوئے ہو۔ پہر حال جب میں نے

انہیں کال کیا تو انہوں نے اپنی کال کی تصدیق کر دی۔ تب ہی میں نے صدر صاحب کو اطلاع دی تھی۔“..... سر سلطان نے کہا۔

”اب آپ دوبارہ انہیں کال کر کے بات کریں۔ دیکھیں اب وہ کیا کہتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”میں نے تمہارے جانے کے بعد انہیں کال کی تھی۔ انہوں نے حلفاً کہا ہے کہ انہوں نے ایسی کوئی کال نہیں کی۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے یہی جواب دیا کہ وہ خود حیران ہیں کہ ایسا کون کر سکتا ہے جبکہ ان کا سرکاری فون ایکس چینچ ریزرو فون کی لٹکیگری میں آتا ہے۔ مطلب ہے کہ اس کی کال نہیں ہو سکتی ہے اور نہ اس پر کوئی دوسرا آدمی کال کر سکتا ہے۔“..... سر سلطان نے جواب دیا۔

”سیکرٹری آف سیٹیت کا نام کیا ہے اور ان کا سرکاری فون نمبر کیا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”الیگزینڈر پال اس کا نام ہے۔“..... سر سلطان نے جواب دیا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

”اوے شکریہ۔“..... عمران نے جواب دیا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری آف سیٹیت۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”سیکرٹری فارن افسر ز بات کرنا چاہتے ہیں۔“..... عمران نے لمحہ بدلت کر کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”یہ سر میں بات کرتی ہوں ”..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”ہیلو۔ پال بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے خیریت۔ رات تو ملاقات  
ہوئی تھی۔ ..... دوسرے لمبے سیکرٹری آف سینیٹ ایگزینڈر پال نے بے  
تكلفانہ لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہیں تو ہالی وڈکا ادا کار ہونا چاہئے تھا۔ بڑا خوبصورت ڈرامہ کیا  
ہے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کے ساتھ تم نے۔ ” عمران  
نے لمحہ بدلتے کر بے تکلفانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”ارے تمہیں کسیے اطلاع مل گئی۔ ” ..... سیکرٹری آف سینیٹ نے  
اہمیت حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا کہ مجھے صرف خارجہ معاملات کی ہی اطلاع  
ہوتی ہے۔ ” ..... عمران نے اسی لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ولیے حیرت ہے کیونکہ یہ بات ٹاپ سیکرٹ رکھی گئی تھی۔ ”  
سیکرٹری آف سینیٹ نے کہا۔

”اچھا۔ تو کیا ب محض سے بھی یہ سیکرٹ رہے گی۔ ” ..... عمران نے  
جواب دیا۔

”سرکاری طور پر تو بہر حال یہ سیکرٹ ہی رہے گی البتہ ذاتی طور پر  
تمہیں بتائی جاسکتا ہے۔ اصل منکہ یہ ہے کہ حکومت ایکریمیا پاکیشیا  
سیکرٹ سروس کو سپار گو جنررے پر گھیر کر ختم کرانا چاہتی ہے جس کے  
لئے یہ سارا ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔ ” ..... پال نے جواب دیا۔

”وہ کس طرح۔ ” ..... عمران نے لمحے میں اہمیت حیرت پیدا کرتے

ہوئے پوچھا۔

”اسرائیلی حکام چلہتے تھے کہ بی ایکس میزاں کے ذریعے پاکیشیا  
کے ائمہ مرکز تباہ کر دیتے جائیں لیکن ظاہر ہے حکومت ایکریمیا ایسا  
اقدام نہ کر سکتی تھی مگر حکومت ایکریمیا کو بہر حال اس بات پر تشویش  
موجود تھی کہ پاکیشیا بی ایکس میزاں کا انٹی سسٹم تیار کر رہا ہے  
حکومت نے کنگز کے ذریعے اس کافار مولا حاصل کرنے کی کوشش کی  
لیکن وہ اس میں ناکام رہی اور فار مولا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل  
میں چلا گیا اور اس طرح اس کا فوری حصول ناممکن ہو گیا۔ اسرائیلی  
حکام کے زور دیتے پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمه  
کیا جائے اور اس کے بعد یہ فار مولا حاصل کر لیا جائے یا جہاں بھی یہ  
انٹی سسٹم تیار کیا جائے وہ لیبارٹری تباہ کر دی جائے۔ یہ سب کچھ اس  
وقت ہی ہو سکتا ہے جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فعال ارکان اور  
خاص طور پر اس کا مشہور ایجنسٹ علی عمران نہ ختم ہو جائے۔ سپار گو  
جنررے جہاں بی ایکس میزاں بھی نصب ہیں اور جہاں ان کی فیکٹری اور  
لیبارٹری بھی موجود ہے وہاں کے حالات ایسے ہیں کہ اگر پاکیشیا  
سیکرٹ سروس وہاں پہنچ جائے تو اسے اہمیتی آسانی سے ختم کیا جاسکتا  
ہے لیکن اب براہ راست تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو وہاں نہیں بھجوایا  
جا سکتا پر جتناچہ یہ دھمکی والا ڈرامہ کھیلا گیا۔ حکام کو سو فیصد یقین ہے  
کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس خود ہی یہ بات سوچ لے گی کہ جب تک بی  
ایکس میزاں کو ختم نہ کیا جائے ان کے ائمہ مرکز تباہی کے زد میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

رہیں گے چنانچہ وہ وہاں لازماً پہنچنے گی اور پھر وہاں کنگز کے آدمی انہیں وہاں گھیر کر ختم کر دیں گے کیونکہ وہاں کی پولیس اور انتظامیہ کا ہر آدمی خاص طور پر تربیت یافتہ ہے۔۔۔ سیکرٹری آف سینیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا صدر صاحب بھی اس ڈرامے میں شامل ہیں؟۔۔۔ عمران نے حیران، ہو کر کہا۔

”نہیں۔ انہیں تو سرے سے اس کا علم ہی نہیں ہے۔ یہ کام تو دوسرے حکام کا ہے۔۔۔ پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا ان حکام نے یہ بات نہیں سوچی کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچ گئی تو وہ یہ میزائل تباہ بھی تو کر سکتی ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”وہ تباہ ہو ہی نہیں سکتے۔ اس بات کا ایک فیصد بھی امکان نہیں ہے۔۔۔ پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن بہر حال رسک تو موجود رہے گا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو کیا ہوا چند میزائل اگر تباہ کر بھی دیئے گئے تو دوسرے نصب کر دیئے جائیں گے لیکن اس طرح بھی تو ہو سکتا ہے کہ صدر صاحب جوابی جملہ کرنے کا فیصلہ کر لیں۔ ایسی صورت میں بھی پاکیشیا کی تباہی یقینی ہے۔۔۔ پال نے جواب دیا۔

”لیکن پھر تمہیں کس طرح معلوم ہو گا کہ یہ لوگ وہاں پہنچ رہے ہیں یا انہوں نے وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”ہمیں یقین ہے کہ الیسا ہو گا۔ اس لئے کنگز کو فوری ہدایات دے دی گئی ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میری کنگز کے چیف سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے کنگز کے سب سے تیز فعال اور خطرناک گروپ لورین کو وہاں فوری طور پر پہنچنے اور وہاں کے انتظامات سنپھلانے کا حکم دے دیا ہے۔ مادام لورین میں یہ صلاحیتیں بہر حال موجود ہیں کہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اہمیتی کامیابی سے خاتمہ کر سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایکریمین ایجنسٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس علی عمران کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ ان کی نقل و حرکت سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ وہاں پہنچ رہے ہیں یا نہیں۔ ولیے حکام کو سو فیصد یقین ہے کہ یہ لوگ وہاں ضرور پہنچیں گے۔۔۔ پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس راز کو بتانے کا بے حد شکریہ۔ وش یو گڈ لک۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کا ساتا ہوا چہرہ نارمل ہو چکا تھا۔ اس کے بوس پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ ”کیا سیکرٹری فارن افیرز کو آپ جانتے ہیں کہ آپ اس کی آواز اور لمحے کی اس حد تک درست نقل کر رہے تھے۔۔۔ بلیک زیرو نے حریت بھرے لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ سر سلطان کے ساتھ دوبار ان سے ملاقات ہو چکی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سیکرٹری آف سینیٹ اور سیکرٹری فارن افیرز دونوں کلاس فیلو بھی رہے ہیں اور اب بھی ان میں بڑی دوستی ہے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

باقی ساری بات اس سلیڈری نے خود ہی رات کی ملاقات اور لمحے کی  
بے تکلفی سے بتا دی۔..... عمران نے جواب دیا۔  
”اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سلیڈری آف سٹیٹ نے واقعی سر  
سلطان کو فون پر دھمکی دی تھی لیکن بعد میں پلان کے تحت وہ مکر گیا۔  
میرا خیال ہے کہ اس کے پیچھے خاص طور پر اسرائیل کا ہاتھ ہے۔“  
بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ صدر ایکریمیا کو بھی اس سے  
بے خبر کھا گیا ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے اب تو آپ کے  
ہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔..... بلیک زیرو نے کہا۔  
”وہ کیوں۔..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

اس لئے کہ یہ سب آپ کے خلاف ٹریپ ہے اور ولیے بھی وہاں  
جا کر ان میزائلوں کو ناکارہ یا تباہ کرنے کا کیا فائدہ۔ اس سے اٹا  
پا کیشیا کو ہی نقصان پہنچ سکتا ہے کہ ایکریمیا جوابی حملہ کر دے۔“  
بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن اگر کل کو اسرائیلوں نے کسی بھی انداز میں ایکریمیا کو  
پا کیشیا کے ائمی مراکز تباہ کرنے پر رضامند کر لیا تھا۔..... عمران نے  
کہا۔

”میرا خیال ہے ایسا ممکن نہیں ہے۔ ایکریمیا کے اس خطے میں  
اپنے مفادات ہیں اور اسرائیل کے اپنے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن ایسا ممکن ہو سکتا ہے اس لئے جب تک بی ایکس میزائلوں کا  
انٹی سسٹم تیار ہو کر پا کیشیا کا دفاع نہیں کرتا۔ تب تک کسی بھی لمحے  
یہ ڈرامہ حقیقت بھی بن سکتا ہے۔ آج تم سر سلطان کی حالت دیکھتے۔  
وہ صرف دھمکی سن کر ہی حواس باختہ ہوئے جا رہے تھے۔“..... عمران نے  
کہا۔

”تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ انہیں تباہ  
کریں گے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہ صرف انہیں بلکہ ان کے ساتھی ایکس میزائلوں کی فیکٹری اور  
لیبارٹری بھی تباہ ہو گی تاکہ پا کیشیا کو مکمل طور پر محفوظ کیا جاسکے لیکن  
یہ کام پا کیشیا سیکرٹ سروس نہیں کرے گی بلکہ یہ کام ملک ایمان کی  
مشہور خفیہ تنظیم ساؤپولڈ کرے گی اور چھپ کر نہیں کرے گی بلکہ  
بیانگ قتل کرے گی۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک  
زیرو محاوراً نہیں بلکہ حقیقتاً برسی سے اچھل پڑا۔

”ساؤپولڈ بین الاقوامی تنظیم جو ایمان پر ایکریمیں قبضے کے خلاف  
جدوجہد کر رہی ہے۔ اسی کی بات کر رہے ہے ناں آپ۔..... بلیک زیرو  
نے کہا۔

”ہاں وہی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن عمران صاحب۔ یہ کیسے ممکن ہو گا۔ آپ جب وہاں جائیں  
گے تو سب ہمیں سمجھیں گے کہ پا کیشیا کام کر رہا ہے۔..... بلیک زیرو  
نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ایکریمیا میں علی عمران ہو گا اور باقاعدہ سہماں سے ٹیم لے کر جائے گا۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیر و ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈاچ دیا جاسکے۔ وہ تو ایک لمحے میں پہچان جائیں گے کہ آپ ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ خاص طور پر جو لیما۔“..... بلیک زیر و نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

”جو لیما کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور ٹیم کے سامنے باقاعدہ یہ پلان ہو گا۔ تم بطور ظاہر ان کے ساتھ کام کر لے گے ہو۔ اس لئے ٹیم کے لئے تم ظاہر ہو گے لیکن دوسروں کے لئے علی عمران۔“..... عمران نے کہا۔

”پھر سہماں پاکیشیا کا کیا ہو گا۔“..... بلیک زیر و نے کہا۔

”سہماں کا کام سلیمان پاشا سنبھالے گا۔ اس کا مجھ سے رابطہ رہے گا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ سب کچھ ممکن ہو جائے تو واقعی ایکریمیا اور اس کے ہمجنوں کو ڈاچ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہمیں ایکریمیا میں کیا مش سرانجام دینا ہو گا۔“..... بلیک زیر و نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ کہ کس تنظیم نے سیکرٹری آف سٹیٹ کی آواز میں سر سلطان کو دھمکی دی ہے۔ یہ پاکیشیا کے لئے اہتمائی اہم سیریزیں معاملہ ہے۔ اس لئے سر سلطان سیکرٹری آف سٹیٹ کو باقاعدہ اطلاع دیں گے کہ بلیک زیر و نے حیران ہو کر کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ساوپولڈ کا ایک گروپ ہے جسے پوری دنیا میں ریڈ ڈیتھ گروپ کہا جاتا ہے۔ اس کے انچارج کا نام مکاٹرے ہے مکاٹرے کو الباں اور ایکریمیا کے حلقوں میں لافنگ کھر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی بظاہر مسخری حرکتیں کرتا ہے ہر وقت ہستہ مسکرا تا رہتا ہے لیکن حد درجہ سفاک آدمی ہے۔ میری مکاٹرے سے کئی بار ملاقات ہو چکی ہے اور وہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ اس کا قد و قامت بھی تقریباً مجھے جیسا ہے پھر وہ فطری طور پر ایکریمیا کے اہتمائی خلاف ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مکاٹرے سے اگر بات کی جائے تو وہ کچھ عرصے کے لئے انڈر گراونڈ ہو جائے گا اور اس کی جگہ میں آرام سے لے سکتا ہوں۔ باقی میرے ساتھ سیکرٹ سروس کے وہ ممبرز جائیں گے جو عام طور پر فارن مشنز پر نہیں جاتے اور ان سب کا میک اپ بھی لبائی ہو گا۔ ایسی صورت میں ایکریمیا کو کبھی یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ سپار گو میں مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس نے مکمل کیا ہے یا الباں کے ڈیتھ گروپ نے لیکن اس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم باقاعدہ ایکریمیا جائے گی اور وہاں کوئی بھی مشن مکمل کرے گی۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر آپ ایکریمیا میں ٹیم کے ساتھ نہ ہوئے تو سب سمجھ جائیں گے کہ یہ سب دھوکہ ہے۔“..... بلیک زیر و نے کہا۔

”وہاں تو عمران موجود ہو گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”وہ کیسے۔ آپ دونوں جگہوں پر بیک وقت کیسے ہوں گے۔“..... بلیک زیر و نے حیران ہو کر کہا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چینی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذریعے ان لوگوں کا کھوج لگائے۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اشتباہ میں سرہادیا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ اچھی پلائنگ ہے۔“ بلیک زیرو نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”البائن کارابطہ نمبر اور البائن کے دارالحکومت کیانگ کارابطہ نمبر بتا دیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“ دوسرا طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دونوں نمبر بتا دیئے گئے اور عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے جھلے البائن کارابطہ نمبر اور پھر اس کے دارالحکومت کیانگ کارابطہ نمبر ڈائل کرنے کے بعد انکوائری کا بین الاقوامی نمبر ڈائل کر دیا۔

”یہ۔ انکوائری پلیز۔“ ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”روز کلب کا نمبر دے دیں۔“ عمران نے کہا اور دوسرا طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”روز کلب۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے پرنس آف ڈھپ بول رہا ہوں۔“ ہائکو سے بات

کرائیں۔“..... عمران نے کہا۔  
”ہولڈ آن کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں۔“..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو ہائکو بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک شکفتہ سی آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔“..... عمران نے کہا۔  
”اچھا ابھی تک آپ پرنس ہی ہیں۔ حیرت ہے۔ کنگ آف ڈھپ نے کہیں سے آب حیات لے کر تو نہیں پی لیا۔“..... دوسرا طرف سے ہستے ہوئے کہا گیا اور عمران مسکرا دیا۔

”یہی بات تو میں نے پوچھنے کے لئے فون کیا ہے کہ تم نے آب حیات کہاں سے لیا ہے کہ ایکریمیا کی اس قدر مخالفت کے باوجود جب بھی فون کرو تم سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ درستہ میرا اندازہ تو ہر بار یہی ہوتا ہے کہ جواب ملے گا کہ جتنا ہائکو صاحب آنجمہ نہیں، ہو چکے ہیں۔“..... عمران نے جواب دیا تو دوسرا طرف سے ہائکو نے فلک شکاف قہقہہ لگایا۔

”ہائکو کی موت جب بھی آئی کم از کم کسی ایکریمیں کے ہاتھوں نہیں آئے گی پرنس۔ اس بات کو طے کھھیں۔“..... نے ہستے ہوئے جواب دیا۔

”ایکریمیں مردوں کی بات کر رہے ہو یا عورتوں کی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہائکو نے ایک بار پھر فلک شکاف قہقہہ لگایا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”گذ۔ تم نے واقعی خوبصورت بات کی ہے پرنس۔ بہر حال عورتوں کے بارے میں گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔.... ہائکو نے ہستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”چلو اتنی گنجائش ہی کافی ہے۔ ویسے آج کل کیا ہوا ہے۔ کافی عرصے سے تمہاری کارکردگی کی کوئی خبر نہیں پڑھی۔.... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حکومت ایکریمیا سے خفیہ مذاکرات چل رہے تھے۔ وہ رضامند ہو گئے تھے کہ ابائن پر سے اپنا قبضہ ختم کر دیں گے لیکن گذشتہ دنوں یہ مذاکرات اس لئے ختم ہو گئے ہیں کہ وہ ابائن کو ان ڈائریکٹ انداز میں اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ ہر لحاظ سے اسے چھوڑ دیں۔ اس لئے اب جلد ہی تمہیں پڑھنے کو خبریں مل جائیں گے۔.... ہائکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابائن کے تحت ایک جزیرہ تھا سپار گو۔ اس کی کیا پوزیشن ہے۔.... عمران نے کہا۔

”وہ تو براہ راست ایکریمیا کے قبضے میں ہے۔ اسے ایکریمیا نے باقاعدہ ابائن کی حکومت سے خرید رکھا ہے۔ اس کے بارے میں تو بات تک کرنے کو روادار نہیں ہوتے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔.... ہائکو نے اس بار سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”سپار گو میں ایکریمیا نے بی ایکس میڑاٹل نصب کر رکھے ہیں اور وہاں ان کی فیکٹری بھی ہے اور لیبارٹری بھی اور پاکیشیا کو خفیہ طور پر

اطلاع ملی ہے حکومت ایکریمیا اسرائیل کے دباو پر ان میڑاٹلوں کے ذریعے پاکیشیا کے اسٹی مراکز تباہ کرنا چاہتی ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان میڑاٹلوں کو تباہ کرنے کی کارروائی کرنے والی ہے اور حکومت ایکریمیا نے وہمکی دے دی ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ان میڑاٹلوں کے خلاف کارروائی کی تو حکومت ایکریمیا جوابی حملہ کر کے پاکیشیا کی اسٹی تنصیبات کو تباہ کر دے گی۔.... عمران نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر۔.... ہائکو نے اس بار سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”یہ میڑاٹل ہر حالت میں تباہ ہونے میں لیکن انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس تباہ نہیں کرے گی بلکہ ریڈ ڈیتھ کرے گا اور یہ ساری کارروائی لافنگ ٹکر کرے گا باقاعدہ حکومت ایکریمیا کو چیلنج دے کر۔.... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ بہت بڑی کارروائی ہے۔ اس طرح تو ہم پھنس کر رہ جائیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ سپار گو میں ایکریمیا نے اہمی سخت ترین اور خفیہ حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔ اسی لئے تو اسے ناقابل تحریر سمجھا جاتا ہے۔.... ہائکو نے کہا۔

”تم خود سوچو ہائکو۔ اس کارروائی کی خبریں جب شائع ہوں گی تو ایکریمیا کو تمہارے سامنے گھٹئنے شکنے ہی پڑیں گے اور پھر ابائن پر ایکریمیا کا قبضہ واقعی ختم ہو جائے گا۔.... عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"وہ تو نھیک ہے۔ واقعی اگر یہ کارروائی ہو جائے تو ایکریمیا کو الباں سے بھاگنا ہی پڑے گا لیکن سوری پرنس۔ یہ کارروائی کم از کم میرے اور میرے ساتھیوں کی اپروج سے بڑی کارروائی ہے۔ میں حقیقت پسند آدمی ہوں اس لئے میں نے یہ الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ ہانگو نے کہا۔

"اگر تمہارے نام سے یہ کارروائی میں کر دوں تو کیا تمہیں مجھ پر اعتماد ہوگا۔".... عمران نے کہا۔

"تم۔ لیکن۔".... ہانگو کے لمحے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"سنونہ ہانگو۔ پاکیشیا کے لئے ان میزانلوں کی تباہی موت اور زندگی کا منہ ہے اس لئے انہیں تباہ تو بہر حال ہونا ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف یہ کارروائی کسی اور گروپ کے نام سے کرانا چاہتا ہے کیونکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کارروائی میں اوپن نہیں کرنا چاہتا لیکن میں نے اسے سفارش کی ہے کہ میں تم سے بات کرتا ہوں اور تمہیں رضامند کرتا ہوں پھر تم کچھ عرصہ کے لئے اندر گراونڈ ہو جاؤ گے اور میں تمہاری جگہ لے لوں گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میرے ساتھ تمہارے گروپ کی صورت میں کام کرے گی۔ اس طرح پاکیشیا کا مشن بھی مکمل ہو جائے گا اور تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔ اب جیسے تم کہو۔".... عمران نے اہتمامی سخیدہ لمحے میں کہا۔

"لیکن اگر تم اس کارروائی میں ناکام رہے تب۔".... ہانگو نے کہا۔ "تمہیں یاد ہو گا کہ آخری ملاقات میں تم نے خود میرے متعلق کیا

ریمارکس دیتے تھے۔ انہیں یاد کر لو اور پھر بات کرو۔".... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نھیک ہے مجھے یاد آگئی ہے وہ بات او کے۔ میں تیار ہوں۔ تم لوگ لازماً یہ کام کر لو گے اور اس سے واقعی ہمارے گروپ کی شہرت لازوال ہو جائے گی اور ہمارا اصل مشن بھی مکمل ہو جائے گا۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں گا پرنس اور اس کارروائی کے دوران تم سے مکمل تعاون کروں گا۔".... ہانگو نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر طے ہو گیا۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو حتیٰ روپورٹ دے دوں۔".... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل دے دو۔ اب ساری بات میری سمجھ میں آگئی ہے۔ معاف کرنا میں ذرا موٹی عقل کا آدمی ہوں اس لئے شروع میں تمہاری بات میری سمجھ میں نہ آئی تھی۔".... ہانگو نے کہا۔

"اور مجھ میں تو سرے سے ہی عقل نہیں ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو۔ تمہارا دل میں آسانی سے نبھالوں گا۔".... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ہانگو بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑا۔

"او کے۔ نھیک ہے۔ یہ بھی میرے لئے خاصاً چیز ایڈوپر رہے گا۔ تو پھر کب آرہے ہو کیا نگ۔".... ہانگو نے پوچھا۔

"ہاں آگر میں نے کیا کرنا ہے۔ بس تم تک خبریں پہنچتی رہیں گی کہ ڈیتھ گروپ سپار گو میں کام کر رہا ہے باقی تم خود ہی سن بھال لینا۔ اب اتنی بھی موٹی عقل نہیں ہے تمہاری کہ ہر بات تمہیں سمجھائی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”اس نے مجھے کہا تھا کہ ہاتھو تو کئی پیدا ہو سکتے ہیں لیکن دوسرا عمران پیدا نہیں ہو سکتا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”اور یہ فقرہ اس نے کس سیاق و سباق میں کہا تھا یہ بھی بتاویں۔ واقعی بڑا خاص فقرہ ہے۔“..... بلیک زیرو نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے اپنے عشق کے قصے سنائے تھے۔“..... عمران نے کریں سے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا لیکن اس کے ہنسنے کا انداز بتاب رہا تھا کہ اسے اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ اس نے احمقانہ سوال کیا ہے۔

”میں لا سیری میں جا رہا ہوں تاکہ سپار گو کے بارے میں دستیاب معلومات سے استفادہ کر لوں۔ تم ایسا کرو کہ جوزف کو فون کر کے کہہ دو کہ اگر الباں سے کوئی لغافہ آئے تو وہ اسے فوراً دانش منزل پہنچا دے۔“..... عمران نے لا سیری کے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اشبات میں سر ملا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

جائے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ہاتھو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تم نے درست کہا ہے کہ تم میں واقعی عقل ہی نہیں ہے۔ سپار گو کے بارے میں تمہیں تفصیل کا علم ہی نہیں ہے اس لئے تمہیں پہلے میرے پاس آنا پڑے گا۔“..... ہاتھو نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”میں جلد از جلد اس مشن کو مکمل کرنا چاہتا ہوں ہاتھو۔ اس نے تم ایسا کرو کہ جو ضروری تفصیلات تم مجھے بتانا چاہتے ہو۔ انہیں ناٹپ کر کے کسی تیز رفتار کو ریسروس کے ذریعے مجھے بھجوادو۔“..... عمران نے کہا۔

”اوے۔ لیکن کس پتے پر۔“..... ہاتھو نے پوچھا تو عمران نے رانا ہاؤس کا ستپہ بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اگر تم سے رابطہ کرنا پڑ جائے تو کیسے ہو گا۔“..... ہاتھو نے کہا۔

”میری ذاتی فریکونسی نوٹ کر لو اور اپنی فریکونسی بھی بتا دو۔“

عمران نے کہا اور سا تھہ ہی اس نے اپنی ذاتی فریکونسی بتا دی اور جواب میں ہاتھو نے بھی فریکونسی بتا دی اور پھر عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور رسیور کھو دیا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار تیز چمک ابھر آئی تھی۔

”وہ کیا بات تھی عمران صاحب کہ جسیے یاد دلاتے ہی ہاتھو فوراً آپ کی بات مان گیا۔“..... بلیک زیرو جو لا اؤڈر پرساری بات چیت سن رہا تھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سپار گو کو اس قدر دولت ملتی رہتی تھی جس کا تصور بھی کوئی دوسرا ملک نہ سمجھ سکتا تھا اور لورین کو معلوم تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سپار گو میں جب بھی داخل ہوں گے سیاحوں کے روپ میں ہی داخل ہوں گے۔ اس لئے اس نے صرف اپنے گروپ کو بلکہ شہماں کے چیف ماسٹر کلف کو تفصیلی ہدایات دے دی تھیں۔ اس لئے جیزیرے کی پولیس بھی سیاحوں کی مکمل چینگ اور نگرانی کر رہی تھی۔ اسے کنگز کے چیف نے کہا تھا کہ جب بھی اسے پاکیشیا سے اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ رہی ہے تو وہ اسے کال کر کے بتا دے گا۔ اس لئے لورین مکمل طور پر مطمئن تھی۔ ویسے وہ باقاعدہ دفتر میں بیٹھتی تھی تاکہ اپنے گروپوں کے آدمیوں کی رپورٹیں سن سکے۔ اب بھی لورین بیٹھی ہی سوچ رہی تھی کہ نجانے کب پاکیشیا سیکرٹ سروس سپار گو پہنچتی ہے کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی اور لورین نے چونک کر پہلے فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھایا۔

"میں۔ لورین بول رہی ہوں".... لورین نے کہا۔

"ماستر کلف بول رہا ہوں مادام".... دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے".... لورین نے قدرے تحکمانہ لمحے میں کہا۔

"آپ پاکیشیا کے کسی پرنس آف ڈھمپ سے واقف ہیں"۔ مسائز

لورین دفتر کے انداز میں بجے ہوئے کرے میں ایک بڑی سی دفتری بیز کے پیچے کری پر بیٹھی، ہوئی تھی۔ وہ اس وقت سپار گو میں تھی اور شہماں اس نے باقاعدہ اپنا آفس قائم کر لیا تھا اور اس نے اپنے گروپ کو پورے سپار گو میں پھیلا دیا تھا تاکہ سپار گو میں آنے والے افراد کی باقاعدہ نگرانی کی جاسکے۔ چونکہ سپار گو میں کسی قسم کا کوئی قانون موجود نہ تھا اس لئے ہر وہ کام آزادی سے ہوتا تھا جس کا تصور بھی دنیا کے کسی اور ملک میں چاہے وہ کتنا ہی آزاد خیال ملک کیوں نہ ہو کبھی بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے سپار گو پوری دنیا کے امیر سیاحوں کی توجہ کا خاص مرکز تھا۔ اگر وہ اپنے تمام خوابوں کو حقیقت کا روپ دے سکتے تھے۔ اس لئے سپار گو میں سیاحوں کی مسلسل آمد و رفت رہتی تھی سیاحوں کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی تھی اور انہیں وی آئی پی ٹریننگ بھی دی جاتی تھی کیونکہ ان سیاحوں کی وجہ سے

کلف نے کہا تو لورین بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ علی عمران ہی لپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلواتا ہے۔

"ہاں۔ کیوں تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"..... لورین نے تیز لمحے میں پوچھا۔

"کیا یہ آدمی وہی ہے جس کی خاطر آپ یہاں تشریف لائی ہیں"۔  
ماستر کلف نے کہا۔

"ہاں۔ پاکیشیا کا سب سے خطرناک ایجنت علی عمران ہی یہ نام استعمال کرتا ہے"..... لورین نے جواب دیا۔

"تو پھر یہ علی عمران ڈیتھ گروپ کے لافنگ گر ہائکو کے روپ میں سپار گو پہنچ رہا ہے"..... ماستر کلف نے کہا تو لورین کے چہرے پر شدید حریت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا کہہ رہے ہو ماستر کلف۔ علی عمران کہاں اور لافنگ گر کہاں یہ تم کیا کہہ رہے ہو"..... لورین نے اتنا حیرت بھروسے لمحے میں کہا۔  
"میں آپ کے آفس آ رہا ہوں۔ میرے پاس ایک ٹیپ موجود ہے وہ آپ کو سنوانی ہے"..... ماستر کلف نے کہا۔

"ٹھیک ہے آ جاؤ فوراً"..... لورین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئی تھی کیونکہ وہ لافنگ گر اور ڈیتھ گروپ کے بارے میں اچھی طرح جانتی تھی۔ یہ الباٹن کا ایک خفیہ گروپ تھا جو ایکریمیا کے الباٹن پر قبضہ کے خلاف طویل عرصے سے جدوجہد کر رہا تھا اور اس سلسلے میں وہشت گردی میں

ملوث تھا۔ ایکریمیا کے ہجنوں نے اس کو ختم کرنے کی بے شمار بار کو ششیں کیں لیکن وہ ان کے ہاتھ نہ آسکا تھا اور اب ماستر کلف کا کہنا ہے کہ عمران اس کے روپ میں آ رہا ہے اور یہی بات اس کے لئے حیران کن تھی کیونکہ عمران اور لافنگ گر کے درمیان کسی تعلق کی بات اسے سمجھ نہ آ رہی تھی۔ تھوڑی در بعد دروازہ کھلا اور ماستر کلف اندر داخل ہوا وہ لمبے قد اور طیم تھیم لیکن ٹھوس جسم کا مالک تھا۔ وہ سر سے گنجاتھا اس لئے سر پر ہمیشہ پی کیپ پہننے رہتا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر موجود تھا۔

"بیٹھو ماستر کلف۔ یہ ٹیپ کہاں سے موصول ہوئی ہے"۔ لورین نے کہا تو ماستر کلف نے ٹیپ ریکارڈر میز پر رکھا اور خود کری پر بیٹھ گیا۔

"ما دام۔ الباٹن کے دارالحکومت کیانگ میں ایک کلب ہے جسے روز کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا مالک ہائکو ہے۔ ایکریمیا کو شک تھا کہ ہائکو ہی دراصل لافنگ گر ہے لیکن اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہ ملا تھا۔ اس لئے ایکریمیا نے اپنے خاص ایجنت وہاں چھوڑے ہوئے تھے۔ ان ہجنوں نے ایک کال ٹیپ کی ہے جس میں پاکیشیا سے کسی پرنس آف ڈھمپ نے ہائکو سے سپار گو کے بارے میں اہم بات چیت کی ہے چونکہ یہ ساری بات چیت سپار گو کے بارے میں تھی اس لئے یہ ٹیپ مجھے بھجوائی گئی ہے اسے سننے کے بعد مجھے شک پڑا کہ یہ پرنس آف ڈھمپ ہی وہ آدمی ہو گا جس کے خلاف آپ یہاں کام کرنے آئی ہیں۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اس لئے میں نے آپ سے فون پر تصدیق کی تھی۔۔۔ ماسٹر کلف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔۔۔

“سنوا اُٹیپ۔۔۔” لورین نے کہا تو ماسٹر کلف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کا بٹن پر لیس کر دیا۔۔۔

“ہیلو۔۔۔ ہائکو بول رہا ہوں۔۔۔” ٹیپ ریکارڈر سے ایک شنگفتہ سی آواز سنائی دی۔۔۔

“پرس آف ڈھپ بول رہا ہوں۔۔۔” ایک اور آواز ابھری اور لورین بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ وہ عمران کی آواز پہچان گئی تھی اور پھر ان دونوں کے درمیان طویل گفتگو شروع ہو گئی۔۔۔ دونوں کے بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے نہ صرف گہرے دوست ہیں بلکہ ان کے درمیان خاصی بے تکلفی بھی ہے۔۔۔ پھر وہ ساری باتیں اس گفتگو سے واقعی سامنے آگئیں جن سے یہ بات ثابت ہو جاتی تھی کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سپار گو میں میزانلوں کا اڈہ اور میزانل فیکٹری اور لیبارٹری تباہ کرنے کے لئے ہائکو اور اس کے گروپ کے روپ میں سپار گو آرہی ہے۔۔۔ جب گفتگو ختم ہو گئی تو ماسٹر کلف نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔۔۔

“اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ یہ لوگ اس روپ میں آرہے ہیں دیری گذ۔۔۔ یہ ہمارے لئے انتہائی قیمتی اطلاع ہے۔۔۔” لورین نے مسکراتتے ہوئے کہا۔۔۔

“میرا بھی یہی خیال تھا مادام۔۔۔” اس لئے میں نے فوری طور پر ہائکو کی

گرفتاری کا حکم دے دیا ہے لیکن ابھی بھجے یہ اطلاع ملی ہے کہ ہائکو گرفتار نہیں ہو سکا بلکہ وہ اچانک کہیں غائب ہو گیا ہے اور اس نے ایکریمیا کے دو میں ایجنت بھی ہلاک کر دیئے ہیں جن میں سے ایک ایجنت وہ بھی شامل تھا جس نے یہ ٹیپ بھجے بھجوائی تھی۔۔۔ ماسٹر کلف نے کہا تو لورین بے اختیار اچھل پڑی۔۔۔

“اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ یہ تم نے کیا کیا۔۔۔ تم نے میری اجازت کے بغیر یہ حکم کیوں دیا تھا۔۔۔” لورین نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔۔۔

“اس میں اجازت کی کیا ضرورت تھی مادام۔۔۔ اس کال سے یہ بات ثابت ہو گئی تھی مادام کہ ہائکو ہی لافنگ گھر ہے اور اسے گرفتار کرنا تو ہم سب کی ذمہ داری تھی۔۔۔” ماسٹر کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔

“تم نے بہت غلط اقدام کیا ہے ماسٹر کلف۔۔۔ یہ حکم دے کر تم نے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔۔۔ اب اس ہائکو کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اس کی عمران سے ہونے والی گفتگو کی ٹیپ ہم تک پہنچ چکی ہے اس نے لا محالہ عمران کو اطلاع دے دینی ہے اور عمران نے یہ سارا پلان ہی ختم کر دینا ہے۔۔۔ دیری بیٹھ۔۔۔ اب نجانے وہ کس روپ میں ہبھاں آئے۔۔۔” لورین نے کہا۔۔۔

“اوہ۔۔۔ اس چہلو کی طرف تو میرا خیال ہی نہ گیا تھا۔۔۔ لیکن مادام اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ وہ کسی بھی روپ میں ہبھاں آئے بہر حال اس نے ہلاک تو ہونا ہی ہے۔۔۔ ہبھاں آدمی تو کیا چڑیا کا بچہ بھی ہماری نظر وہ نہیں نج سکتا۔۔۔” ماسٹر کلف نے جواب دیا۔۔۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

بھرے لجھے میں جواب دیا کیونکہ اسے عمران کے اس سوال کی وجہ سمجھی  
میں نہ آئی تھی۔

”بڑا فرق پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں مادام اس خاتون کو کہتے ہیں جو  
بوڑھی ہو اور اپنی زندگی میں دوچار شوہر بھگتا چکی ہو جبکہ بغیر مادام کے  
لورین نام سے ہی کانوں میں موسيقی بنجنے لگ جاتی ہے۔ اور“۔  
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو لورین اس کے جواب پر  
بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اس لحاظ سے تو میں لورین ہی ہوں۔ مادام تو میرے گروپ کے  
لوگ مجھے کہتے ہیں۔ اور“۔ لورین نےہستے ہوئے کہا۔

”گروپ۔ اودہ ویری سیڈ۔ پھر تو یہ چانس بھی ختم ہو گیا ہے اور“۔  
عمران کے لجھے میں افسوس کا تاثر نمایاں ہو گیا تھا۔

”کیا مطلب۔ کیسا چانس۔ اور“۔ لورین نے ایک بار پھر  
حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”تم جیسی خوبصورت آواز کی مالکہ لازماً خود بھی حسین ہو گی اور پھر  
نام بھی موسيقیت بھرا ہے اور میں ابھی خوش قسمتی سے کنوارہ ہوں۔  
اس لئے میرے دل میں صرت کی ہریں اٹھ رہی تھیں کہ چپوا ایک  
چانس تو بن ہی گیا پہنڈ باجے بجوانے کا کیونکہ کال بھی تم نے خود ہی کی  
لیکن گروپ کا لفظ کہہ کر تم نے میرے سارے تصور کو چکنا چور کر دیا  
ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایکریما اور یورپ میں اب گروپ میرج کی  
عنست خاصی پھیل چکی ہے۔ اور“۔ عمران نے جواب دیا تو لورین

”ٹھیک ہے۔ بہر حال پوری طرح ہوشیار رہنا“۔۔۔ لورین نے کہا  
تو ماستر کلف نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”یہ ٹیپ ریکارڈ اور ٹیپ میں چھوڑ جاؤ۔ شاید چیف اسے سنتا  
پسند کرے۔۔۔“ لورین نے کہا تو ماستر کلف نے اثبات میں سرہلا دیا  
اور ٹیپ ریکارڈ میں چھوڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ پہنچنے لمحوں تک  
سوچنے کے بعد لورین نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک  
جدید ساخت کا لیکن انتہائی وسیع ریخ کا حامل ٹرانسیسیٹر کاں کر اس نے  
میز پر رکھا اور پھر اس پر وہ فریکونسی ایڈ جسٹ کرنا شروع کر دی جو  
عمران نے گفتگو کے دوران ہاتھو کو بتائی تھی۔ فریکونسی ایڈ جسٹ کر  
کے اس نے ٹرانسیسیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ مادام لورین کانگ پرنس آف ڈھمپ۔ اور“۔ لورین  
نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یہ پرنس آف ڈھمپ ایڈنڈنگ یو۔ اور“۔۔۔ اچانک ٹرانسیسیٹر  
سے عمران کی آواز سنائی دی لیکن اس کے لجھے میں حریت کی جھلکیاں  
نمایاں تھیں۔

”علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ۔ میں لورین بول رہی ہوں  
سپار گو جنرے سے۔ اور“۔ لورین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صرف لورین یا مادام لورین۔ اور“۔۔۔ عمران کی مسکراتی ہوئی  
آواز سنائی دی۔ اب اس کے لجھے میں حریت کی بجائے اطمینان تھا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اور“۔۔۔ لورین نے واقعی حریت

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”تم واقعی بے حد ولپٹ اور خوبصورت باتیں کرتے ہو عمران۔ سیراگروپ سے مطلب گروپ میرج نہ تھا۔ میں ایک بین الاقوامی تنظیم کی رکن ہوں اور میرا ایک پورا گروپ ہے۔ میں اس سے پہلے ایکریمیا کی ایک فارن ہجنسی سے منسلک تھی اور اس دوران میرا تم سے ایک دوبار نکراو بھی ہو چکا ہے لیکن یہ نکراو بس واجبی سا تھا۔ تمہارے ساتھ تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی تھی لیکن تمہارے کارناموں کی خبریں مجھ تک پہنچتی رہتی تھیں۔ اس بار مجھے اطلاع ملی کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ پسار گو آرہے ہو تاکہ یہاں بی ایکس میرا نلوں کا اڈہ اور فنکر ٹری تباہ کر سکو تو میں نے اپنے طور پر یہ کوشش کر کے تمہارے مقابلے کے لئے کام حاصل کر لیا اور اب میں پسار گو میں بیٹھی بورہورہی ہوں۔ آج ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم ابھائیں کے ہاتھوں عرف لافنگ کر کے روپ میں پسار گو آنا چاہتے ہو تو مجھے بے حد افسوس ہوا کہ تم جیسا آدمی اس طرح کے سہارے تلاش کر رہا ہے۔ تمہاری ہاتھوں سے ہونے والی فون کال کی شیپ میں مکمل طور پر سن چکی، ہوں۔ اس میں تم نے اپنی ذاتی فریکونسی بھی بتائی تھی اس لئے میں اس فریکونسی پر تم سے بات کر رہی، ہوں۔ تم پلیز اپنے اصل روپ میں یہاں آؤ۔ میں تمہارا استقبال کروں گی اور میرا وعدہ ہے کہ اس وقت تک تمہارے خلاف کوئی ایکشن نہ لوں گی جب تک تم میرا نلوں کے اڈے اور فنکر کے خلاف کوئی ایکشن نہ لو گے۔ اور..... لورین نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

مسکراتے ہوئے لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے ہاتھوں کی طرف سے اطلاع مل چکی ہے کہ ایکریمیا ہجمنٹوں نے فون کال شیپ کر کے سپار گو میں کسی ماسٹر کلف کو بھجوادی ہے اور ہاتھوں نے اس ایجمنٹ کو جس نے یہ کال شیپ کی تھی ہلاک کر دیا ہے اس لئے اب تو ویسے بھی ہاتھوں کے میک اپ میں آنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ویسے ہاتھوں کے روپ کا سہارا بھی میں اس لئے لے رہا تھا کہ میں نے سنا تھا کہ ہاتھوں کو سپار گو کی لڑکیاں بے حد پسند کرتی ہیں اور اس پر دیوانہ دار ٹوٹ پڑتی ہیں تو میں نے سوچا کہ چلو شاید اس بہانے دیرانے میں بہار آجائے لیکن اب جبکہ بہار خود کال کر رہی ہے تو اب وہاں نہ پہنچتا واقعی زیادتی ہے لیکن یہ بتا دوں کہ پاکیشیا کے صدر نے ایکریمیا کے صدر سے ہاتھ لائیں پر گفتگو کر کے ان سے حکومتی سطح پر یہ گارنٹی لے لی ہے کہ بی ایکس میرا نلوں کو پاکیشیا کے خلاف استعمال نہ کیا جائے گا۔ اس لئے اب تو ویسے بھی یہ مشن ختم ہو چکا ہے۔ اور..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ بات ہے تو پھر میری طرف سے دعوت قبول کر لو۔ لیکن آؤ ضرور۔..... لورین نے جواب دیا۔

”اوے۔۔۔ اگر تم اس قدر خلوص سے دعوت دے رہی ہو تو ضرور آؤ گا۔۔۔ اپنا فون نمبر بتا دتا کہ میں وہاں پہنچ کر تمہیں فون کر سکوں۔ اور..... عمران نے جواب دیا اور لورین نے اسے فون نمبر بتا دیا۔ ”پھر کب پہنچ رہے ہو۔۔۔ اور..... لورین نے کہا۔

”بس جلد از جلد ہمچنے کی کوشش کروں گا۔ اب میرے لئے ایک لمحہ گزارنا بھی مشکل ہو گا۔ اور“..... عمران نے جواب دیا اور لورین نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسیور آف کر دیا۔ اس کے پھرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اس نے ٹرانسیور اٹھا کر والپس میز کی دارز میں رکھا اور پھر شیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یہ“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

”سپار گو سے لورین بول رہی ہوں۔ چیف سے احتیاتی ضروری بات کرنی ہے“..... لورین نے کہا۔

”ہو لڑ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔

”یہ“..... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”لورین بول رہی ہوں چیف“..... لورین نے احتیاتی مودبائی لجھے میں کہا۔

”یہ۔ کیا بات ہے“..... چیف نے سرد لجھے میں کہا تو لورین نے ماسٹر کلف کی ٹیپ۔ اس کا محصر حال بتانے کے ساتھ ساتھ عمران سے ہونے والی ٹرانسیور گفتگو کے بارے میں بتایا۔

”تو تم نے لپنے مخصوص انداز میں جال پچھا دیا ہے عمران کے لئے“..... چیف نے کہا تو لورین بے اختیار مسکرا دی۔

”یہ چیف۔ آپ تو میری عادت جانتے ہی ہیں۔ اب عمران اور

اس کے ساتھی کسی صورت بھی زندہ واپس نہ جا سکیں گے اور یہی ہمارا اصل مشن ہے“..... لورین نے جواب دیا۔

”لیکن خیال رکھنا۔ یہ عمران ذہنی طور پر بے حد شاطر آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے جال کو تم پر ہی اٹھادے“..... چیف نے کہا۔ ”آپ بے فکر میں چیف۔ لورین نے کبھی بھی کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا“..... لورین نے جواب دیا۔

”تو کیا تم نے کال یہی رپورٹ دینے کے لئے کی تھی“..... چیف نے کہا۔

”نہیں چیف۔ میرا اصل مقصد یہ تھا کہ عمران نے جس طرح ہاتھو کا سہارا لے کر یہاں آنے کی کوشش کی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے اصل روپ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ یہاں مشن مکمل نہیں کرنا چاہتا اور اس کی وجہ میری سمجھ میں تو یہی آئی ہے کہ اس طرح حکومت ایکریمیا کو پاکیشیا پر حملے کا جواز مل جائے گا اور پاکیشیا ایسا نہیں چاہتا ہو گا ایسی صورت میں عمران کو میری دعوت پر مذکور کر لیں چاہئے تھی لیکن اس نے فوراً ہی دعوت قبول کر لی اور یہی بات دراصل میری سمجھ میں نہیں آئی کہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں کھل کر کام نہیں کرنا چاہتی تو پھر عمران کیوں آ رہا ہے“..... لورین نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ میرا خیال ہے کہ عمران نے تمہاری کال پر جو پلانٹنگ کی ہے وہ یہ ہے کہ وہ خود اپنے ایک دوسرا تھیوں کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ساتھ تو تمہارا مہمان بن کر آئے گا جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس علیحدہ گروپ کی صورت میں آئے گی اور پھر عمران ان کی رہنمائی کرے گا یا انہیں ہدایات دے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس خفیہ طور پر مشن مکمل کرے گی۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

” بالکل چیف۔ بالکل ایسا ہی ہو گا۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اُو کے چیف۔ اب میں اس پہلو پر بھی نظر رکھوں گی۔۔۔۔۔ لورین نے کہا۔

” تم نے بہر حال عمران کو ہلاک کرنا ہے پورا سپار گو سمندر میں ڈوب جائے لیکن اس کے بد لے میں عمران یقینی طور پر ہلاک ہو جائے تو یہ سودا اسرائیل اور ایکریمیا دونوں کے لئے مہنگا نہیں ہو گا۔ بی ایکس میراٹل کی فیکٹری بھی دوبارہ بنائی جا سکتی ہے اور اس کا اڈہ بھی۔ لیکن عمران دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا اور اس بات کا بھی خیال رکھنا کہ عمران عورتوں کے معاملے میں قطعی پتھر دل واقع ہوا ہے۔ وہ صرف عورتوں کو لٹھپے دار باتیں کر کے بے وقوف بنتا تھا ہے اور بس۔ اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس کی باتوں کو حقیقت سمجھ بیٹھو۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

” مجھے عمران کی فطرت کا بخوبی علم ہے چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔۔۔۔۔ لورین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” گذ۔۔۔ وش یو گذ لک ”۔۔۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور لورین نے مسکراتے ہوئے رسیوزر کھ دیا۔

” عمران آئے تو ہی۔۔۔ پھر میں دیکھوں گی کہ وہ لورین کو بیو قوف بناتا ہے یا لورین اسے۔۔۔۔۔ لورین نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

دانش مزمل کے میئنگ ہال میں صدیقی، چوہان، نعمانی اور خاور موجود تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی ممبر نہ تھا۔ ان سب کو چیف نے علیحدہ علیحدہ کال کر کے یہاں طلب کیا تھا۔

”ہو سکتا ہے آج یہاں فورسٹارز کے سلسلے میں کوئی میئنگ ہو۔ اس لئے چیف نے صرف ہمیں ہی کال کیا ہے۔“ صدیقی نے ساتھ بیٹھے ہوئے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لگتا تو ایسا ہی ہے۔“ ویسے بھی چیف نے ہمیں جو یا کی بجائے براہ راست فون کر کے یہاں کال کیا ہے۔“ چوہان نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ میئنگ ہال کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا اور وہ سب عمران کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ عمران اپنے مخصوص شیکنی کر باس میں تھا اور اس کے پھرے پر حماقتوں کا آتشوار اپنی پوری روائی سے بہہ رہا تھا۔

”السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ یا جنات وبحوتیان باراتیان۔“  
عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خشوع و خضوع سے کہا تو سب  
بے اختیار ہنس پڑے۔

”وعلیکم السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لیکن عمران صاحب۔ یہ جنات  
وبحوتیان وباراتیان۔ یہ کیا مطلب ہوا۔“ صدیقی نے ہستے ہوئے  
کہا۔

”اس لئے کہ میں نے بڑی مشکل سے چیف کو رضا مند کیا ہے کہ  
وہ مجھے شادی کی اجازت دے دے مگر اس نے شرط لگا دی ہے کہ  
اجازت صرف ایک صورت میں مل سکتی ہے کہ باراتیوں کا انتخاب وہ  
خود کرے گا۔ میں جبکہ رضا مند ہو گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ چیف نے  
یقیناً اپنے ہی ہم قوموں یعنی جنوں اور بھوتوں کو میرا باراتی بنانا ہے  
کیونکہ وہ خود پرده نہیں ہے اور جن بھوت بھی پرده نہیں ہوتے ہیں۔  
ابھی تھوڑی دیر پہلے چیف نے مجھے فون کر کے کہا کہ میں دانش مزمل  
میئنگ ہال میں پہنچ جاؤں تاکہ میری شادی کے انتظامات مکمل کئے  
جائیں چنانچہ میں یہاں آگیا۔ اندر سے میرا دل پھیپھڑے جگر سب خوف  
سے کانپ رہے تھے کہ نجانے کیسی شکلوں کے باراتی نظر آئیں گے  
لیکن اللہ تعالیٰ کو مجھ حصے کمزور دل آدمی پر رحم آگیا کہ اس نے چیف کے  
دل میں رحم ڈال دیا کہ اس نے تم جنات بھوتیان باراتیان کو میرے  
ساتھیوں کی شکلوں میں تبدیل کر دیا ہے۔“ عمران نے کرسی پر  
بیٹھتے ہی پوری رفتار سے بولتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پڑے۔  
”تو آپ کا خیال ہے کہ ہم جن بھوت ہیں۔۔۔ چوہان نے ہستے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم نہیں ہو۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ٹھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”ہم تو فور سارے ہیں عمران صاحب۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سارے۔۔۔ یعنی جن بھوتوں کی فلمی دنیا کے سارے داہ پھر تو چیف نے مجھے اعزاز بخشا ہے کہ فلمی جنات و بھوتیاں کو میرے باراتی بنادیا ہے۔۔۔ دیے آج کل کس فلم میں جلوہ گر، ہور ہے، ہو تم۔۔۔ میرا خیال ہے بھوت چکر اور شہنشاہ جنات جیسے نام ہوتے ہوں گے تمہاری فلموں کے۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔۔۔ اچانک میٹنگ ہال کی دیوار میں نصب ٹرانسیور جاگ اٹھا اور صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بن آن کر دیا۔

”اس بار جو مشن ترتیب دیا گیا ہے اس میں چونکہ تم چاروں نے عمران کے ساتھ جانا ہے اس لئے صرف تمہیں ہی میٹنگ ہال میں کال کیا گیا ہے اس مشن کی تفصیلات تمہیں عمران بتا دے گا لیکن میں نے تمہیں یہاں اس لئے کال کیا ہے کہ تمہیں یہ بتایا جاسکے کہ اس مشن میں معمولی سی کوتاہی کا ارتکاب بھی ناقابل معافی ہوگا۔۔۔ اس لئے تم

نے ایک تو عمران کے احکامات پر مکمل عمل کرنا ہے اور دوسرا ہر طرح ہوشیار اور چوکنار ہنا ہے۔ عمران یہاں موجود ہے وہ تمہیں اب مشن کی تفصیلات بتا دے گا۔ اس کے بعد میں دوبارہ کال کروں گا۔۔۔ چیف کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسیور اف ہو گیا اور وہ سب ایک بار پھر عمران کی طرف متوجہ ہو گئے جو سر جھکائے واقعی اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے دو ہمراں بیٹھتا ہے۔

”کیا تفصیلات ہیں عمران صاحب۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تفصیلات۔۔۔ ارے میں تو غریب سا آدمی ہوں۔۔۔ آغا سلیمان پاشا کی تنخواہیں دینے تک کے قابل نہیں ہوں۔۔۔ اس لئے تفصیلات کیسے ہو سکتی ہیں۔۔۔ بس غریبانہ سی شادی ہو گی۔۔۔ دوسرے بارہ چھوپا رے بڑی مشکل سے ادھار ملے ہیں۔۔۔ ان میں سے بھی آدھے سے زیادہ چکھتے چکھتے کھا چکا ہوں۔۔۔ اس لئے ایک ایک چھوپا را تمہارے حصے میں آسکتا ہے اس کے علاوہ ایک ایک گلاں پانی بھی مل جائے گا تاکہ سو کھے ہوئے چھوپا رے تمہارے حلق سے نیچے اتر سکیں۔۔۔ باقی رہا ویسہ تو یہ عربی کا لفظ ہے اور ولی کا مطلب ہوتا ہے دوست اور ما عربی زبان میں حرف نفی ہے یعنی اس کا مطلب ہے نہیں تو عربی زبان میں ویسہ کا مطلب ہوا دوست نہیں۔۔۔ اس لئے میں تمہیں ویسہ کیسے دے سکتا ہوں کیونکہ تم چاہے جنات و بھوتیاں ہی ہی۔۔۔ ہو تو میرے باراتی۔۔۔ اس لئے میں تمہیں دوست ہی کہوں گا۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر روائی ہو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

گئی۔

"عمران صاحب۔ چلئے آپ تفصیلات نہ بتائیے۔ تفصیل ہی بتا دیجئے۔" .... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تفصیل۔ ہاں تفصیل بتائی جا سکتی ہے تو یا جات و بھوتیان و باراتیان۔ یہ شادی خاصہ آبادی الباں کے قریب ایک جزیرے سپارگو پر ہو گی جہاں ایک خاتون مسمات لورین نے مجھے باقاعدہ ٹرانسیور آنے کی دعوت دی ہے اور یہ مسمات لورین اس جزیرے سپارگو کی ان دنوں محترم کل بنی ہوئی ہے۔ ولیے اس مسمات کو دراصل بیوہ ہونے کا بے حد شوق ہے۔ اس لئے اس کا پلان ہے کہ وہ مجھے حقیر فقریر پر تقصیر سے شادی کر کے جلد سے جلد بیوہ ہو جائے اس لئے وہ میرے انتظار میں ایک ایک لمحہ گزار رہی ہے۔" .... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ مسمات لورین ہے کون۔ کس تنظیم سے اس کا تعلق ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"ایکریمیا کی ایک سرکاری لیکن بظاہر غیر سرکاری تنظیم کنگز کی رکن ہے۔ اس کا اپنا پورا گروپ ہے۔ ولیے سپارگو جزیرہ ایکریمیا کے قبضے میں ہے اور وہاں ایکریمیا کے جدید ترین میزاں جنہیں بی ایکس میزاں کہا جاتا ہے کا اڈہ ہے اور اس کی فیکٹری بھی۔ اسرائیل نے کوشش کی کہ کسی طرح ایکریمیا ان میزاں سے پاکیشیا کے ایسی مراکز تباہ کر دے لیکن ایکریمیا نے صاف انکار کر دیا۔ جس پر اسرائیل

نے اس مسمات لورین سے ہماری شادی اور پھر اسے بیوہ بنانے کا پلان بنایا ہے تاکہ پاکیشیا کے ایسی مراکز نہ ہی کم از کم پاکیشیا کا ایک کنوارہ تو کم ہو جائے۔" .... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ہمارا مشن ان میزاں کے اڈے اور فیکٹری کو تباہ کرنا ہو گا۔" .... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اڑے نہیں۔ اس طرح تو ایکریمیا کو پاکیشیا پر جوابی حملے کا جواز مل جائے گا۔ اس لئے ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ صرف شادی ہو گی اور پھر بیوگی کی جدوجہد۔" .... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر مشن یہ ہے کہ ہمیں آپ کا تحفظ کرنا ہو گا۔ لیکن یہ کیسا مشن ہے۔" .... صدیقی نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے میری زندگی میں بہار آنے والی ہے اور تمہیں یہ مشن ہی نہیں لگ رہا۔" .... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسیور ایک بار پھر جاگ اٹھا اور صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسیور آن کر دیا۔

"عمران نے تمہیں مشن کے بارے میں تفصیلات بتا دی ہوں گی۔" .... ایکسو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب نے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوا ہے جناب کہ عمران صاحب سپارگو جزیرے میں جا کر پراسرار انداز میں مشن مکمل کریں گے اور ہمیں لورین اور اس کے گروپ کی طرف سے ان کی جان کی حفاظت کرنا ہو گی لیکن جناب پھی بات تو یہ ہے کہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہمیں اس مشن کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ ... صدیقی نے عمران کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”عمران نے کیا بتایا ہے تمہیں“..... چھیف کا ہجھے یکخت اہتمائی سرد ہو گیا تھا۔ صدیقی نے عمران سے ہونے والی بات پیشہ دوہر ادی۔

”عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تمہیں مشن کی تفصیلات بتائی ہیں حالانکہ میں نے اسے کہا تھا کہ وہ تمہیں تفصیل سے سب کچھ بتا دے لیکن شاید یہ شخص اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہے۔ بہر حال اصل مسئلہ یہ ہے کہ حکومت ایکریمیا نے سپار گو میں اہتمائی جدید ترین میزائل جنہیں بی ایکس میزائل کہا جاتا ہے کا اڈہ قائم کیا ہوا ہے۔ یہ میزائل اس قدر جدید ہیں کہ ابھی پوری دنیا میں اس کا کوئی توڑ لے جاد نہیں ہو سکا اور ان میزائلوں سے ایکریمیا جب چاہے پاکیشیا، کافرستان اور شوگران سمیت اس خطے کے تمام چھوٹے بڑے ممالک کے دفاع کو آسانی سے ہنس کر سکتا ہے اس لئے پاکیشیا کے ایک سامنہ دان جن کا نام ڈاکٹر عظیم حسین تھا ان میزائلوں کا فارمولہ لیبارٹری سے حاصل کر کے لے آئے اور انہوں نے اس فارمولے کو سامنے رکھ کر بی ایکس میزائلوں کا انٹی سسٹم تیار کرنے پر ریسرچ شروع کر دی۔

حکومت پاکیشیا نے اس پر اہتمائی کشیر سرمایہ صرف کر دیا تاکہ پاکیشیا کے دفاع کو ان میزائلوں سے محفوظ کیا جاسکے۔ ڈاکٹر عظیم حسین نے ریسرچ کی حفاظت کی غرض سے دونوں فارمولے علیحدہ علیحدہ فائلوں کی صورت میں یہاں کے ایک محب وطن نواب صاحب کے پاس

امانت رکھ دیں۔ ایکریمیا کو اس ریسرچ کی اطلاع مل چکی تھی چنانچہ اس کی ایک خفیہ تنظیم کنگزان کے حصول کے لئے کام کرنے لگی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ڈاکٹر عظیم حسین تک ڈاکٹر عظیم حسین حرکت قلب بند ہونے سے وفات پل گئے۔ کنگز کو کسی ذریعہ سے اطلاع مل گئی کہ فارمولے کی فائل نواب صاحب کے پاس ہے لیکن نواب صاحب محب وطن آدمی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں ایسی بیماری لاحق ہے کہ معمولی ساجسمانی تشدیج بھی ان کی موت کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لئے انہوں نے نواب صاحب کو ڈینی شاک چہنچا کر ان سے فائل حاصل کرنے کا پلان بنایا اور ان کے اکلوتے بیٹے کو ان گروکھ کے اپنی قید میں رکھ لیا اور ساتھ ہی اس کی موت کی خبر دے دی کہ وہ طیارہ فضا میں کریش ہو جانے سے مر گیا ہے۔ کنگز کا خیال تھا کہ جب موت کے بعد نواب صاحب کو ان کے بیٹے کی زندگی کی خبر دی جائے گی اور پھر وہ اپنے بیٹے کی زندگی اور اسے قید سے رہا کروانے کے لئے فارمولے کی فائل کنگز کے حوالے کرنے پر تیار ہو جائیں گے لیکن نواب صاحب اپنے بیٹے کی موت کا صدمہ برداشت نہ کر سکے اور وہ یہ خبر سننے ہی وفات پا گئے۔ اس طرح کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکا کہ فائل کہاں ہے۔ کنگز کے استجنت نواب صاحب کے بیٹے کو ساتھ لے کر پاکیشیا آئے تاکہ ان کی مدد سے فائل تلاش کر سکیں۔ ادھر فائل جس کے پاس تھی اس کے ایک ساتھی نے ایک فائل اس سے خرید کر بالا بالا ان میجھنوں کو بھاری قیمت پر فروخت کر دی۔ اس طرح یہ استجنت

مطمئن ہو کر واپس چلے گئے لیکن اس بات کا علم کسی کو بھی نہ تھا کہ بی ایکس میزاں کے فارمولے اور اس کے انٹی سسٹم پر ریسرچ کی فائل علیحدہ علیحدہ ہے۔ اب یہ پاکیشیا کی خوش قسمتی ہے کہ جو فائل امجدت لے کر گئے وہ بی ایکس فارمولے کی فائل تھی جس کی پاکیشیا کو ولیے ہی ضرورت نہ تھی کیونکہ پاکیشیا کے پاس ایسے وسائل ہی نہیں ہے کہ وہ یہ میزاں تیار کر سکے جبکہ وہ فائل جو ڈاکٹر عظیم حسین کی ریسرچ پر مبنی تھی وہ فائل عمران نے حاصل کر لی اور پھر اس فائل کو میں نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ لفڑ کو جب اطلاع ملی کہ انٹی سسٹم کی فائل سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہے تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ یہ فائل کہیے حاصل کی جائے۔ ادھر اسرائیلی حکام کو جب معلوم ہوا کہ ایکریمیا کے بی ایکس میزاں جو سپار گو میں نصب ہیں سے پاکیشیا کے اسٹرنیٹ کو تباہ کیا جاسکتا ہے تو اس نے ایکریمیا پر ایسا کرنے کے لئے دباؤ ڈالا لیکن ایکریمیا نے اپنے مفادات کی بنابر ایسا کرنے سے انکار کر دیا ابتدی ایکریمیا کے وہ حکام جو ہبودی ہیں انہوں نے اسرائیلی حکام کے دباؤ پر ایک نیا کھیل کھیلنے کی سازش کی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سپار گو میں ایکریمیا کے میزاں اڈے اور لیبارٹری تباہ کرنے کے لئے بھجوایا جائے اس سے ان کے دو مقاصد تھے۔ ایک تو یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران پاکیشیا سے باہر چلے جائیں گے اور ان کی عدم موجودگی میں وہ انٹی سسٹم کی فائل حاصل کر لیں گے اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ سپار گو میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

گھیر کر ختم کر دیا جائے اور اگر ایسا نہ بھی ہو سکا تب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس جب یہ میزاں اور لیبارٹری تباہ کر دے گی تو وہ ایکریمیا پر دباؤ ڈال کر جوابی حق اور انتقام کے نام پر پاکیشیا کے دفاع کو ختم کر دیں گے یا کم از کم اس کے اسٹرنیٹ مرکز تباہ کر دیں گے چنانچہ انہوں نے ایک ڈرامہ کھیلا۔ ایکریمیا کے سیکرٹری آف سیٹٹ نے سر سلطان کو فون کر کے دھمکی دی کہ کسی بھی وقت بی ایکس میزاں کو کے ذریعے پاکیشیا کے اسٹرنیٹ مرکز تباہ کئے جا سکتے ہیں۔ اس دھمکی پر جب پاکیشیا کے صدر نے ایکریمیا کے صدر سے ہات لائن پر بات کی تو ایکریمیا کے صدر نے اس سے انکار کر دیا اور سیکرٹری آف سیٹٹ نے بھی اس کال کو فرضی قرار دے دیا لیکن عمران نے حتی طور پر یہ بات معلوم کر لی کہ یہ کال واقعی سیکرٹری آف سیٹٹ نے کی ہے۔ اس سے ان کا مقصد کھل کر سامنے آگیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لا محالہ ان میزاں کے اڈے کو ختم کرنے پر کام کرے گی لیکن میں سرکاری طور پر یہ کام نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح ایکریمیا کو جوابی حملے کا حق مل جاتا لیکن میں چاہتا تھا کہ یہ اڈہ تباہ بھی کر دیا جائے لیکن اس طرح کہ اس میں پاکیشیا کا ہاتھ کسی طرح بھی ثابت نہ ہو سکے اور عمران نے البان کے ایک باغی گروپ جسے ڈیتھ گروپ کہا جاتا ہے کے چھپ جسے کوڈ میں لافنگ گر کہا جاتا ہے بے رابطہ کیا اور یہ بات طے ہو گئی کہ عمران اس لافنگ گر کی جگہ لے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے گروپ کی جگہ لے کر ان کے نام پر یہ اڈہ تباہ کرے گی جبکہ اس

دوران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن گروپ کو ایکریمیا بھیجا جائے گا تاکہ یہ بات ایکریمیا پر ثابت ہو جائے کہ اڈے کی تباہی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہاتھ نہیں ہے لیکن جب اس پلانگ کا علم سر سلطان کو ہوا تو انہوں نے صدر صاحب سے بات کی۔ صدر صاحب نے اس پلانگ پر تشویش کا اظہار کیا اور ایکریمیا کے صدر سے گارنٹی لے لی کہ بی ایکس میزائلوں کو پاکیشیا کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔

ادھر عمران نے لافتگ کر سے جو بات کی تھی اس کی بیپ ایکریمیا ایجنت نے حاصل کر لی۔ لافتگ کر کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ اس نے اس ایجنت کو ہلاک کر دیا لیکن بیپ اس دوران سپار گو تھی جا چکی تھی۔ لافتگ کرنے اس کی اطلاع عمران کو دے دی تھی۔ اس طرح یہ پلان ویسے ہی ختم ہو گیا۔ ادھر لگنگز نے اپنی ایک سپیشل ایجنت لورین اور اس کے گروپ کو سپار گو بھجوایا تھا تاکہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کر سکے۔ لورین کے پاس یہ بیپ پہنچی تو اسے معلوم ہو گیا کہ اطلاع عمران کو بھی مل چکی ہے اور ہو سکتا ہے کہ عمران اب سپار گونہ آئے۔ اس طرح ان کا پلان ختم ہو جائے گا چنانچہ لورین نے براہ راست عمران سے ٹرانسیور بات کی اور اسے بھیت دوست سپار گو آئے کی دعوت دی تو عمران نے یہ دعوت قبول کر لی۔

لورین کا مقصد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سپار گو بنانے کا یہی ہے کہ وہ اچانک حملہ کر کے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکے۔ عمران نے مجھے یہ ساری رپورٹ دی تو میں نے ایک نیا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

مشن ترتیب دیا ہے اور اس مشن کے تحت عمران تمہارے ساتھ سپار گو جائے گا تمہارے علاوہ ٹائیگر بھی ساتھ ہو گا۔ نئے پلان کے مطابق عمران اور تم لوگوں نے وہاں اس لورین اور اس کے گروپ سے نج کر اس میزائل اڈے میں واٹر لسیں بہم رکھنا ہو گا۔ پھر تم لوگوں نے سپار گو سے اس لورین سمیت ایکریمیا پہنچا ہو گا۔ اس کے بعد اس واٹر لسیں بہم کو ڈی چارج کر کے اس اڈے کو تباہ کیا جائے گا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پر کسی طرح بھی اس کا الزام نہ آسکے اور مزید اس سلسلے میں شوگران سے سرکاری سطح پر بات ہو چکی ہے۔ شوگران کی ایک بخشی ان میزائلوں کے اڈے کو تباہ کرنے کے لئے اپنے طور پر کام کرے گی۔ تاکہ جب یہ اڈہ تباہ ہو تو یہی بھجا جائے کہ یہ کام شوگران نے کیا ہے کیونکہ ان میزائلوں سے شوگران کو اتنا ہی خطرہ ہے جتنا پاکیشیا کو۔ لیکن شوگران کے خلاف ایکریمیا کھل کر جوابی حملہ نہیں کر سکتا۔ جبکہ وہ پاکیشیا کے خلاف ایسا کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ مشن ایک لحاظ سے آپ لوگوں کے اب تک کے سرانجام دیئے گئے تمام مشنوں سے منفرد اور مختلف ہو گا۔ کوئی سوال"..... چیف ایکسٹو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سرکیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ شوگران کی وہ بخشی ہی میزائلوں کو تباہ کرنے کی کارروائی کرے ہم نہ کریں تاکہ لورین اور اس کے گروپ پر یہ بات مکمل طور پر واضح ہو جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسا نہیں کر رہی"..... صدیقی نے کہا۔

”شوگران کی وہ بھنسی اس قابل نہیں ہے کہ استاد بامشن سر انجمان دے سکے۔ سپار گو میں ایکریمیا نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ اسے ہر لحاظ سے ناقابل تحریر بنادیا گیا ہے۔“..... چیف نے کہا۔

”لیکن چیف۔ ہمارا کام تو متصاد ہے۔ ہم لورین اور اس کے گروپ کے سامنے ہونے کے باوجود کس طرح اڑے کے خلاف کام کریں گے۔ یا تو یہ ہو کہ ایک گروپ خفیہ طور پر کام کرے اور دوسرا اوپن رہے۔“..... چوبان نے کہا۔

”نہیں۔ ایکریمیا کو بہر حال یہ معلوم ہو جائے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ وہاں کام کر رہا ہے اور اس طرح تمام پلان ہی ختم ہو جائے گا۔“..... چیف نے کہا۔

”لیکن سرس پھر یہ کام بیک وقت کیسے ہو گا۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آرہی۔“..... صدیقی نے کہا۔

”عمران اس مشن میں تمہارا لیڈر ہے۔ وہ خود اسے ممکن بنائے گا۔ تمہارا کام صرف اس کے احکامات کی تعسیل کرنا ہو گا اور بس۔ اور ہاں تم وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی حیثیت سے نہیں جا رہے بلکہ تم صرف عمران کے دوست ہو اور صرف سیاحت کے لئے عمران کی دعوت پر جا رہے ہو۔ سب کا تعلق پاکیشیا کے اخبار سے ہے اور تم سیاحت کے ساتھ ساتھ اخبار کے لئے مواد بھی حاصل کرو گے۔

اس سلسلے میں تمہارے کاغذات تیار کراؤ یہے گئے ہیں۔ لورین یا اس کا گروپ یا ایکریمیا کے حکام اگر اس کی چینگ کریں گے تو انہیں یہی

معلوم ہو گا کہ کاغذات درست ہیں۔ اس لئے انہیں کسی طرح کا بھی شک نہیں ہو گا۔“..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسیور اف ہو گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سیاہ رنگ کی کار ایک کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر پارکنگ کی طرف مڑنے کی بجائے مخالف سمت میں آگے بڑھ کر کلب کی عمارت کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی عمارت کی عقبی طرف بنے ہوئے ایک چھوٹے سے پورچ میں جا کر رک گئی اور اس کے ساتھ ہی کار کا عقبی دروازہ کھلا اور لورین باہر آگئی۔ اسی لمحے پورچ کے ساتھ چھوٹے سے برآمدے میں موجود دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا ایکریمین باہر آگیا اس نے بڑے مودبانہ انداز میں لورین کو سلام کیا۔

”مجھے تمہاری روپوٹ ملنے پر بے حد حیرت ہوئی ہے وکی کہ شوگرانی بھی نبی ایکس میرائل کے خلاف یہاں کام کر رہے ہیں۔“ لورین نے آگے بڑھتے ہوئے اس ایکریمین نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مادام۔ یہ شوگرانی یہاں آیا تو بطور سیاح تھا لیکن چونکہ آپ کے

حکم پر یہاں آنے والے ہر فرد کی مسلسل چینگ کی جاہی ہے اس نے اس کی بھی چینگ کی گئی۔ اس نے یہاں ایک پرائیویٹ رہائش گاہ حاصل کر لی۔ ہم نے اس رہائش گاہ کے فون کو نیپ کرنے کا بندوبست فوری کر دیا۔ اس نے یہاں سے شوگران فون کال کی اور اس فون کال سے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ شوگران ایجنت ہے اور نبی ایکس میرائلوں کے اڈے کے خلاف کام کرنے کے لئے آیا ہے سچانچہ اسے بے ہوش کر کے یہاں سے یہاں لایا گیا اور آپ کو اطلاع دی گئی۔.... وکی نے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے تفصیل بتائی۔ وہ دونوں اس وقت ایک راہداری میں سے گزر رہتے تھے۔

”پہلے مجھے اس کال کی نیپ سنواو۔“.... لورین نے کہا۔

”لیں مادام۔ ادھر آ جائیے۔“.... وکی نے کہا اور پھر وہ لورین کو ایک آفس منا کمرے میں لے آیا۔ لورین اس کمرے میں پہنچ کر بڑی سی دفتری میز کے پیچے موجود اونچی پشت کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ جبکہ وکی نے دیوار میں نصب ایک الماری کے پشت کھولے اور اندر سے ایک جدید ساخت کا نیپ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھا اور پھر جیب سے ایک ماسکرو نیپ نکال کر اس نے میز پر رکھے ہوئے نیپ ریکارڈر میں اسے ایڈ جسٹ کیا اور پھر نیپ ریکارڈر کا بٹن آن کر دیا اور خود بھی میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ نیپ ریکارڈر سے فون کی گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر سیور اٹھانے کی آواز سنائی دی۔

”لیں شام تو سپیکنگ۔“.... ایک آواز سنائی دی۔ لمحہ تھکمانہ تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”کو سکی بول رہا ہوں بس۔۔۔ ایک اور مودبائی آواز سنائی دی۔۔۔  
لیں۔۔۔ کیا پورٹ ہے۔۔۔ شاموتونے پوچھا۔

”باس۔۔۔ میں سپارگو پہنچ گیا ہوں۔۔۔ میں نے پرائیورٹ رہائش گاہ  
بھی حاصل کر لی ہے اور اب میں وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔۔۔  
یہاں میں نے چیک کیا ہے کہ یہاں ہر آنے والے کی اہتمائی سختی سے  
چھینگ اور نگرانی کی جا رہی ہے۔۔۔ میری بھی نگرانی ہو رہی ہے۔۔۔ لیکن  
نگرانی کرنے والے صرف تعاقب تک ہی محدود ہیں البتہ سپارگو میں  
داخل ہوتے وقت میرے کاغذات اہتمائی سختی سے چیک کئے گئے اور  
پھر ان کی باقاعدہ شوگران سے تصدیق کرائی گئی۔۔۔ اس کے بعد مسلسل  
نگرانی ہوتی رہی اور اب بھی اس رہائش گاہ کے باہر نگرانی کرنے والے  
موجود ہیں۔۔۔ کو سکی نے کہا۔۔۔

”کیا صرف تمہاری نگرانی کی گئی ہے یا سب کے ساتھ ایسا ہی کیا جا  
رہا ہے۔۔۔ بس نے پوچھا۔۔۔

”سب کے ساتھ ایسا ہی ہو رہا ہے بس۔۔۔ کو سکی نے جواب  
دیا۔۔۔

”تم ایسا کرو کہ ان نگرانی کرنے والوں کو جھٹک کر جس قدر جلد  
ممکن ہو سکے بی ایکس میڑاٹلوں کے اڈے کا سراغ لگاؤ اور اس کے بعد  
محبے پورٹ دو تاکہ میں گروپ بھجواؤ۔۔۔ ہم نے یہ کام جلد از جلد کرنا  
ہے کیونکہ حکومت شوگران نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان میڑاٹلوں کو ہر  
قیمت پر تباہ کیا جائے گا۔۔۔ بس نے کہا۔۔۔

”یہ بس۔۔۔۔۔۔ کو سکی نے کہا اور اس کے ساتھ بی ٹیپ خاموش  
ہو گیا تو وکی نے ہاتھ بڑھا کر بی ٹیپ ریکارڈاف کر دیا۔۔۔

”اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شوگران بھی ان میڑاٹلوں کے  
خلاف کام کر رہا ہے لیکن اگر اس کو سکی کو ہلاک کر دیا گیا تو پھر  
شوگران دوسرے امتحان بھجوادے گا۔۔۔ اس لئے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ  
اسے واپس بھجوادیا جائے اور صرف نگرانی کی جائے تاکہ جب گروپ  
یہاں آئے تو پھر ان کا خاتمه اکٹھے ہی کیا جاسکے۔۔۔ لورین نے کہا۔۔۔

”مادام اب جبکہ اسے بے ہوش کیا جا چکا ہے تو لامحالہ اسے معلوم  
ہو جائے گا کہ اس کے ساتھ کچھ ہوا ہے۔۔۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ  
واپس چلا جائے۔۔۔ اس لئے کیوں نہ اس سے اس کے گروپ کے بارے  
میں تفصیلات حاصل کر لی جائیں اور پھر اس کی جگہ اپنا آدمی ڈال دیا  
جائے۔۔۔ اس طرح اس گروپ کو یہاں بلاؤ کر ان کا خاتمه کیا جائے۔۔۔  
وکی نے جواب دیا تو لورین کے چہرے پر مسٹر کے تاثرات ابھر  
آئے۔۔۔

”گذ۔۔۔ وکی۔۔۔ تم نے واقعی بڑی ذہانت آمیز تجویز دی ہے۔۔۔ گذ۔۔۔  
ٹھیک ہے۔۔۔ آؤ۔۔۔۔۔۔ لورین نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے  
اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ وکی کا چہرہ بھی لورین کی طرف سے تعریف سن کر  
مسٹر سے کھل اٹھا۔۔۔ تھوڑی دری بعد لورین وکی کے ساتھ دوسرے  
کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں لو ہے کی کرسی پر ایک شوگرانی آدمی جگڑا  
ہوا بیٹھا تھا۔۔۔ اس کی گردن ڈھلنکی ہوئی تھی اس کرسی کے سامنے کچھ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

فاسطے پر ایک کرسی موجود تھی۔ لورین اس کرسی پر بیٹھ گئی۔  
”اے، ہوش میں لے آو۔“..... لورین نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے وکی  
سے کہا اور وکی نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اسے کرسی  
پر جکڑے ہوئے کو سکلی کے قریب لے جا کر اس نے اس کا ڈھنکن ہٹایا  
اور شیشی کا دہانہ اس کی ناک سے لگا دیا۔ بعد میں بھروسے شیشی  
ہٹائی اور اس کا ڈھنکن بنو کر کے اس نے شیشی واپس جیب میں رکھ لی  
اور واپس آگر لورین کی کرسی کے قریب کھڑا ہو گیا۔ بعد میں بھروسے  
کو سکلی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور  
اس کی گردن سیدھی ہو گئی پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن اس کی  
آنکھوں میں دھندسی چھاتی ہوئی تھی پھر یہ دھند صاف ہوتی چلی گئی اور  
کو سکلی نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راہز میں جکڑے  
ہونے کی وجہ سے وہ صرف کمسا کر رہ گیا۔ اب اس کے چہرے پر  
اہتمامی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کی آنکھیں سلمانے کرسی پر  
بیٹھی ہوئی لورین اور ساتھ کھڑے وکی پر جم گئی تھی۔

”یہ۔ یہ۔ کیا ہے۔ آپ کون ہیں اور میں کہاں ہوں۔“..... کو سکلی  
کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”مسٹر کو سکلی۔“ تم نے اپنی رہائش گاہ سے اپنے باس شاموتو کو جو  
فون کال کی ہے اس کی ٹیپ میرے پاس موجود ہے اور اس میں تم نے  
خود ہی اس بار کا اقرار کیا ہے کہ تم مہماں نی ایکس میزائلوں کے اڈے  
کو ٹریس کرنے کے لئے آئے ہو تاکہ تمہارا گروپ آگر ان میزائلوں کو

تباه کر سکے اور تمہارا تعلق شوگران کی کسی ہجنسی سے ہے یہاں تک  
تو مجھے معلوم ہو گیا ہے لیکن اب تم ہمیں یہ بتاؤ گے کہ شوگران کی  
کس ہجنسی سے تمہارا تعلق ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔“  
لورین نے اہتمامی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”میں تو سیاح ہوں۔ میرا کسی ہجنسی سے کیا تعلق اور آپ کون  
ہیں۔“..... کو سکلی نے کہا۔

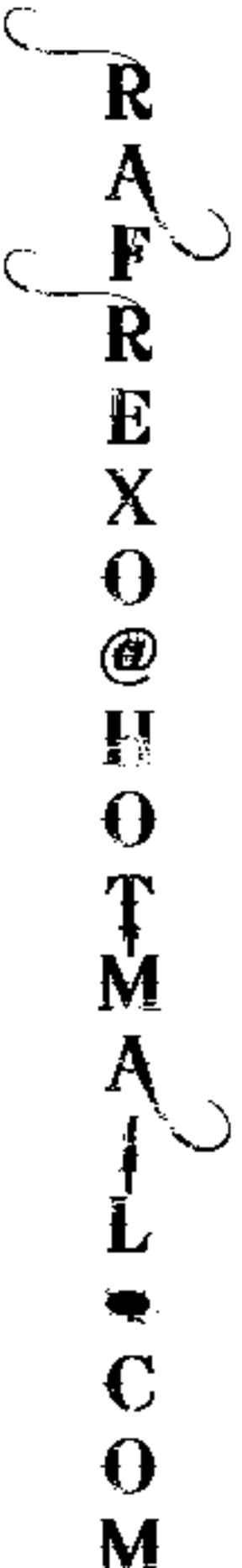
”میرا نام لورین ہے اور میں سپارگو کی چیف ہوں۔ اگر تم ضد کرنا  
چاہتے ہو تو تمہیں ٹیپ بھی سنوانی جا سکتی ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر  
تم نے زبان نہ کھولی تو تمہاری روح سے بھی معلومات الگوانی جا سکتی  
ہیں۔“..... لورین نے اس بار اہتمامی سخت لمحے میں کہا۔

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں لورین۔ میں واقعی عام سا سیاح  
ہوں اور شہری میں نے کوئی فون کیا ہے۔“..... کو سکلی نے جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

”وکی اس کی زبان کھلواؤ۔ لیکن خیال رکھنا اسے ہلاک نہیں ہونا  
چاہئے۔“..... لورین نے وکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں مادام۔“..... وکی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کرے سے باہر نکل  
گیا۔

”کو سکلی آخری بار کہ رہی ہوں کہ عذاب مت جھسلو۔ سب کچھ بتا  
دو۔“ مجھے معلوم ہے کہ تم تربیت یافتہ ایجنت ہو۔ لیکن میں بھی کوئی  
عام سی عورت نہیں ہوں۔ میرا تعلق بھی ایکریمیا کی ایک خفیہ ہجنسی



سے ہے اور تم جیسے ہیجنٹوں کی زبان کھلانے کی مجھے تربیت حاصل ہے اور تجربہ بھی اور سنوے میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تم سب کچھ سچے بتا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گی اور بے شک تم اس اڈے کو ٹریس کر کے اپنے بارس کو رپورٹ دے دینا کیونکہ اس اڈے کا مجھے بھی علم نہیں ہے اور شہری وہ میری نگرانی میں آتا ہے۔۔۔ لورین نے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر تم کیوں یہ سب کچھ معلوم کرنا چاہتی ہو تمہیں اس سے کیا دلچسپی ہے۔۔۔ کو سکی نے جواب دیا۔

”میری دلچسپی صرف اتنی ہے کہ میں اپنے بارس کو اطلاع دے سکوں کہ شوگران کا فلاں گروپ اس اڈے کے خلاف کام کر رہا ہے اور بس۔۔۔ لورین نے جواب دیا۔ اسی لمحے وکی واپس آیا تو اس نے دونوں ہاتھوں میں ایک بڑا سالو ہے کا بنا، ہوا ہیلمٹ سا اٹھایا ہوا تھا۔

”سوری مس لورین۔ تم سے جو ہو سکتا ہے کرلو۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاسکتا اور یہ بھی سن لو کہ تم جو کچھ میرے ساتھ کرو گی اس کی اطلاع بھی بہر حال باس تک پہنچ جانے گی اور پھر تم پر جو قیامت ٹوٹے گی اس کا اندازہ تمہیں اس وقت ہو گا۔ شوگران کو تم کمزور نہ کھھو۔۔۔

کو سکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کے سر پر چڑھا دو اور کام شروع کر دو۔۔۔ لورین نے کہا اور وکی نے آگے بڑھ کر لو ہے کا بنا، ہوا ہیلمٹ کو سکی کے سر کے گرد رکھ دیا جو اس کی گردن اور کاندھوں پر جا کر نک گیا اور پھر اس نے ایک طرف لٹکی، ہوتی تار کا دوسرا سر ادیوار کے ساتھ موجود ساکٹ میں لگایا

اور ہیلمٹ پر لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر دیا۔ اس بٹن کے ساتھ ہی ایک ناب موجود تھی۔ اس نے ناب کو دونوں انگلیوں سے آہستہ آہستہ گھمانا شروع کر دیا اور ناب کے اوپر موجود ڈائل پر سوئی آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگی۔ کو سکی کا جسم یکخت ترپنے لگ گیا لیکن جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ تیز حرکت نہ کر پا رہا تھا۔ وکی ناب گھما تارہا اور سوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ اسی لمحے لورین نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وکی نے ناب کو تیزی سے واپس گھما دیا اور پھر بٹن آف کر کے اس نے وہ ہیلمٹ دونوں ہاتھوں سے اپر اٹھایا۔ اس کے ساتھ ہی کو سکی کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔ آنکھیں پھیلی ہوتی تھیں۔ کانوں اور ناخنیوں سے خون کی لکریں بہہ رہی تھیں۔ اس کی حالت بے حد خستہ ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے سر نے یکخت جھٹکا کھایا۔ ایک لمحے کے لئے سیدھا ہوا اور پھر ایک جھٹکے سے سائیڈ میں گر گیا۔ کو سکی کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہونشوں کے کناروں سے نیلے رنگ کی جھاگ سی باہر نکل آئی۔

”اوہ۔ یہ تو ہلاک ہو گیا۔ اس کے دانتوں میں زہریلا کیپول موجود تھا۔ اس نے خود کشی کر لی ہے۔۔۔ لورین نے حیران ہو کر کہا۔

”لیں مادام۔ یہ تو واقعی ختم ہو گیا ہے۔۔۔ وکی نے اس طرح افسوس بھرے لہجے میں کہا جیسے کو سکی نے خود کشی کر کے ان کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سارے منصوبے پر پانی پھر دیا ہو۔  
”عجیب ایجنت تھا یہ کہ معمولی سے ساؤنڈ تشہد کو بھی برداشت  
نہیں کرسکا۔“..... لورین نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیں مادام۔ ابھی تو ساؤنڈریز نے پوری طرح طاقت ہی نہ پکڑی  
تھی۔“..... وکی نے ساکن سے تار کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس کی لاش بر قی بھی میں ڈال دو۔ پھر دفتر میں آ جاؤ۔“..... لورین  
نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ اس کمرے کے دروازے سے باہر آگئی۔  
چند لمحوں بعد وہ واپس اسی آفس میں پہنچ گئی۔ اس کے چہرے پر سوچ  
کے تاثرات نمایاں تھے۔ کافی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور وکی اندر  
داخل ہوا۔

”جس نمبر پر اس نے فون کیا تھا وہ نمبر معلوم ہے تمہیں۔“ لورین  
نے پوچھا۔

”لیں مادام۔ مجھے چیک کرنا پڑے گا۔“..... وکی نے کہا۔  
”چیک کر کے بتاؤ۔“..... لورین نے کہا۔

”میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔“..... وکی نے کہا اور کمرے سے باہر نکل  
گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چٹ تھی یہ نمبر  
ہے مادام اور شوگران کے دارالحکومت میں واقع ریڈی سی کلب کا نمبر ہے  
میں نے معلوم کرایا ہے۔ شام متو اس کلب کا نیجہ ہے۔“..... وکی نے  
کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم باہر جاؤ۔“..... لورین نے کہا تو وکی خاموشی سے

باہر چلا گیا تو لورین نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی  
سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

”سپارگو سے لورین بول رہی ہوں۔ چیف سے بات کرو۔“.....  
لورین نے سخت لمحہ میں کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو چیف سپیکنگ۔“..... چند لمحوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔

”لورین بول رہی ہوں چیف۔“..... لورین کا لمحہ اس بار خاصا  
مودبانت تھا۔

”لیں کیا پورٹ ہے۔“..... چیف نے پوچھا تو لورین نے کو سکی کی  
گرفتاری سے اب تک کے سارے حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

”شوگرانی ایجنت بھی اس کے خلاف کام کر رہے ہیں لیکن اس سے  
پہلے تو اس سلسلے میں کوئی اطلاع نہیں پہنچی۔“..... چیف کے لمحہ میں  
حریت تھی۔

”لیں چیف۔ یہ اچانک ہی اس کے بارے میں اطلاع ملی ہے۔“  
لورین نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں کہ  
یہ کون سی تجسسی ہے۔ بہر حال تم چوکنار ہو گی اور ہاں۔ ابھی تھوڑی  
دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے پانچ ساتھیوں سمیت پاکیشیا  
ایرپورٹ سے الائمن کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔ الائمن سے وہ سپارگو  
کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پہنچے گا۔ تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ ”چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا  
”ٹھیک ہے چیف۔ میں اور میرے آدمی ہر لحاظ سے ہوشیار  
ہیں۔ .... لورین نے کہا۔

”تم نے فوری طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں پر ہاتھ نہیں ڈال  
دینا۔ ورنہ تم مار کھا جاؤ گی۔ جب تمہیں مکمل طور پر یقین ہو جائے کہ  
وہ کسی صورت نہیں نج سکے گا پھر اس پر فوری اور اچانک ہاتھ  
ڈالنا۔ .... چیف نے کہا۔

”میں چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں پہلے اس کے ساتھ چوہے اور  
بلی کا کھیل کھیلوں گی۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ وہ اس بار کسی صورت  
بھی زندہ واپس نہیں جائے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔ .... لورین نے بڑے  
با عتماد لبجے میں کہا۔

”اس کے سامنے مجھے کال نہیں کرنا۔ نہ ٹرانسیسیٹر اور نہ فون پر۔  
اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا ہے اور ساتھ ہی پوری طرح ہوشیار  
رہنا ہے ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بے وقوف بنتا تارہ ہے اور اپنا کام  
کر جائے۔ .... چیف نے کہا۔

آپ قطعی بے فکر رہیں سچیف۔ لورین ایسا تر نوالہ نہیں ہے۔  
لورین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوے کے۔ وش یو گڈ لک۔ .... چیف نے جواب دیا اور اس کے  
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لورین نے رسیور کھا اور پھر کرسی سے اٹھ  
کر وہ دفتر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

ہواتی جہاز کی کشادہ سیٹ پر عمران پھیل کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے  
اپنا سرپشت سے لگا کر کھا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن ایک تو  
اس کے مخصوص خراثوں کی آوازیں سنائی خدا دے رہی تھیں اور دوسرا  
اس کی پیشانی پر موجود شلنگیں بتا رہی تھیں کہ عمران سونے کی بجائے  
کچھ سوچنے میں مصروف ہے۔ جہاز کو پاکیشیا سے پرواز کئے دو گھنٹے گزر  
چکے تھے اور عمران مسلسل دو گھنٹوں سے اسی حالت میں تھا۔ اس کے  
ساتھ والی سیٹ پر صدیقی بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبہ کا پرچوہان اور خاور  
بیٹھے ہوئے تھے۔ اس سے پہنچے والی سیٹ پر نعمانی اور ٹائیگر موجود تھے  
ومران کے علاوہ باقی سب ساتھی مختلف رسائل اور اخبارات پڑھنے میں  
مصروف تھے۔ عمران سیست وہ سب اپنی اصل شکلوں میں تھے۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ واقعی اتنے طویل عرصے سے صرف سوچ  
رہے ہیں یا سورہ ہے ہیں۔ .... اچانک صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کر کہا۔

”میں خواب میں سوچ رہا ہوں“..... عمران نے اسی طرح آنکھیں بند رکھتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی اس کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا سوچ رہے ہیں“..... صدیقی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

”یہ تو جب نیند سے جاؤں گا تو اگر خواب یاد رہ گیا تو بتا سکوں گا“..... عمران نے جواب دیا اور صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”عمران صاحب سونے اور سوچنے کا کام اکٹھا کرتے ہیں صدیقی۔“

عقی سیٹ سے چوہاں نے کہا۔

”یہی تو مشکل ہے کہ سپہ نہیں چلتا کہ عمران صاحب کیا کر رہے ہیں۔ میں گذشتہ دو گھنٹوں سے یہی سوچ کر غاموش رہا ہوں کہ شاید عمران صاحب سو رہے ہیں“..... صدیقی نے کہا۔

”اور میں گذشتہ دو گھنٹوں سے یہ سوچ رہا تھا کہ رسالوں میں موجود تصویروں میں نجانے اتنی کشش کیوں ہوتی ہے کہ مسلسل دو گھنٹوں سے دیکھنے کے باوجود نظریں نہیں ہستیں“..... عمران نے لکھت آنکھیں کھول کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ نے خواب میں کیسے دیکھ لیا کہ رسالے میں تصویریں ہیں“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم جلاگتے میں خواب دیکھ رہے تھے اور میں سوتے میں۔ دیکھنا تو دونوں طرف موجود رہا“..... عمران نے ہڑے معصوم سے لجھے میں کہا

اور صدیقی کے ساتھ ساتھ عقی سیٹ پر بیٹھا چوہاں جوان کی طرف متوجہ تھا بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ جب سے چیف نے ہمیں اس مشن کے لئے بrif کیا ہے مرے ذہن میں مسلسل یہ لمحن موجود ہے کہ آخر آپ یا ہم اس مشن کو کیسے مکمل کریں گے۔ ظاہر ہے وہ لورین اور اس کے آدمی چوبیں گھنٹے ہمیں نظروں میں رکھیں گے“..... صدیقی نے کہا۔

”ہم خواب میں مشن مکمل کر لیں گے۔ دیکھتے رہیں دوسرے۔“

عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب آپ نے لامحالہ کوئی نہ کوئی طریقہ سوچ رکھا ہو گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ہم اس لورین کو بیو قوف بنانا کر اپنے ساتھ اڈے پر لے جائیں گے اور پھر وہاں خصوصی بم رکھ کر ہنستے کھیلتے والپس آجائیں گے“..... عقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے چوہاں نے کہا۔

”چھاری بات سن کر آج مجھے یقین، ہو گیا کہ تم واقعی احتیائی ذہین واقع ہوئے ہو۔ میرا تلوں کا اڈہ واقعی ایک پکنک پواہتھ ہو گا جہاں لورین ہمیں سیر کرانے لے جائے گی“..... عمران نے جواب دیا تو چوہاں اس کی طنزیہ بات پر بے اختیار شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

”اگر لورین نے آپ کو دعوت دی تھی تو آپ اکیلے چلے جاتے۔ ہمیں ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی“..... صدیقی نے کہا۔

”کمال ہے۔ نہ گواہ نہ باراتی۔ اکیلاد ولہا کیا وہاں جا کر بھاڑ جھونکے گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صدیقی اور چوہاں اس بار

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بے اختیار ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ پائلٹ کی طرف سے البان کے دارالحکومت کیانگ ایر پورٹ پر جہاز کے لینڈ کرنے کا اعلان نشر ہونا شروع ہو گیا اور جہاز میں موجود تمام مسافر بلشیں وغیرہ باندھنے میں مصروف ہو گئے۔

”کیانگ سے سپار گو جانے کے لئے ہمیں فلاں کب ملے گی۔“ صدیقی نے بیلٹ باندھتے ہوئے پوچھا۔

”جب سواریاں پوری ہو جائیں گی۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور انٹھایا اور پھر فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پر لیں کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ولیے اگر سپار گو جزیرہ نہ ہوتا تو واقعی وہاں جانے کے لئے بس کا سفر سب سے ہتر رہتا۔“..... صدیقی نےہستہ ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ کسی جہاز میں بس رکھ کر اس پر بیٹھ جائیں گے۔“..... عمران نے جواب دیا اور صدیقی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا۔

”تحوڑی دیر بعد جہاز لینڈ کر گیا اور عمران لپنے ساتھیوں سمیت چینگ کے مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد ایرپورٹ سے باہر آگیا تو صدیقی اور باقی ساتھیوں کے چہروں پر حریت کے تاثرات اجڑائے لیکن وہ خاموش رہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے دنیکسیاں ہائر کیں اور انہیں رائل ہوٹل چلنے کا کہہ دیا اور کچھ دیر بعد وہ ایک عظیم الشان اور جدید طرز تعمیر کے حامل ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ ہوٹل میں ان کے کمرے پہلے سے شاید بک کر دیئے گئے تھے اس لئے کاؤنٹر پہنچ کر عمران نے

چیئے ہی کا نہادت کاؤنٹر پر رکھے۔ انہوں نے اندر اج کر کے دوسوں کی چابیاں عمران کی طرف بڑھا دیں اور تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت دوسری منزل پر بنے ہوئے ایک سوت میں پہنچ چکا تھا۔

”عمران صاحب۔ ہم نے تو سپار گو جانا تھا۔“..... صدیقی نے کہا۔

”وہاں اگر چھوپا رے نہ ملے تو پھر واپس آنا پڑے گا۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور انٹھایا اور پھر فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پر لیں کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ریڈی کلب۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں علی عمران بول رہا ہوں کیانگ سے۔ شاموتو سے بات کراؤ۔“..... عمران نے کہا۔

”دوسرے نمبر پر ٹرائی کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر ٹھیکنگ کے مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد ایرپورٹ سے باہر آگیا

”لیں مٹاشی نائٹ کلب۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کیانگ سے علی عمران بول رہا ہوں۔ شاموتو سے بات کرائیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہیلو۔ شامو تو بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں کیانگ سے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا آدمی وہاں پکڑا گیا ہے اور اس نے خود کشی کر لی ہے اور انہوں نے ریڈ سی کلب کا نمبر اور میرا نام بھی ٹریس کر لیا ہے۔ اس لئے مجبوراً مجھے یہاں نائنٹ کلب میں شفت ہونا پڑا ہے۔ وہاں ان لوگوں نے اہتمائی سخت ترین چینکنگ کر رکھی ہے۔“ شامو تو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے خود کشی کرنے کی کیا ضرورت تھی جبکہ مقصد صرف اتنا تھا کہ ان کے علم میں آجائے کہ شوگران بھی سپار گو میں کام کر رہا ہے۔“..... عمران نے حریت بھرے لجے میں کہا۔

”ہمارے آدمی کے دانت میں زہریلا کیپول موجود تھا۔ شاید اس پر کوئی ایسا تشدد کیا گیا ہے کہ وہ کیپول چبانے پر مجبور ہو گیا ہو گا یا پھر دباو اس قدر پڑا کہ کیپول ٹوٹ گیا۔ ورنہ اسے خود کشی کرنے کی تو ضرورت واقعی نہ تھی۔“..... شامو تو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے ایک ہی آدمی بھیجا تھا یا ٹیم بھیجی تھی۔“..... عمران نے پوچھا۔

”فی الحال تو ایک ہی آدمی بھیجا تھا تاکہ وہاں کے ماحول کو چیک کیا جاسکے۔ اس نے فون پر جو رپورٹ دی اس کے مطابق وہاں پہنچنے والے ہر آدمی کی اہتمائی سخت ترین اور مسلسل چینکنگ کی جاتی

ہے۔“..... شامو تو نے جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تمہارے آدمی نے خود کشی کی ہے اور انہوں نے تمہارے کلب کا نمبر اور نام بھی معلوم کر لیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”ریڈ سی کلب میں میرے آدمیوں نے ایک ایکریمی کو مشکوک سمجھ کر پکڑا گیا۔ اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے بتایا کہ اس کا تعلق ایکریمیا کی خفیہ تنظیم گنگز سے ہے اور کنگ کے چیف نے اسے ایکریمیا سے سپار گو جا کر لورین سے ملنے ور پھر لورین سے مل کر یہاں آنے کا حکم دیا تھا۔ وہ آدمی لورین سے ملا تو لورین نے اسے بتایا کہ ریڈ سی کلب کے منیجر شامو تو کا ایک آدمی یہاں پکڑا گیا اور جب اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے کچھ بتائے بغیر خود کشی کر لی اور اس نے جو فون کال مجھے کی تھی وہ بیپ کر لی گئی تھی اور جدید مشیزی کے ذریعے نمبر معلوم کر کے یہ معلوم کر لیا گیا کہ کال ریڈ سی کلب میں کی گئی تھی۔“..... شامو تو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ اس طرح تو میرے آدمی وہاں جا کر فسائع ہو جائیں گے۔ اس لئے مجھے آپ کی کال کا انتظار تھا۔ اب آپ جیسے حکم کریں میں ویسے ہی کروں گا۔“..... شامو تو نے جواب دیا۔

”شوگرانی سیاح تو سپار گو جاتے ہی رہتے ہوں گے۔“..... تم تین چار بجنٹوں کے گروپ کو سیاحوں کے روپ میں وہاں بھیجو لیکن انہیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

منع کر دو کہ وہ تمہیں کوئی کال نہ کریں اور وہاں بھی کوئی مشکوک حرکت نہ کریں اور نہ لپٹنے پاس کوئی اسلحہ رکھیں البتہ وہ پہلک فون بوتھ سے ایسی کالیں ایک دوسرے کو کریں جس سے واضح طور پر تو نہ معلوم ہو سکے کہ وہ میراںتوں کا اڈہ تلاش کرنے آئے ہیں البتہ کوئی نہ کوئی اشارہ ایسا ہو ناچاہئے کہ جس سے وہ صرف مشکوک ہو جائیں اور بس۔ اس طرح ہمارا کام ہو جائے گا اور تمہارے آدمی بھی بچے رہیں گے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ اب ایسا ہی ہو گا۔“..... شاموتونے جواب دیا۔

”ایسے آدمی نہ بھجوانا جن کے دانتوں میں زہریلے کیپول موجود ہوں کیونکہ اب سب سے پہلے انہوں نے یہی چینگیں کرنی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں خیال رکھوں گا۔“..... شاموتونے جواب دیا۔ ”شکریہ۔ گذبائی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تو آپ رپورٹ لینے کے لئے یہاں ٹھہرے تھے۔“..... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ لورین اور اس کے ساتھی واقعی وہاں بے حد فعال اور چوکنا ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر اب کیا پروگرام ہے۔“..... صدیقی نے کہا۔

”ایک بات تم سب اپنے دماغ میں اچھی طرح بٹھا لو کہ ہم مشن مکمل کرنے نہیں جا رہے۔ ہم واقعی وہاں سیر و تفریح کرنے جا رہے ہیں تمہارے ذہنوں پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ہو ناچاہئے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا یہ مشن نہیں ہے۔“..... صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ دراصل میں نے چیف کو چکر دیا ہے۔ ان حالات میں وہاں مشن مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم وہاں صرف تفریح کریں گے اور پھر واپس آجائیں گے۔ اب جبکہ حکومت ایکریمیا نے گارنٹی دے دی ہے کہ بی ایکس میراں پاکیشیا کے خلاف استعمال نہیں کئے جائیں گے تو ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے مشن بہر حال شوگرانی ایجنسٹ ہی مکمل کریں گے اب کریں یا ہمارے آنے کے بعد بہر حال ہم نے نہیں کرنا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ واقعی سنجیدہ ہیں۔“..... صدیقی نے حریت بھرے لجھے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حریت کے تاثرات تھے۔

”ہاں۔ تم لوگوں کو شکوہ تھا کہ تمہارے گروپ کو باہر مشن پر نہیں لے جایا جاتا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس بار تمہیں سیر و تفریح کرا دی جائے اور سچی بات یہ ہے کہ میں بھی مسلسل کام کر کر کے ذہنی اور اعصابی طور پر تھک گیا ہوں اس لئے میں نے بھی مشن کا بہانہ بنایا ہے۔ ہم نے صرف تفریح کرنی ہے صرف تفریح۔ البتہ اپنی حفاظت

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کے لحاظ سے ہم نے ہر طرح چوکنا رہنا ہے اور بس۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور انٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پر لیس کر کے اسے ڈائریکٹ کر کے اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جو نکہ لاڈر کا بٹن پہلے سے ہی پر لیس تھا اس لئے عمران نے دوبارہ لاڈر کا بٹن پر لیس نہ کیا تھا۔

“انکو ائری پلیز”.... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

“سپار گو کار ابٹے نمبر بتا دیں”.... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

“لیں انکو ائری پلیز”.... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

“ماسٹر کلف کا نمبر دیں”.... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

“چیف آفس”.... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

“مادام لورین سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ وہ مجھے جانتی ہیں”.... عمران نے کہا۔

“ہولڈ آن کریں”.... دوسری طرف سے کہا گیا۔

“ہیلو لورین بول رہی ہوں۔”.... چند محوں بعد ایک مترجم نسوانی آواز سنائی دی۔

“شکر ہے اس بار تم نے مادام لورین نہیں کہا ورنہ پاکیشیا سے یہاں تک کا سفر بد مزہ ہو جاتا۔”.... عمران نے اپنے مخصوص چہکتے ہوئے لمحے میں کہا۔

“یہ تم ایرپورٹ سے ہوٹل کیوں شفت ہو گئے ہو۔ میں تو یہاں چھارا انتظار کر رہی ہوں۔ میں نے کھا تھا کہ تم دوسری فلاست سے سپار گو آجائے گے۔”.... لورین کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

“میرے ساتھیوں کا خیال ہے کہ ہمیں بس پر سفر کر کے سپار گو جانا چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ سیاحت کی جاسکے اور میرا خیال تھا کہ شاید یہاں سے سپار گو تک کوئی زمینی راستہ موجود ہو۔ آخر دریا پر بھی تو پل بنائے جاتے ہیں۔”.... عمران نے جواب دیا تو لورین بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

“ابھی سمندر پر پل بنانے کا رواج نہیں پڑا۔ اس لئے تم فلاست کے ذریعے ہی آجائو سہماں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کی سیاحت کے لئے بہت کچھ موجود ہے۔”.... لورین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن جہاز کا کرایہ تو بہر حال بس سے زیادہ ہی، ہوگا اور بزرگ سیاح کہتے ہیں کہ پرویں میں رقم کم خرچ کی جائے اور سیاحت زیادہ کی جائے۔”.... عمران نے جواب دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بھرے لجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ کاش آپ مس جو لیا کو ساتھ لے آتے۔“ - صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو اب تک شہید ہو چکا ہوتا۔“ .... عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور کرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے ایک بار پھر باتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن باکرا سے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”براؤ ہاؤس۔“ .... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ کماچو سے بات ہو سکتی ہے۔“ - عمران نے کہا۔

”ہو لڈآن کریں۔“ .... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کماچو بول رہا ہوں۔“ .... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

”تمہارا نام تو بڑا موسیقیت بھرا ہے لیکن تمہاری آواز اور لہجہ بڑا کر خت ہے ورنہ میرا خیال تھا کہ کماچو کی آواز بھی اس کے نام کی طرح نرم اور ملائم ہو گی۔“ .... عمران نے کہا۔

”کون بول رہے ہو۔“ .... دوسری طرف سے اہمیت حیرت بھرے لجے میں کہا گیا۔

”تمہارے سکرٹری نے تمہیں میرا نام نہیں بتایا کہ علی عمران

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اگر ایسی بات ہے تو تم فکر نہ کرو۔ جتنا تمہارا خرچہ ہو گا وہ سب سپار گو حکومت دے کر تمہیں واپس بھیجے گی۔“ .... لورین نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو طیارہ بھی چار ٹرڈ کرایا جا سکتا ہے۔“ .... عمران نے سرت بھرے لجے میں کہا۔

”بے شک کرالو۔“ .... لورین نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اس مہمان نوازی کا بے حد شکریہ۔ اب جلد ہی تمہارا جلوہ دیکھنے کو مل جائے گا۔“ .... عمران نے کہا۔

”تم ایرپورٹ پر اتر کر مجھے فون کر لینا۔ میں خود ایرپورٹ پر جلوہ دکھانے پہنچ جاؤں گی۔“ .... لورین نے کہا۔

”اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں خود آنا پڑے گا جلوہ دکھانے کے لئے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ سپار گو کی حدود میں پہنچتے ہی ہر طرف بس تمہارا ہی جلوہ ہو گا۔“ .... عمران نے قدرے مایوسانہ لجے میں کہا تو دوسری طرف سے لورین کے کھلکھلا کر ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

”بس بس امتا ہی کافی ہے۔ مجھ پر عاشق ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے عاشقوں اور پاگلوں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔“ .... لورین نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”اور پاگلوں اور عاشقوں میں تو فرق محسوس ہوتا ہی ہو گا۔“ - عمران نے بڑے معصوم سے لجے میں کہا اور لورین ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”بہت خوب۔ تمہاری بہی باتیں تو دوسروں کے لئے معقنا طبیی کشش رکھتی ہیں۔“ .... بس اب آ جاؤ۔“ .... دوسری طرف سے بڑے لاڑ

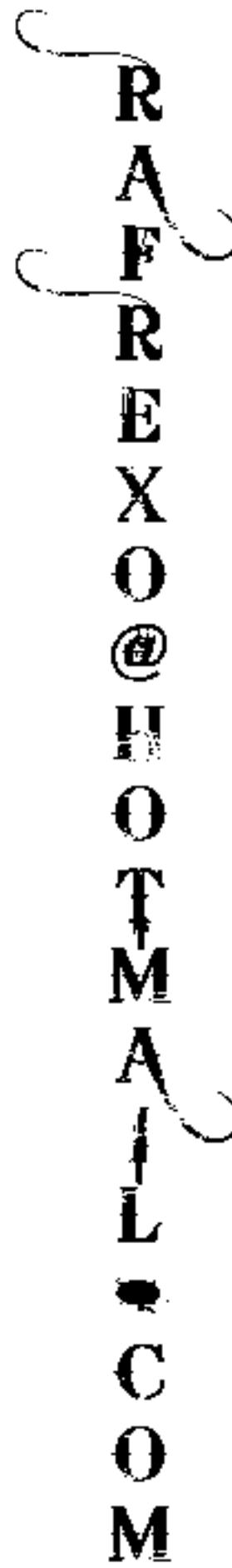
باقاعدہ گروپ بنایا ہوا تھا۔ ایک مشن کے دوران اس سے نکلا وہ اس اور پھر اس سے دوستی ہو گئی۔ اس نے وہاں میری خاصی مدد کی۔ پھر معلوم ہوا کہ وہاں اس کا گروپ اس سے باغی ہو گیا ہے اور یہ وہاں سے شفٹ کر کے ہاں کیانگ میں آگر آباد ہو گیا۔ اہمیتی تیز طرار آدمی ہے۔ اس سے ہمیں لورین اور اس کے گروپ کے بارے میں بہیک وقت معلومات مل سکتی ہیں۔ ..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی اور صدیقی نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو دروازے پر ایک درمیانے قد کا آدمی کھڑا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ خشنک کھجور کی طرح اہمیتی سو کھا ہوا نظر آ رہا تھا لیکن اس کی موجھیں اتنی بڑی تھیں کہ ٹھوڑی سے بھی کافی نیچے تک لٹک رہی تھیں۔

”آؤ آؤ۔ خوش آمدید۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو  
کلچو تزی سے اندر داخل ہوا۔

"بڑے عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے پرنس۔ بڑے طویل عرصے بعد".... کماچو نے آگے بڑھ کر بڑے گر مجوسانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور بھر عمر ان نے اسے ساتھیوں کا تعارف بھی کرادیا۔

"صدیقی۔ سروس رومن کو کال کر کے جوس منگوالو۔" عمران نے کماچو کو بٹھاتے ہوئے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے اشتباہ میں سر ہلا دیا اور بھڑاک نے فرانکار سسوار اٹھا لیا۔

”تو آپ کا اصل نام علی عمران ہے لیکن میں آپ کو پرنس ہی کہوں



بول رہا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔  
”علی عمران۔ کون علی عمران۔ میں تو کسی علی عمران کو نہیں  
جانتا۔ کہاں سے بول رہے ہو۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے احتہانی حیرت  
بھرنے لجے میں کہا گیا۔

”پرنس آف ڈھمپ فرام پا کیشیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا  
وہ اودہ۔ پرنس آپ۔ اودہ۔ ویری سید۔ مجھے تو آپ کی آواز ہی  
پہچان لیں چاہئے تھی۔ کہاں سے بول رہے ہیں آپ۔ کیا پا کیشیا  
کے۔ .... اس بار کملچو کے لجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے چینی کے  
تاثرات بھی نمایاں تھے۔

”کیانگ سے ہی بول رہا ہوں۔ رائل ہوٹل سوت نمبر اٹھارہ  
دوسری منزل“ ... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ آپ اور ہیں۔ آپ نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ میں ایر پورٹ پر آپ کا استقبال کرتا۔ بہر حال میں آ رہا ہوں۔“ ... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے رسور رکھ دیا۔

”یہ کماچو صاحب کا کیا حدود اربعہ ہے جو پرنس آف ڈھمپ کو تو  
جانتا ہے مگر علی عمران کو نہیں جانتا۔“..... صدیقی نے حیرت بھرے لمحے  
میں کہا۔

”اس سے آج تک بحیثیت علی عمران کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔  
یہ شخص ایکریمیا میں ایک نائٹ کلب کا مالک تھا۔ وہاں اس نے ایک

گامیری زبان پر تہی چرخا ہوا ہے۔۔۔ کماچو نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”پھر جو نام میری زبان پر چرخا ہوا ہے میں وہ لوں گا تم ناراض ہو  
جاوے گے۔۔۔ شبا کو۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کماچو بے اختیار  
کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اس نام سے واقعی مجھے چڑھے کیونکہ مجھے تمبا کو سے نفرت  
ہے۔۔۔ کماچو نے ہستے ہوئے کہا۔

”پھر کماچو ہی ٹھیک ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک دیڑھ راتی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور پھر  
اس نے جوس کا ایک ایک گلاس سب کے سامنے رکھا اور ٹھراں دھکیلتا  
ہوا اپس چلا گیا۔

”آپ سہماں کیسے پرس۔۔۔ میرے لائق کوئی خدمت بتائیں۔۔۔ کماچو  
نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ایکریمیا میں ایک بظاہر غیر سرکاری تنظیم ہے کنگز۔۔۔ اس کی ایک  
انجمنٹ ہے لورین۔۔۔ وہ آج کل سپار گو کی انچارج بنی ہوئی ہے۔۔۔ کیا تم  
اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جانتا تو نہیں ہوں لیکن معلومات بہر حال مل سکتی ہیں۔۔۔ کماچو  
نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”کہاں سے حاصل کرو گے۔۔۔ عمران نے پوچھا۔  
”ایکریمیا میں میرے خاص آدمی ہیں جو ایک گھنٹے کے اندر اندر  
سب معلومات مہیا کر سکتے ہیں۔۔۔ کماچو نے کہا۔

”سپار گو میں تمہارے خاص آدمی ہیں یا نہیں۔۔۔ عمران نے  
پوچھا۔

”نہیں سپار گو کے ساتھ میرا کوئی لٹک نہیں ہے۔۔۔ کماچو نے  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو کماچو۔۔۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ سپار گو میں ایکریمیا کا میرا نکوں  
کا اڈہ ہے جو زیر زمین ہے اور خفیہ ہے مجھے اس کے بارے میں  
معلومات چاہئیں۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں کو شش کرتا ہوں۔۔۔ کماچو نے کہا اور فون کار سیور اٹھا کر  
اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے  
شروع کر دیئے۔۔۔ لاڈر کا بٹن پہلے سے ہی دبا ہوا تھا۔۔۔ اس لئے دوسری  
طرف بھنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی پھر دوسری  
طرف سے رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی۔۔۔

”ہمیری شومنگ کلب۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔۔۔

”کیانگ سے کماچو بول رہا ہوں، ہمیری۔۔۔ کیا تمہارا یہ نمبر محفوظ  
ہے۔۔۔ کماچو نے کہا۔

”ہاں بالکل محفوظ ہے۔۔۔ بولو۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔۔۔

”سپار گو میں ایکریمیا کا میرا نکوں کا خفیہ اڈہ ہے اس کے بارے میں  
 حتیٰ معلومات چاہئیں۔۔۔ رقم تمہاری مرضی کی لیکن معلومات میری  
مرضی کی ہوئی چاہئیں۔۔۔ کماچو نے کہا۔

”کس قسم کی معلومات چاہئیں جھیں۔۔۔ ہمیری نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"میری پارٹی سے بات کر لو۔ وہ تمہیں تفصیل بتا دے گی۔" - کماچو نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"مسٹر، میری۔ اس کا محل وقوع۔ اس کے خفیہ راستے۔ نقشہ وغیرہ وہاں کام کرنے والے افراد۔ جو بھی زیادہ سے زیادہ معلومات آپ مہیا کر سکیں۔" .... عمران نے لہجہ بدلت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ فون کماچو کو دیں جتاب۔" .... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے فون کماچو کے حوالے کر دیا۔

"کماچو یہ بہت لمبا کام ہے۔ اگر تم مجھے دس ہزار ڈالر دو تو میں کیانگ میں ایک آدمی کی ٹپ دے سکتا ہوں۔ وہ آدمی اس اڈے کی تعمیر میں بذات خود شامل رہا ہے اور اس کے بعد وہ چار سال تک وہاں گارڈ کا کام کرتا رہا ہے۔ پھر اسے ایک حادثہ پیش آگیا جس سے اس کا ایک بازو کٹ گیا اور اسے بھاری رقم دے کر ریٹائر کر دیا گیا۔ وہ شب سے کیانگ میں ہی رہ رہا ہے۔" .... میری نے کہا۔

"کماچو نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اشبات میں سر ہلا دیا۔ "ٹھیک ہے۔ دس ہزار ڈالر تمہیں مل جائیں گے۔" .... کماچو نے کہا۔

"اس آدمی کا نام گریننگو ہے۔ وہ کیانگ کے نواحی علاقے اتنا شا میں رہتا ہے۔ اتنا شا میں ایک چھوٹا سا ہوٹل ہے جس کا نام گرین ویلی ہے اس ہوٹل میں اس کا بڑا لڑکا جس کا نام جیکب ہے بطور ہیڈ ویز کام کرتا ہے۔ اس کے ذریعے گریننگو سے ملا جا سکتا ہے۔ تم اسے میرا نام لے

بننا۔ وہ چاہے تو مجھ سے فون پر بات کر لے۔ وہ تمہارے لئے انتہائی مفید ثابت ہو گا۔" .... میری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔" .... کماچو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ چلیں گے ساتھ یا میں گریننگو کو ہمیں لے آؤں۔" .... کماچو نے پوچھا۔

"تم اسے ٹریس کر کے ہمیں لے آؤ تاکہ میں اس سے تفصیلی بات کر سکوں۔" - عمران نے کہا تو کماچو نے اشبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گذی نکال کر کماچو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ رکھ لو۔" .... عمران نے گذی کماچو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تمہینک یو پرنس۔" .... کماچو نے سرت بھرے لہجے میں کہا اور گذی لے کر اس نے جیب میں رکھ لی اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ لوگ آرام کریں۔ میں اس سے ساری بات چیت کر لوں گا اور کل صبح یہاں سے سپار گو روشن ہوں گے۔" .... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب سوائے ٹائیگر کے سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ ٹائیگر نے عمران کے ساتھ ہی اس سوت میں رہنا تھا۔ عمران بھی اٹھ کر باقاعدہ دم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو عمران نے جو اس دوران ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف رہا تھا چونکہ کر سراٹھا یا۔ "یہ کم ان۔" .... عمران نے اوپنجی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کماجو اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچے ایک اوہ زیر عمر آدمی تھا جس کا ایک بازو کٹا ہوا تھا۔

”یہ گرینگو ہے پرنس اور گرینگو یہ پرنس ہے۔ ان کے متعلق میں پہلے ہی بتا چکا ہوں“..... کماجو نے عمران اور گرینگو کا ایک دوسرے سے تعارف کرتے ہوئے کہا اور گرینگو نے بڑے مودبانت انداز میں عمران کو سلام کیا۔

”بیٹھو۔“ عمران نے کہا اور کماجو اور گرینگو دونوں سامنے کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

”ٹائیگر۔ کافی کہہ دو۔“..... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

”یہ بس۔“..... ٹائیگر نے جواب دیا اور فون کی طرف بڑھ گیا۔

”ہاں۔ کیا کچھ بات ہوئی ہے۔“..... عمران نے کماجو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ پرنس۔ گرینگو واقعی سب کچھ جانتا ہے۔ ہمیں کے علاوہ یہ میرا بھی واقف ہے۔ یہ پوری طرح تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔“..... کماجو نے جواب دیا۔

”جناب کماجو صاحب بہت بڑے آدمی ہیں ان کا تو میرے گھر خود چل کر آجانا ہی میرے لئے اعزاز ہے۔ آپ فرمائیں آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ میں سب کچھ بتاؤں گا۔“..... گرینگو نے جواب دیا تو عمران نے اس سے میزاںلوں کے اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ یہ گفتگو تقریباً ایک گھنٹے تک

جاری رہی۔ اس دوران کافی بھی پی جاتی رہی۔

”گذشتگر یہ نکو۔ تم نے واقعی ہم سے تعاون کیا ہے۔ اس لئے تمہیں انعام بھی ملے گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو ٹائیگر نے الماری میں رکھے ہوئے بریف کیس میں سے بڑے نوٹوں کی دو گذیاں نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیں۔ عمران نے دونوں گذیاں گرینگو کی طرف بڑھا دیں۔

”اوہ۔ اوہ یہ تو بہت زیادہ ہیں۔“..... گرینگو نے یقین نہ آنے والے لمحے میں کہا۔

”یہ تمہارا انعام ہے گرینگو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گرینگو نے کرسی سے اٹھ کر سلام کیا اور پھر دونوں گذیاں باری باری اٹھا کر اپنی جیبوں میں ڈال لیں۔

”اوکے کماجو۔ تمہارا بھی بے حد شکر یہ۔ پھر واپسی پر ملاقات ہو گی۔“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا  
”میرے لائق مزید کوئی خدمت ہو تو بتائیے۔“..... کماجو نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں عمران سے مصافحہ کر کے واپس چلے گئے۔

ختم شد

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
•  
C  
O  
M

عمران سیزیر

# سپارکو

حصہ دوم

منظہر کلیم ایم، اے

یوسف برادرز پاک گیٹ  
مُلتان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی لورین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھایا۔  
لیں”..... لورین نے کہا۔

”فرانک بول رہا ہوں مادام“..... دوسری طرف سے ایک موڈبائی  
آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا پورٹ ہے“..... لورین نے چونک کر پوچھا۔

”مادام ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ کیانگ کی زیر زمین دنیا کے  
ایک آدمی کملچونے عمران سے ہوٹل میں جا کر ملاقات کی ہے اور پھر وہ  
واپس چلا گیا۔ پھر تقریباً دیڑھ دو گھنٹوں بعد وہ ایک اور آدمی گرینگو کے  
ساتھ دوبارہ عمران کے کرے میں گیا اور انہوں نے وہاں کافی دیر لگائی  
ہے۔ پھر وہ دونوں واپس چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد عمران کا ایک آدمی  
ایر پورٹ گیا ہے اور اس نے کل صبح کی فلاست سے سیٹیس ریزرو کرانی  
ہیں سپارکو کئے“..... فرانک نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اس کماجو اور گرینگو کے بارے میں تفصیل کیا ہے۔ عمران کیوں ان سے ملا ہے اور ان کے درمیان کیا باتیں ہوتی ہیں۔۔۔ لورین نے پوچھا۔

”اس کے لئے ان سے پوچھے گچھ کرنا پڑے گی اور اس کی اطلاع لا محالہ اس عمران تک پہنچ جائے گی جبکہ آپ نے منع کیا ہوا ہے کہ جب تک عمران کیانگ میں موجود ہے اسے یا اس کے ساتھیوں کو نہ چھید رجاء۔۔۔ فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ایسا کرو کہ جب عمران وہاں سے روانہ ہو جائے تو تم ان دونوں سے معلومات حاصل کر کے ماستر کلف کو رپورٹ دینا۔ وہ مجھے رپورٹ دے دے گا۔۔۔ لورین نے کہا۔

”لیں مادام۔۔۔ دوسری طرف سے فرانک نے کہا اور لورین نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبادیا اور پھر نون آنے پر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔۔۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔۔۔ لورین نے ”لورین بول رہی ہوں ماستر کلف سے بات کرو۔۔۔ لورین نے کہا۔

”لیں مادام۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لجھے میں کہا گیا۔۔۔ ”ماستر کلف بول رہا ہوں مادام۔۔۔ چند لمحوں بعد ماستر کلف کی آواز سنائی دی۔

”میرے پاس آفس میں آجاو۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ جمع

کی فلاٹ سے سپار گو آ رہا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ ان کے آنے سے پہلے تمام معاملات کو تفصیل سے ڈسکس کر لیا جائے۔۔۔ لورین نے کہا۔

”لیں مادام۔ میں حاضر ہو جاتا ہوں۔۔۔ ماستر کلف نے جواب دیا اور لورین نے رسپورٹ کھ دیا۔ پھر تقریباً اوہ ہے گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”لیں کم ان۔۔۔ لورین نے کہا تو دروازہ کھلا اور ماستر کلف اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

”بیٹھو۔۔۔ لورین نے کہا اور ماستر کلف میز کی دوسری طرف موجود کر سی پر بیٹھ گیا۔

”ماستر کلف۔ عمران اپنے پانچ ساتھیوں سمیت سپار گو آ رہا ہے اور یہ پانچوں آدمی یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں گے۔ اس لئے وہ اہتمامی تربیت یافتہ ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عمران بھی یقیناً اپنے ذہن میں کوئی خاص پلانگ لے کر آ رہا ہو گا۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ ان کے آنے سے پہلے ہم آپس میں ہربات کو تفصیل سے طے کر لیں۔۔۔ لورین نے کہا۔

”مادام۔ آپ پہلے تو مجھے یہ بتائیں کہ آپ چاہتی کیا ہیں۔۔۔ ماستر کلف نے اہتمامی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”میرا بنیادی مقصد عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمه ہے۔۔۔ لورین نے جواب دیا۔

”تو پھر اس میں پلانگ کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ پہلی بات تو یہ کہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہمارے پاس اتنے وسائل موجود ہیں کہ ہم پوری فلاست کو ہی فضائیں کریں کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسا نہ چاہیں تو ایرپورٹ پر اچانک ان پر فائر کھولا جا سکتا ہے اور اگر آپ ایسا بھی نہ چاہیں تو جن کاروں یا شیکسیوں میں وہ ایرپورٹ سے باہر آئیں انہیں اڑایا جا سکتا ہے۔

ماستر کلف نے منہ بناتے ہوئے کہا تو لورین بے اختیار ہنس پڑی۔

”اگر عمران اور اس کے ساتھی اتنی آسانی سے ہلاک ہو سکتے تو اب تک لاکھوں بار ہلاک ہو چکے ہوتے۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں ماستر کلف۔ ان کی ہزار آنکھیں ہوتی ہیں۔“ لورین نے کہا۔

”مادام میں آپ کی بات کی نفی نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ ضرور عرض کروں گا کہ آپ انہیں ضرورت سے زیادہ اہمیت دے رہی ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا ہے کہ یہاں سپارگو میں ہمارے پاس کس قدر وسائل ہیں اور کس قدر تربیت یافتہ افراد ہیں۔ وہ یہاں کسی صورت بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم جہاں چاہیں اور جس وقت چاہیں انہیں یقینی طور پر موت کے گھاث اتار سکتے ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ مجھے اجازت دے دیں اور خود ایک طرف ہٹ جائیں۔ پھر دیکھیں کہ وہ یہاں سپارگو میں کتنے سانس لیتے ہیں۔“ ماستر کلف نے کہا۔

”جبکہ میں چاہتی ہوں کہ جب وہ ہر لحاظ سے مطمئن ہو جائیں تب ان پر اچانک وار کیا جائے تاکہ ان کی موت یقینی ہو سکے۔“ لورین نے کہا۔

”میں نے عرض کیا ہے کہ آپ اپنے گروپ سمیت علیحدہ ہو جائیں

آپ ان کے ساتھ جس انداز میں چاہیں ڈیل کرتی رہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن مجھے اپنے طور پر آزاد کر دیں کہ میں انہیں جس طرح چاہوں ہلاک کروں۔ ظاہر ہے اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں آئے گی اور اگر وہ نجگئے تو وہ صرف پولیس اور میرے خلاف ہی کام کریں گے وہ آپ کے خلاف تو نہیں کریں گے اور اگر وہ ہلاک ہو گئے تو مقصد تو بہر حال آپ کا ہی پورا ہو گا۔“ ... ماستر کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم کب ان پر حملہ کرو گے۔“ لورین نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔  
”میں جہاں چاہوں گا اور جب چاہوں گا حملہ کر دوں گا۔“ ... ماستر کلف نے جواب دیا۔

”تو پھر ایسا کرو کہ ایک روز انہیں میرے ساتھ رہنے دو۔ میں اسے صاف بتاؤں گی کہ میں اور میرا اگر وہ تو ان کے خلاف کارروائی نہیں کرے گا جبکہ باقی لوگوں کی میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ دوسرے روز تمہیں اجازت ہو گی کہ تم جو چاہے کرو اور اگر اس نے تمہارے خلاف کوئی ایکشن لیا تو میں تمہارے تحفظ کے لئے بھی آگے آؤں گی۔“ لورین نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دوسرے روز ان پر اچانک وار کیا جائے تاکہ ان کی موت یقینی ہو سکے۔“ ... ماستر کلف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ چلو ایسا کر لیتے ہیں۔ میں کل رات کو واپس ایکریمیا چلی جاؤں گی اور پھر ایک ہفتے بعد واپس آؤں گی۔ اگر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

تم اس دوران انہیں ہلاک کر سکو تو کر لینا۔ لیکن اگر ایک ہفتے کے دوران تم انہیں ہلاک نہ کر سکے تو پھر میری واپسی پر تم نے یہاں سے چلے جانا ہے۔ اس کے بعد میں اپنی کارروائی کروں گی۔.... لورین نے کہا۔

آپ ایک ہفتہ کہہ رہی ہیں۔ میں دو گھنٹے بھی انہیں زندہ نہ رہنے دوں گا اور بے شک آپ نہ جائیں۔ صرف طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کے لپنے آفس میں ہی رہ جائیں۔ میرے لئے ایک دن کا وقٹہ ہی کافی ہے۔.... ماسٹر کلف نے جواب دیا۔

اوکے۔ میری طرف سے اجازت ہے اور یہ اجازت میں جھمیں اس لئے دے رہی ہوں کہ تمہیں میراں لوں کے اڈے کا علم نہیں ہے۔ اگر تمہیں علم ہوتا تو میں ہرگز تمہیں اجازت نہ دیتی۔.... لورین نے کہا۔

مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ یہاں ایک اڈہ ہے جس کا انچارج ڈاکٹر آسکر ہے اور بس۔ اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم ہے اور نہ میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔.... ماسٹر کلف نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میری طرف سے بہر حال تھمارے پاس ایک ہفتہ ہو گا۔ اس دوران تم جس طرح چاہو انہیں ہلاک کر سکتے ہو۔.... لورین نے کہا تو ماسٹر کلف ایک جھٹکے سے انھیں کر کھرا ہوا اور سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی لورین نے رسپورٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

“میں۔۔۔ رابرٹ بول رہا ہوں۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

آواز سنائی دی۔

”لورین بول رہی ہوں رابرٹ۔۔۔۔۔ لورین نے کہا۔

”لیں مادام۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”عمران اور اس کے ساتھی صحیح کی فلاٹ سے سپا رکو آ رہے ہیں۔

ماسٹر کلف انہیں فوری طور پر ہلاک کرنے پر بغض تھا لیکن مجھے معلوم ہے کہ عمران بے حد ہوشیار آدمی ہے اس لئے اگر اس پر فوری طور پر ہاتھ ڈال دیا گیا تو نہ صرف ہمیں ناکامی ہو گی بلکہ ساری پلانٹ ہی ختم ہو کر رہ جائے گی لیکن ماسٹر کلف نے جس انداز میں بات کی اس پر مجھے غصہ آگیا پڑھا نچہ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ کل کا دن وہ کوئی کارروائی نہ کرے۔ پرسوں سے اسے آزادی ہو گی کہ وہ جو چاہے کرے۔ میں کل رات عمران کو بتا دوں گی کہ میں ضروری کام کی وجہ سے ایک ہفتے کے لئے ایکریمیا جا رہی ہوں۔ اس کے بعد میں ایک ہفتے تک باہر رہوں گی لیکن تم نے اس ایک ہفتے کے دوران عمران اور اس کے ساتھیوں کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس ایک ہفتے کے دوران ہی میراں لوں کے اڈے کو تباہ کر دے۔ اگر تمہیں معمولی سا بھی شبہ ہو جائے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو پھر تم نے بھی کھل کر اس کے مقابلے پر آ جانا ہے اور انہیں ہر صورت میں ہلاک کرنا ہے۔۔۔ لورین نے کہا۔

”مادام اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں عرض کروں کہ آپ کی یہ پلانٹ عملی طور پر غلط ہے۔ عمران کے بارے میں مجھے بھی کچھ

معلومات حاصل ہیں۔ وہ اہتمائی فعال، شاطر اور تیزآدمی ہے۔ اس لئے وہ نہ ہی ماسٹر کلف کے قابو میں آئے گا اور نہ ہی اس نے آپ کی بات پر اعتقاد کرنا ہے کہ آپ ایکریمیا جا رہی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس وقت وہ بظاہر آپ کی دعوت پر آ رہا ہے اس لحاظ سے تو آپ کی ایکریمیا والپی بھی اسے مشکوک کر دے گی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ اپنی اس تجویز میں اس حد تک ترسیم کر دیں کہ اسے صاف بتا دیں کہ ماسٹر کلف اس کی جان کے درپے ہے اور خود بے شک نہ جائیں اور نہ کارروائی کریں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس کی آمد کے ساتھ ہی کھل کر اس پر پے درپے ہر طرف سے حملہ شروع کر دیں۔ ”رابرت نے کہا۔

”تم نے واقعی مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے میں سوچتی ہوں اس بات پر۔ میں دوبارہ تمہیں فون کروں گی۔“..... لورین نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کرسی کی اوپنی پشت کے ساتھ سر لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکریں ابھر آئی تھیں۔ کافی دیر تک وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔ پھر اس نے اچانک آنکھیں کھول لیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ بتارہا تھا کہ وہ کسی حتیٰ نسب پر پہنچ چکی ہے۔ رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”رائل ہوٹل۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”سپارگو سے مادام لورین بول رہی ہوں۔ آپ کے ہوٹل میں پاکیشیا کے علی عمران صاحب نہرے ہوئے ہیں۔ ان سے میری بات کر دیں۔“..... لورین نے کہا۔

”ہو لڈ آن کریں مادام۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“  
تحوڑی دیر بعد رسیور سے عمران کی چھکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”عمران۔ میں لورین بول رہی ہوں۔ مجھے تمہیں یہ بتاتے ہوئے بڑی تکلیف ہو رہی ہے کہ مجھے فوری طور پر ایکریمیا والپی جانا پڑ رہا ہے اور میں ایک ہفتے تک فارغ نہیں ہوں گی۔ اگر تم چاہو تو ایک ہفتے تک سپارگو میں لپنے طور پر تفریح کر لو یا اگر چاہو تو سپارگو کی بجائے ایکریمیا آجانا جیسے تمہاری مرضی۔ بہر حال میرا جانا اہتمائی ضروری ہے۔“..... لورین نے کہا۔

”ارے ارے ابھی تو میں مختصر ترین بارات لے کر آ رہا ہوں اور تم میدان چھوڑ رہی ہو۔ اگر پاکیشیا کے رواج کے مطابق دو چار ہزار باراتی لے کر آ جاتا تو پھر کیا ہوتا۔“..... عمران نے کہا تو لورین عبے اختیاں ہنس پڑی۔

”پھر تو شاید مجھے سپارگو نہیں بلکہ دنیا ہی چھوڑنی پڑ جاتی۔ بہر حال میں نے تمہیں اطلاع دے دی ہے۔ اب جیسے تم کہو۔“..... لورین نے کہا۔

”ویکھو لورین۔ میں تو صرف تمہاری دعوت پر سپارگو آ رہا ہوں۔“

ورہ اب مجھے وہاں کوئی کام نہیں ہے۔ اگر تم وہاں سے جا رہی ہو تو پھر میرا وہاں جانا فضول ہے اور میں واپس پاکیشیا چلا جاتا ہوں البتہ اب میری طرف سے تمہیں دعوت ہے کہ تم ایک ہفتے بعد پاکیشیا آجائو۔ میں تمہیں پاکیشیا کی سیر کراؤں گا اور یقین رکھو کہ پاکیشیا اس سپارگو سے زیادہ حسین علاقہ ہے۔..... عمران نے اس بارزیادہ سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”تمہارے لمحے سے صاف محسوس ہو رہا ہے کہ تم ناراض ہو گئے ہو لیکن میری واقعی مجبوری ہے۔..... لورین نے کہا۔

”میں ناراض نہیں ہو رہا۔ مجبوری تو ہوتی ہی ہے۔ بہر حال تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی۔ میں واقعی واپس پاکیشیا چلا جاؤں گا۔ پھر ملاقات ہو جائے گی۔..... عمران نے جواب دیا۔

”اوے۔ میرا وعدہ کہ میں پاکیشیا ضرور آؤں گی۔ گذبائی۔ لورین نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے طویل سانس لیا اور کچھ دیر خاموش بیٹھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رسیور انٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یہ فرانک بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی فرانک کی آواز سنائی دی۔

”لورین بول رہی ہوں۔..... لورین نے تحکمانہ لمحے میں کہا۔ ”یہ مادام۔..... فرانک کا ہجہ یکدم انتہائی مودباز ہو گیا۔ ”فرانک میں نے اپنی پلانٹگ تبدیل کر لی ہے اور عمران کو

کیانگ میں فون کر کے کہہ دیا ہے کہ مجھے انتہائی ضروری کام سے ایکریمیا جانا پڑ گیا ہے اس پر عمران نے بھی کہا ہے کہ وہ بھی سپارگو آنے کی بجائے واپس پاکیشیا چلا جائے گا لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ پاکیشیا جانے کا صرف ڈرامہ کرے گا اور اب وہ میک اپ میں اور خفیہ طور پر سپارگو پہنچے گا۔ اس لئے تم نے اب اس کی انتہائی سخت نگرانی کرنی ہے اور اگر عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا جائے تو پھر تم نے راستے میں پڑنے والے تمام ایئر پورٹس پر جہاں جہاں فلاٹس نے رکنا ہو پہنچنے آدمیوں کو الٹ کر دینا ہے تاکہ اگر عمران راستے میں کہیں ڈرپ ہو جائے تو ہمیں اطلاع مل جائے اور اگر وہ پاکیشیا پہنچ جائے تو پھر بھی مجھے اطلاع ملنی چاہئے اور اب تم نے مجھے سپیشل ڈائیسپرکال کر کے رپورٹ دینی ہے۔..... لورین نے کہا۔

”لیکن مادام اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے۔..... فرانک کے لمحے میں حریت تھی۔

”بس میں نے ماسٹر کلف کی باتوں کی وجہ سے اپنی پلانٹگ تبدیل کی ہے۔ اب اگر عمران سپارگو آیا تو ماسٹر کلف اپنے طور پر اور میں اپنے طور پر اس کی ہلاکت کے لئے کام کروں گی۔..... لورین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اگر مادام وہ واپس چلا گیا تب۔..... فرانک نے کہا۔

”تب پھر وہاں مشن ختم۔ پھر مشن پاکیشیا میں مکمل ہو گا۔ لورین نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ مار کر کریڈل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

دیا اور پھر ٹون آجائے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”میں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

”سپار گو“ سے لورین بول رہی ہوں۔ چیف سے بات کرو۔“..... لورین نے کہا۔

”میں مادام“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمیلو چیف بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔

”چیف۔ میں نے عمران کے خلاف اپنی پلاتنگ تبدیل کر لی ہے۔“..... لورین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

”اس کی وجہ“..... چیف کا ہجھ سخت ہو گیا تھا۔

”چیف۔ دراصل ماسٹر کلف کی باتیں سن کر مجھے یہ خیال آیا کہ عمران کو اس انداز میں ڈیل کرنا زیادہ مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے کیوں نہ اسے کھل کر ڈیل کیا جائے۔ مقصد تو بہر حال اس کی ہلاکت ہی ہے۔“..... لورین نے کہا۔

”لیکن اس طرح تمہارے لئے کام زیادہ مشکل ہو جائے گا کیونکہ عمران اب ہر لحاظ سے چوکنا ہو کر آئے گا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ہر لحاظ سے اس مشن میں آزاد رکھنا چاہتا ہوں۔ بس مجھے مشن میں کامیابی چاہئے۔“..... چیف نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں چیف۔“..... لورین نے کہا۔

”لیکن اگر عمران واقعی واپس چلا گیا تو پھر اسرا نیلی حکام کا مقصد تو پورا نہیں ہو گا۔“..... چیف نے کہا۔

”پھر میرا خیال ہے کہ میں خود اپنے گروپ کے ساتھ پاکیشیا چلی جاؤں گی۔“..... لورین نے کہا۔

”بہر حال اگر ایسا ہوا تو بعد میں دیکھ لیں گے۔ عمران کی سپار گو آمد ہی بتا رہی ہے کہ اس کا مشن میرا نکوں کے اڈے کی تباہی ہے ورنہ وہ جس ٹائپ کا آدمی ہے وہ صرف تمہاری دعوت پر دوڑ کر نہیں آسکتا۔“..... چیف نے کہا۔

”میں بھی بھجتی ہوں یہ بات۔ اس لئے تو میں نے پلاتنگ تبدیل کی ہے۔“..... لورین نے جواب دیا اور دوسری طرف سے چیف نے او کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو لورین نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”میں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”لورین بول رہی ہوں۔ ماسٹر کلف سے بات کرو۔“..... لورین نے کہا۔

”میں مادام“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ماسٹر کلف بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ماسٹر کلف کی آواز سنائی دی۔

”ماسٹر کلف۔ میں نے اپنی پلاتنگ تبدیل کر لی ہے۔ اب میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ایک ہفتے تک انڈر گراؤنڈر ہوں گی۔ تم اس دوران عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جس طرح چاہو کام کر لو۔ بشرطیکہ عمران اب سپار گو آیا تو۔۔۔ لورین نے کہا۔

لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ وہ صحیح کی فلاںٹ سے آ رہا ہے۔۔۔ ماسٹر کلف نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

ہاں پہلے آ رہا تھا لیکن پھر میری اس سے فون پر بات ہوئی ہے اور میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ میں انتہائی ضروری کام کے لئے فوری طور پر ایکریمیا جا رہی ہوں اس پر اس نے کہا ہے کہ وہ صرف میری دعوت پر آ رہا تھا۔ اگر میں ایکریمیا جا رہی ہوں تو وہ بھی پاکیشیا والپس چلا جائے گا لیکن مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ پاکیشیا والپس جانے کا صرف ڈرامہ ہی کرے گا اور لا محالہ یہاں آئے گا لہتہ اب وہ میک اپ میں آئے گا۔ میرے آدمی اس کی وہاں کیانگ میں نگرانی کر رہے ہیں۔ جسیے ہی مجھے اس کی یہاں آمد کی اطلاع ملی میں تمہیں اطلاع کر دوں گی اور اس کے یہاں پہنچنے کے ایک ہفتے تک کوئی کارروائی نہ کروں گی۔۔۔ تم اپنی کوشش کر لینا جب تم اپنی ناکامی کا اعلان کر دو گے تو پھر میں اپنی کارروائی کا آغاز کروں گی۔۔۔ لورین نے کہا۔

آپ کو اسے فون نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس طرح وہ ہوشیار ہو جائے گا۔ بہر حال پھر بھی وہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا آپ کو ابھی معلوم ہی نہیں مادام کہ یہاں میں نے کیسے کیے کیے انتظامات کر رکھے ہیں۔ سپار گو کی فضائیں اڑنے والی ایک مکھی بھی میری نظرؤں سے

او جھل نہیں رہ سکتی۔ عمران تو پھر بھی ایک آدمی ہے۔۔۔ ماسٹر کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے۔۔۔ وش یو گذلک۔۔۔“ لورین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”جب تم عمران سے نکراوے گے تب تمہیں معلوم ہو گا کہ وہ کیا چیز ہے۔۔۔ اگر میں اسے فون نہ کرتی اور وہ غفلت میں مارا جاتا تو میرے خصیم پر تمام عمر بوجھ ہی رہتا۔۔۔“ لورین نے بڑداتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سپار گو پہنچ کر وہاں اودھم مچانا تھا اور اس وقت تک اودھم مچانا تھا جب تک کہ دونوں پارٹیاں اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد ان تینوں پارٹیوں نے علیحدہ علیحدہ ایکریمیا پہنچ کر اکٹھے ہونا تھا اور پھر وہاں بھیثیت پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی موجودگی کو ظاہر کرنا تھا اور پھر وہیں سے ان بھوں کو ڈی چارج کر کے میراں لوں کے اڈے - فیکٹری اور لیبارٹری کو تباہ کرنا تھا تاکہ اس کا الزام کسی صورت بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس پر نہ آسکے بلکہ اسے شوگرانی ہیجنٹوں کا ہی کار نامہ سمجھا جائے۔ عمران نے صدیقی اور چوہاں کو ایک ہفتے کا وقت دیا تھا اور اس ایک ہفتے کے دوران انہیں ہر قیمت پر اپنا مشن کامل کرنا تھا اس کے بعد ان کی واپسی ہو جانی تھی کماجو کے آدمی گرینگو سے ملنے والی معلومات عمران نے صدیقی اور چوہاں اور دوسرے ساتھیوں کو تفصیل سے بتا دی تھیں اور اس سلسلے میں پوری طرح بحث کر کے اس نے انہیں ہر لحاظ سے مشن کے لئے تیار کر دیا تھا۔ گرینگو نے سپار گو میں ماسٹر کلف اور اس کے آدمیوں کے بارے میں بھی تفصیلات بتائی تھیں جو عمران نے ان سب کو بتا دی تھیں چنانچہ اس پلان کے تحت اس وقت صدیقی اور چوہاں ایکریمیا سے سپار گو پہنچے تھے۔ وہ نہ صرف ایکریمین میک اپ میں تھے بلکہ ان کے پاس ایکریمیا سے تیار کردہ ایسے کاغذات بھی تھے جن کی اگر ایکریمیا سے تصدیق کی جاتی تو انہیں درست قرار دیا جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران نے خود ان کے پھروں پر خصوصی ساخت کا پرماست میک اپ کر دیا تھا۔ تاکہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

صدیقی اور چوہاں بڑی حریت بھری نظر وہ سپار گو ایئر پورٹ کو دیکھتے ہوئے باہر آ رہے تھے۔ وہ ابھی ایکریمیا سے آنے والی ایک فلاٹ پر سپار گو پہنچے تھے اور اس وقت وہ دونوں ہی ایکریمین میک اپ میں تھے۔ لورین کی کال آنے کے بعد کہ وہ ایکریمیا واپس جا رہی ہے۔ عمران نے بھی اپنی پلانٹگ تبدیل کر لی تھی۔ اس نے جو نیا پلان بنایا تھا اس کے مطابق وہ کیانگ سے واپس پاکیشیا پہنچے اور پھر پاکیشیا سے میک اپ وغیرہ کر کے وہ سب علیحدہ علیحدہ دو دو کی ٹولیوں میں تقسیم ہو کر ایکریمیا پہنچے تھے۔ عمران نے اس مشن کو مکمل طور پر تین حصوں تقسیم کر دیا تھا۔ صدیقی اور چوہاں کے ذمے میراں لوں کے اڈے میں ایک خصوصی وائر لسیں چار جر بم پہنچانا تھا جبکہ خاور اور نعمانی کے ذمے میراں لوں کی فیکٹری اور لیبارٹری کوڑیں کر کے اس کے اندر بھی ویسا ہی بم پہنچانا تھا جبکہ عمران نے ٹائیگر سمیت اینے اصلی روپ میں

میک اپ چک کرنے والی مشینوں کو ڈاچ دیا جاسکے۔ صدیقی اس وقت رابرٹ اور چوہان ہیری کے ناموں سے سپارگو چنچے تھے اور کاغذات کی رو سے ان دونوں کا تعلق ایکریمیا کے ایک الیے ادارے سے تھا جو پوری دنیا میں نایاب قسم کی جڑی بوشیاں تلاش کر کے انہیں سرکاری اور غیر سرکاری ریسرچ لیبیارٹریوں کو فروخت کرتا تھا۔ صدیقی اور چوہان بھی الیسی ہی جڑی بوشیوں کی تلاش میں سپارگو آئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ خاور اور نعمانی بھی مختلف میک اپ میں اسی فلاست پر ہی سپارگو آئے ہوں گے لیکن چونکہ عمران نے ان کا میک اپ علیحدہ کیا تھا اس لئے انہیں ان کے متعلق علم نہ تھا البتہ چونکہ عمران نے بتایا تھا کہ وہ چاروں اسی فلاست سے سپارگو جا رہے ہیں۔ اس لئے انہیں بہر حال یہ معلوم تھا کہ وہ دونوں بھی اسی فلاست سے سپارگو ہنچے ہوں گے جبکہ عمران نے نائیگر سمیت بعد کی کسی فلاست سے یہاں چہنچنا تھا۔ ایرپورٹ سے باہر آگر وہ دونوں شیکسی شینڈ کی طرف بڑھ گئے۔

”لگڑی ہو ٹل چلو“..... صدیقی نے شیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی چوہان بھی بیٹھ گیا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں بریف کیس تھے جو انہوں نے لپنے پیروں میں رکھ لئے تھے۔ ”یہاں میڑو نہیں چلتے جتاب۔ اس لئے ہو ٹل تک کا کرایہ پچاس ڈالر ہو گا“..... شیکسی ڈرائیور نے مذکر ان دونوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ٹھیک ہے چلو“..... صدیقی نے کہا تو شیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک جھنکے سے شیکسی آگے بڑھا دی۔ ”یہاں نایاب قسم کی جڑی بوشیاں کہاں مل سکیں گی“..... صدیقی نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور بے اختیار چونک پڑا۔ ”نایاب جڑی بوشیاں۔ تو آپ یہاں جڑی بوشیوں کی تلاش میں آئے ہیں“..... ڈرائیور نے ہنسنے لئے ہوئے کہا۔ ”ہاں۔ کیوں۔ کیا جڑی بوشیوں کی تلاش جرم ہے“..... صدیقی نے شاید اس کے ہنسنے کی وجہ سے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”اوہ نہیں جتاب۔ دراصل مجھے ہنسی اس لئے آئی تھی کہ پوری دنیا سے لوگ سپارگو میں حسین لڑکیوں کی تلاش میں آتے ہیں اور آپ جڑی بوشیاں تلاش کرنے آتے ہیں“..... ڈرائیور نے جواب دیا۔ ”اپنی اپنی فیلڈ ہے مسٹر ڈرائیور۔ ہمیں ایک بھی نئی جڑی بوٹی مل جائے تو ہمیں اس کا استامعاوضہ مل جاتا ہے کہ حسین لڑکیاں ہمارے قدموں کی خاک چھاننے پر مجبور ہو سکتی ہیں“..... صدیقی نے جواب دیا تو ڈرائیور نے بے اختیار سر ہلا دیا۔ ”ٹھیک ہے جتاب۔ ولیے میں نے کبھی خیال تو نہیں کیا لیکن یہاں شمالی حصے میں قدیم جنگلات موجود ہیں جنہیں ان کی اصل حالت میں رکھا گیا ہے۔ میرا خیال ہے ان جنگلات میں ہی جڑی بوشیاں مل سکتی ہیں“..... ڈرائیور نے جواب دیا۔ ”ان جنگلات میں گھومنے پھرنے کی کوئی سہولت بھی ہے یا

سکے گی۔۔۔ ڈرائیور نے ایک شیڈ کے نیچے ٹیکسی لے جا کر رکھتے ہوئے کہا۔

”تم ہمارا یہاں انتظار کرو گے۔۔۔ صدیقی نے ٹیکسی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا اور صدیقی اور چوہاں ٹیکسی سے اتر آئے۔ انہوں نے اپنے اپنے بریف کیس بھی اٹھا لئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک بڑے ہال میں لے جایا گیا۔ ان کے بریف کیس ان سے لے لئے گئے اور ان پر نمبر لگا کر ان نمبروں کی باقاعدہ رسید بھی انہیں دے دی گئی۔ پھر انہیں باری باری مختلف کروں میں لے جایا گیا۔ ان کی جسمانی تلاشی لی گئی۔ مشینوں کے ذریعے ان کے جسموں کی چیکنگ کی گئی حتیٰ کہ ان کے دانتوں کو بھی جدید مشیزی کے ذریعے چیک کیا گیا۔ اہتاںی جدید ترین مشیزی کے ذریعے ان کے میک اپ چیک کئے گئے اور پھر آخری کمرے میں انہیں ان کے بریف کیس بھی مل گئے اور کاغذات بھی۔ جن پر او کے کی مہریں موجود تھیں اور ساتھ ہی چیکنگ کارڈ بھی اور پھر وہ دونوں اپنے اپنے بریف کیس اٹھائے واپس اس شیڈ میں پہنچ گئے جہاں ان کی ٹیکسی موجود تھی اور اس کا ڈرائیور باہر کھڑا سکریٹ پی رہا تھا۔ وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے تو ڈرائیور نے آگر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر ٹیکسی اس عمارت سے نکل کر دوبارہ شہر کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لگڑی ہوٹل کی عظیم الشان عمارت میں پہنچ چکے تھے۔ ٹیکسی

نہیں۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

”جتاب وہاں جگہ خصوصی ہش بنائے گئے ہیں جہاں جوڑے جا کر رہتے ہیں۔ باقاعدہ سڑکیں بھی بنی ہوئی ہیں ہر سہولت موجود ہے لیکن اس کے باوجود ان جنگلات کا خاص ابڑا حصہ ابھی تک اہتاںی دشوار گزار اور گھناء ہے۔ پسیل تو وہاں تک پہنچا جاسکتا ہے۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان جنگلات کے مرکزی علاقے کا کیا نام ہے۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

”رابن کمپلیکس۔ یہ ان جنگلات کا مرکزی علاقہ ہے۔ وہاں ہوٹل کیفے۔ پسروں پر پہ بھی موجود ہیں اور وہاں سے جنگلات میں موجود ہش بھی کراچی پر حاصل کیے جاسکتے ہیں۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکسی ایک عمارت کے کپاؤنڈ گیٹ میں موز دی۔

”یہ لگڑی ہوٹل ہے۔۔۔ صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”نہیں جتاب۔ یہ چیکنگ سٹریٹ ہے۔ قانون کے مطابق آپ کی یہاں چیکنگ ہو گی اور پھر آپ کے کاغذات پر او کے کی مہر بھی لگ جائے گی اور آپ کو ایک کارڈ بھی دے دیا جائے گا۔ اس کارڈ کی وجہ سے پھر پورے سپار گو میں آپ کی کہیں بھی چیکنگ نہ ہو گی اور قانون کے مطابق سپار گو آنے والے ہر شخص کی چیکنگ یہاں ہوئی ضروری ہے ورنہ ہوٹل تو کیا پورے سپار گو میں آپ کو کہیں بھی کوئی جگہ نہ مل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سے اتر کر صدیقی نے کرایہ کے علاوہ ٹپ بھی دنی اور پھر بریف کمیں اٹھائے وہ دونوں ہوٹل کے میں گیٹ میں داخل ہو گئے۔ ہوٹل کا ہال بے حد و سیع و عریض تھا اور اسے احتہانی خوبصورت انداز میں سجا�ا گیا تھا۔ ہال عورتوں اور مردوں سے تقریباً بھرا ہوا تھا۔ عورتوں اور مردوں کے لباس اور جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اسے دیکھ کر صدیقی اور چوہان دونوں کے چہرے بگڑ گئے ایک بار تو ان کا دل چاہا کہ اس پورے ہوٹل کو ہی بم سے اڑا دیا جائے لیکن پھر انہیں خیال آیا کہ سپارگو میں تو ہر جگہ اسی طرح شیطان کھل کر ناج رہا ہو گا۔ وہ کہاں کہاں بم ماریں گے۔ اس لئے وہ خون کے گھونٹ پیتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ جہاں چار لڑکیاں کھڑی ہنس رہی تھیں۔ ان کے جسموں پر بھی لباس تقریباً نہ ہونے کے برابر تھے۔ ان کے کمرے چونکہ پہلے سے بک تھے اس لئے ان دونوں کے کاغذات دیکھ کر لڑکیوں نے انہیں دو کروں کی چابیاں دے دیں اور اس کے ساتھ ہی دولڑ کیاں ان کے بریف کمیں اٹھائے انہیں ساتھ لے کر دوسری منزل پران کے کمروں کی طرف بڑھ گئیں۔

”اور ہمارے لائق کوئی خدمت“.... لڑکیوں نے بڑے لاذ بھرے لجھ میں کہا۔

”تحینک یو“.... صدیقی نے لٹھ مار سے لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا اور لڑکیوں کے چہروں پر ناگواری کے تاثرات نمودار ہوئے اور پھر وہ واپس چل گئیں۔

”لاحوال ولاقوة۔ یہ، ہوٹل یا تجہبہ خانہ“.... صدیقی نے دروازہ بند کر کے واپس مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بریف کمیں کو میز پر رکھ کر اسے کھولا اور اس کے اندر رکھا ہوا ایک سگریٹ کا پیکٹ باہر نکالا۔ اسے کھول کر اس نے ایک سگریٹ باہر نکالا اور سگریٹ کے فلٹر والے حصے کو اس نے میز پر دو تین بار آہستہ سے مارا اور پھر وہ اس سگریٹ کو لے کر کمرے کے ایک ایک کونے کو چیک کرنے لگا۔ یہ ایک خاص ساخت کا گائیکر تھا۔ بریف کمیں میں ان کی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی لیکن انہیں اس انداز میں رکھا گیا تھا کہ بظاہر وہ عام استعمال کی چیزیں نظر آتی تھیں اور ان پر ایسے مخصوص مادے چڑھائے گئے تھے کہ مشیزی کے ذریعے انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس سگریٹ نما مخصوص گائیکر کی مدد سے صدیقی نے کمرے کا ایک ایک کونہ چیک کیا۔ باقہ روم کو بھی اس نے اچھی طرح چیک کیا اور پھر جب اس کی پوری طرح تسلی ہو گئی کہ کمرے میں کسی قسم کا کوئی ڈکٹافون موجود نہیں ہے تو اس نے سگریٹ کے تمباکو والے حصے کو میز پر دو تین بار مخصوص انداز میں مارا اور پھر سگریٹ کو واپس پیکٹ میں رکھ کر اس نے پیکٹ کو واپس بریف کمیں میں رکھ دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور چوہان اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

”کیا ہوا۔ تمہارے چہرے پر بارہ کیوں نج رہے ہیں“.... چوہان نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"سب او کے ہے۔ اس لئے کھل کر بات کر سکتے ہو۔" صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ جو کچھ چوہان نے کہا تھا وہ کوڈ میں تھا۔" میں نے بھی چینگ کر لی ہے۔ میرا کمرہ بھی او کے ہے لیکن صدیقی میہاں ہمارا زیادہ دیر تک رہنا تو مشکل ہے۔ یہ تو شیطانی جزیرہ ہے۔" چوہان نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں بھی سوچ رہا ہوں اور اب مجھے خیال آرہا ہے کہ عمران صاحب جو لیا کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے۔" صدیقی نے کہا اور چوہان نے اشبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی۔ صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"لیں۔" صدیقی نے خالصاً ایکریمی لمحے میں کہا۔

"میں سروس روم سے بول رہا ہوں جتاب ہم آپ کو اپنے ہوٹل میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر آپ کو ساتھی کی ضرورت ہو تو ہمارے پاس ایک ہزار اہتمامی خوبصورت اور تربیت یافتہ لڑکیاں موجود ہیں ان کی تصویروں کا الیم آپ کے کمرے کی الماری کے سب سے نچلے خانے میں موجود ہے۔ اس میں نمبر بھی لگے ہوئے ہیں جو لڑکی آپ کو پسند ہو۔ آپ ہمیں اطلاع کر دیں ہم آپ کو ساتھی بھیجوادیں گے۔ اس کے علاوہ جتاب ہر قسم کی منشیات بھی سپلانی ہو سکتی ہیں اور شراب بھی اور اس کے علاوہ بھی جو آپ چاہیں آپ کو ہمارے ہوٹل میں مل سکتا ہے۔" سروس روم سے بولنے والے نے پوری تقریر کرتے ہوئے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کہا۔

"ہم میہاں نایاب جڑی بوئیوں کی تلاش میں آئے ہیں۔ ہمیں ان لغویات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اس لئے آپ آئندہ فون نہیں کریں گے۔" صدیقی نے اہتمامی سخت لمحے میں کہا اور رسیور کھو دیا۔ "ناسنس۔" صدیقی نے بے اختیار ہو کر کہا تو چوہان بے اختیار بنس پڑا۔

"ایک بات کہوں میہاں پاکیشیائی بن کر ہم نہیں رہ سکیں گے۔ میہاں ہمیں ایکریمیں بن کر ہی رہنا پڑے گا ورنہ ہم مشکوک ہو جائیں گے۔" چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم بھی ان لغویات میں پڑ جائیں۔" صدیقی نے غصیلے لمحے میں کہا۔

"نہیں۔ میرا یہ مطلب کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ میں تو تم سے بھی زیادہ ان لغویات سے نفرت کرتا ہوں لیکن اس طرح بات بات پر ناک بھوں چڑھانا اور پچھرے پر ناگواری اور نفرت کے تاثرات لے آنا بھی تو ہمارے موجودہ میک آپ کے مطابق غلط ہے۔" چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ دراصل میہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے علاوہ جتاب ہر قسم کی منشیات بھی سپلانی ہو سکتی ہیں اور شراب بھی اور اس کے علاوہ بھی جو آپ چاہیں آپ کو ہمارے ہوٹل میں مل سکتا ہے۔" صدیقی نے کہا لیکن اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے

کو دیکھ رہا تھا۔

”تم کون ہو مسٹر؟..... عمران نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔  
”پہلے تم اپنا تعارف کراؤ۔ تم تو ایشیائی لگ رہے ہو۔..... صدیقی  
نے کہا۔

”میرانام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔“..... عمران  
نے جواب دیا۔

”میرا نام را برش ہے اور یہ میرا ساتھی ہے، ہمیں۔ ہم تو ہوش لگڑی میں اپنے کرے میں موجود تھے کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز کرے میں پھینکی اور ہم بے ہوش ہو گئے۔ اب سہاں ہوش آیا ہے۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"اسی لمکے چوہا نے بھی کر لئتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”تم لوگ کیا کام کرتے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”ہم ایکریمیا کے ایک ادارے سے وابستہ ہیں۔ ہمارا کام نایاب جرمی بو شیاں تلاش کرنا ہے۔ لیکن میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہم کہاں ہیں اور کسیوں ہمسر اس طرح حکردا گئے۔“ صدقۃ نے کہا۔

”یہی بات میری سمجھے میں نہیں آ رہی۔ میں اور میرا ساتھی ڈائیگر دونوں سیاح ہیں۔ ہم بھی ہو ٹل تھری شار میں اپنے کمرے میں موجود تھے کہ اچانک چھت سے دھواں سائلکلا اور ہمارے ذہن تاریک ہو گئے اور اب ہماں ہوش آیا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”ہمارے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔“..... اچانک آخری سرے پر بیٹھے

کھلا۔ وہ دونوں چونک کر دروازے کی طرف مڑے دروازے پر ایک نوجوان موجود تھا۔ دوسرے لمحے اس نوجوان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز فرش پر ماری اور بھلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔ صدیقی اور چوہاں نے فوراً ہی سانس روکے اور اٹھ کھڑے ہوئے لیکن دوسرے لمحے صدیقی کو محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کو کسی نے انتہائی تیز چلتے ہوئے سینگ فین کے ساتھ باندھ دیا ہو۔ چند لمحوں تک اس کے ذہن میں یہ احساس باقی رہا پھر اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی پھر جس طرح اندر ہیرے میں روشنی کے نقطے پیدا ہوتے ہیں اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کے نقطے پیدا ہونے شروع ہو گئے اور پھر ان نقطوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ پھر جب اس کے ذہن میں روشنی پوری طرح پھیل گئی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن آنکھیں کھلنے کے باوجود اس کے شعور کو پوری طرح بیدار ہونے میں چند لمحے لگ گئے۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا کہ اس کا جسم راذہ میں جکڑا ہوا ہے۔ اس نے گردن گھمائی تو دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے ساتھ والی کرسی پر تو چوہاں بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے بعد دو کرسیوں پر عمران اور ما سیگرا پنی اصل شکلوں میں اور اس کے بعد دو کرسیوں پر دو ایکریمین موجود تھے۔ عمران ہوش میں تھا اور اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں خشاسائی کی کوئی چمک موجود نہ تھی۔ وہ بڑی اجنبی نظروں سے صدیقی

ہونے ایکری بی نے کہا لیکن اس کا مخصوص قد و قاست بتا رہا تھا کہ وہ نعمانی ہے۔

”آپ کون صاحب ہیں“..... عمران نے گردن موز کر کہا۔ نعمانی کے ساتھ خاور بھی ہوش میں آگیا تھا۔ ادھر نائیگر کے جسم میں بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہو رہے تھے۔

”میرا نام جانن ہے اور یہ میرا ساتھی ہے اس کا نام رافیل ہے۔ ہم سیاحت کے لئے آج ہی یہاں آئے ہیں حالانکہ چینگ شر میں ہمیں باقاعدہ طور پر چیک کیا گیا لیکن پھر ہو مل ریڈ مون میں ہمارے کمرے میں کوئی چیز پھینکی گئی اور ہم بے ہوش ہو گئے اور اب یہاں ہوش آیا ہے“..... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حریت ہے۔ آخر یہ سب کیا چکر ہے“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سلم منے دیوار میں موجود دروازہ کھلا اور وہ سب چونک کر اس دروازے کو دیکھنے لگے۔ دروازے میں ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور اس کے جسم پر پولیس کی یونیفارم تھی۔ وہ اندر داخل ہو کر خاموشی سے ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔

”پولیس۔ تو کیا ہم پولیس کی قید میں ہیں۔ مگر کیوں“..... صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی پولیس کی قید میں ہو۔ کیونکہ تم سب ایک دوسرے کے ساتھی ہو۔ تم پاکیشیاً ہو اور تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔“

اجھی بادام مادرین کے ساتھ آ رہا ہے۔ پھر تم سب کو یہاں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔“..... اس نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیاً۔ لیکن پاکیشیاً تو یہ دونوں ہیں۔ ہم تو ایکری میں ہیں“..... صدیقی نے کہا۔

”تم لوگوں نے شاید سپار گو کی پولیس کو احمد سمجھ رکھا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تمہارے میک اپ چیک نہیں کئے جاسکے لیکن سپار گو میں تو مکھی کی بھنبھناہٹ بھی باقاعدہ چیک کی جاتی ہے۔“..... تم سب نے ہوٹلوں کے کمروں میں بیٹھ کر جو جو باتیں کی ہیں ان کی ٹیپس ماسٹر کلف کے پاس موجود ہیں۔“..... تم نے یقیناً ان کمروں کو محفوظ سمجھ کر بات چیت کی، ہو گی لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سپار گو کے ہر ہوٹل کے کمرے۔ ہر کلب۔ ہر رہائش گاہ میں ایسی جدید مشیزی نصب ہے کہ جسے چیک نہیں کیا جا سکتا لیکن وہاں زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ باقاعدہ سن جاتا ہے۔ چیک کیا جاتا ہے اور تم سب نے اپنے اپنے ہوٹلوں میں جو جو بات چیت کی ہے اس کے مطابق تم سب ایک دوسرے کے ساتھی ہو اور تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم یہاں تخریب کاری کے لئے آئے ہو۔ پہلے تو ماسٹر کلف نے حکم دیا تھا کہ تم لوگ جہاں بھی نظر آؤ۔ تمہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے لیکن پھر اس نے اپنے حکم میں تبدیلی کر دی کیونکہ وہ مادرم لورین کو بتانا چاہتا تھا کہ جن لوگوں سے مادرم لورین اس قدر خائف تھی وہ اس کے مقابل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔۔۔ نوجوان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے

کہا۔۔۔ "تمہارا کیا نام ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔۔۔

"میرا نام رچڑھ ہے۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔۔۔

"مادام لورین تو ایکریمیا چلی گئی تھی۔۔۔ کیا اب وہ ایکریمیا سے واپس آرہی ہے۔۔۔ عمران نے پوچھا۔۔۔

"وہ ایکریمیا نہیں گئی تھی۔۔۔ اس نے صرف تمہیں ایکریمیا جانے کے لئے کہا تھا۔۔۔ وہ مہیں موجود ہے۔۔۔ رچڑھ نے کہا۔۔۔

"مادام لورین تم سے بے حد خائف ہے۔۔۔ وہ تم سے دوستی کر کے اچانک تم پر حملہ کر کے تمہیں ہلاک کرنا چاہتی تھی لیکن ماسٹر کلف چاہتا تھا کہ تم پر تابذ توڑا اور کھل کر حملے کئے جائیں جس پر مادام لورین نے ماسٹر کلف کو ایک ہفتے کی مہلت دے دی اور تمہیں کہہ دیا کہ وہ ایکریمیا جا رہی ہے اب دیکھو ماسٹر کلف نے تمہیں سارے گوئیں داخل ہوتے ہی نہ صرف ٹریس کر لیا بلکہ جکڑ بھی لیا۔۔۔ رچڑھ نے کہا۔۔۔

"تمہیں ان تمام باتوں کا پوری طرح علم ہے۔۔۔ کیا تم ماسٹر کلف کے نائب ہو۔۔۔ عمران نے کہا۔۔۔

"ہاں میں ماسٹر کلف کا نمبر ٹو ہوں اور یہ ہمارا خاص اڈہ ہے مجھے ماسٹر کلف نے خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ میں خود یہاں تمہارے ہوش میں آنے پر تمہاری نگرانی کروں۔۔۔ اس لئے میں یہاں آیا ہوں۔۔۔"

رچڑھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔

"باس سچیف کافون ہے۔۔۔ آنے والے نوجوان نے رچڑھ سے کہا۔۔۔

"اوہ اچھا۔۔۔ رچڑھ نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے پیچے اطلاع دینے والا نوجوان بھی باہر نکل گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہماری تمام پلانگ مکمل طور پر فیل ہو گئی ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"ظاہر ہے حالانکہ میں نے کمرے کو گائیگر سے چیک کیا تھا لیکن نجات دہاں کیسی مشیزی نصب تھی بہر حال اب ان کے آنے سے پہلے ہمیں ان کرسیوں سے نجات حاصل کرنی ہے۔۔۔ صدیقی نے کہا۔۔۔

"اچھا تو تم ابھی تک سوچ ہی رہے ہو۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد موجود راذغائب ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے انتہائی پھرتی ہے دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر اسی طرح دوڑتا ہوا واپس آیا اور پھر اس نے ہر کرسی کے عقب میں جا کر بٹن پر لیں کئے تو کھٹک کھٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی راذغائب ہوتے چلے گئے۔۔۔ چند ہی لمحوں بعد صدیقی سمیت سب ساتھی راذغہ کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔

"سن۔۔۔ اب کھلی جنگ شروع ہو چکی ہے اور فون آنے کا مطلب ہے کہ مادام لورین نے آنے سے انکار کر دیا ہو گا اب ایک ہی صورت ہے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کہ ہمیں اس ہیڈ کو اڑپر قبضہ کرنا ہوگا اور اس ماسٹر کلف کو قابو میں کرنا ہوگا۔..... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کالاک کھولا ہی تھا کہ اسے دور سے تیز تیز قدموں کی آوازیں دروازے کی طرف بڑھتی سنائی دیں۔

”سائیڈ پر ہو جاؤ۔۔۔ آنے والا ایک ہی ہے اور ہم نے اسے زندہ پکڑنا ہے۔۔۔“..... عمران نے آہستہ سے کہا اور تیزی سے دروازے کے ساتھ دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا باقی ساتھی بھی تیزی سے سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمجھ دروازہ کھلا اور رچرڈ ہاتھ میں مشین گن پکڑے تیزی سے اندر داخل ہوا لیکن اس سے پہلے کہ خالی کر سیاں دیکھ کر وہ اچھلتا عمران اس پر چھپت پڑا اور اس کے ساتھ ہی نائیگر نے بھلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ سے مشین گن چھپت لی۔ دوسرے لمجھ رچرڈ ہوا میں اچھلا اور چھتنا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور رچرڈ ک جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں مکمل ہو گیا تھا۔

”ہمیں اور اسلحہ بھی حاصل کرنا ہوگا۔ نجانے یہاں اور کتنے لوگ موجود ہوں۔۔۔“..... عمران نے کہا اور پھر نائیگر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ دروازے سے باہر نکل گیا نائیگر جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی تیزی سے اس کے بیچھے باہر چلا گیا۔

”عمران صاحب نے بیچھے اشارہ نہیں کیا حالانکہ میرا خیال ہے کہ اب ہمارا علیحدہ رہنا بے کار ہو چکا ہے۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”شاپید وہ افراد کی زیادہ بھیڑ بہرنے لے جانا چاہتے ہوں۔۔۔“..... چوہاں نے کہا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد عمران واپس آگیا۔

”یہاں آئٹھ افراد تھے میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے یہاں اسلحہ بھی موجود ہے تم باہر جاؤ اور ان میں سے جس جس کی یونیفارم تمہیں فٹ آئے وہ بہن لو اور اسلحہ بھی لے لو میں اس دوران اس رچرڈ سے ضروری معلومات حاصل کر لوں پھر ہمیں فوری یہاں سے نکلا ہوگا۔“..... عمران نے کہا اور اس نے جھک کر فرش پر پڑا ہوئے بے ہوش رچرڈ کو اٹھا کر کر سی پر ڈالا تو صدیقی نے کرسی کے پیچھے جا کر بٹن پریس کر دیا اور رچرڈ کا بے ہوش جسم راذز میں جکڑا گیا جبکہ باقی ساتھی تیزی سے باہر چلے گئے تھے۔ لیکن صدیقی وہیں رک گیا تھا تاکہ عمران کا ہاتھ بٹا کے لیکن اسی لمجھ جب باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ دونوں بھی چونک پڑے۔ دوسرے لمجھ چوہاں ہاتھ میں ایک کارڈ میں فون پیس اٹھائے اندر داخل ہوا۔ فون پیس سے گھنٹی کی مخصوص آوازیں نکل رہی تھیں۔

”کال ہے۔۔۔“..... چوہاں نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

”لیں رچرڈ بول رہا ہوں۔۔۔“..... عمران نے رچرڈ کی آواز اور لمجھ میں کہا۔

”کیا بات ہے کال رسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے تم نے۔۔۔“..... دوسری طرف سے ایک سخت اور چھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"تم۔ تم لوگ کیسے آزاد ہو گئے کیا تم جادوگر ہو۔" رچڑنے انتہائی حریت بھرے لبجے میں کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو۔ یہ ترکیب اگر تم زندہ رہے تو تمہیں بتا دیں گے تم مجھے بتاؤ کہ تمہیں ماسٹر کلف نے کال کر کے کیا حکم دیا تھا۔ وہ خود کیوں نہیں آیا مادام لورین کے ساتھ۔" عمران نے سرد لبجے میں کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ مادام لورین نے اس اڈے پر آنے سے انکار کر دیا ہے اس نے کہا کہ جب تک تم لوگ لاشون میں تبدیل نہیں ہو جاتے اس وقت تک تمہارے پاس جانا خطرناک ہے بلکہ اس نے چیف کو بھی منع کر دیا تھا اس لئے چیف نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں جا کر تم لوگوں کو ہلاک کر دوں۔ میں یہاں آیا تو تم سب پراسرار انداز میں آزاد ہو چکے تھے میرے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی ورنہ میں ہوشیار ہو کر یہاں آتا۔" رچڑنے جواب دیا۔

"تمہارا ہیڈ کو ارٹر کہاں ہے۔" عمران نے کہا۔

"سپرانک روڈ پر مشہور عمارت ہے۔ باہر پولیس ہیڈ کو ارٹر کا بورڈ بھی موجود ہے۔" رچڑنے جواب دیا۔

"ماسٹر کلف کا حلیہ کیا ہے۔" عمران نے پوچھا تو رچڑنے حلیہ بھی بتا دیا۔

"تمہارے ہیڈ کو ارٹر میں لکھنے آدمی ہوں گے۔" عمران نے کہا۔

"وہ تو ہر وقت پولیس آفسیز اور گارڈز سے بھرا رہتا ہے مگر تم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"مجھے باقاعدہ ردم میں جانا پڑ گیا تھا۔" عمران نے جواب دیا۔ "کیا ہواں لوگوں کا۔ ختم ہو گئے ہیں یا نہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہو گئے ہیں چیف۔" عمران نے کہا کیونکہ گفتگو کے دوران وہ دوسری طرف سے بولنے والے کے لبجے اور انداز سے یہ تو مجھے گیا تھا کہ بولنے والا ماسٹر کلف ہے لیکن وہ تذبذب کا شکار تھا کہ نجانے رچڑنے ماسٹر کلف کو باس کہتا ہے یا چیف پھر اچانک اس کے ذہن میں اس آدمی کی بات آگئی جس نے اگر رچڑ کو کال آنے کی اطلاع دی تھی اس نے رچڑ کو باس کہا تھا اور اس کے ساتھ ہی اسے یاد آگیا تھا کہ رچڑ نے بھی دوران گفتگو ماسٹر کلف کو چیف کہا تھا اس لئے اس نے اس بار چیف کا لفظ ادا کر دیا تھا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ ان کی لاشیں لے کر ہیڈ کو ارٹر پہنچ جاؤ۔ جلدی میں وہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔" ماسٹر کلف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا عمران نے فون آف کر کے فون پیس واپس چوہاں کی طرف بڑھا دیا اور خود اس نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے رچڑ کا ناک اور منہ بند کر دیا پتند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹا دیئے اور پیچھے ہٹ گیا تھوڑی دیر بعد رچڑ نے کر رہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راذہ میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کمساگر ہی رہ گیا تھا۔

کیوں پوچھ رہے ہو تم مجھے رہا کر دو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں خاموشی سے سپار گو سے باہر نکال دیا جائے گا۔۔۔ رچڑنے کہا۔  
”فی الحال ہمیں واپس جانے کی کوئی جلدی نہیں ہے مسٹر رچڑ۔  
اس لئے تم تو چھٹی کرو۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ صدیقی کی طرف مڑ گیا۔

”باہر سے مشین گن لے آؤ۔۔۔ عمران نے بغیر نام لئے صدیق سے کہا اور صدیقی خاموشی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔  
”مجھے مت مارو۔۔۔ میں ابھی مرننا نہیں چاہتا۔۔۔ پلیز مجھے مت مارو۔۔۔  
رچڑنے پے اختیار ہڈیانی انداز میں چھپچھ کر کہنا شروع کر دیا۔  
”اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرنا پڑے گا۔۔۔ میرا وعدہ کہ نہ صرف تم زندہ رہو گے بلکہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔۔۔ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”مم۔۔۔ میں تیار ہوں میں مرننا نہیں چاہتا۔۔۔ میں تیار ہوں۔۔۔ تم جو کہو میں وہی کرنے کے لئے تیار ہوں مجھے مت مارو۔۔۔ رچڑنے جواب دیا اس کا لمحہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ موت کے خوف میں بستلا ہو گیا ہے اور شاید زندگی میں پہلی بار ایسی سچوشن کا سامنا اسے کرنا پڑا تھا جس میں اسے اپنی موت یقینی نظر آنے لگ گئی تھی اس لئے وہ حوصلہ چھوڑ گیا تھا۔

”دیکھو رچڑ۔۔۔ تم ماسٹر کلف کے نائب ہو اس لئے تمہیں ماسٹر کلف

اور اس کی پولیس فورس کے بارے میں تمام تفصیلات کا عالم ہو گا۔۔۔ ہم نہیں ایک مشن مکمل کرنا ہے جس کا کوئی تعلق ایکریمیا یا اس کے مفادات سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق کافرستان سے ہے کافرستان ایک چکر چلا کر نہیں ایکریمیا کے میزاں لوں کو پاکیشیا کے اسٹی مراکز پر فائر کر دے گا حکومت ایکریمیا نے حکومت پاکیشیا کو گارنٹی دے دی ہوئی ہے کہ ایکریمیا پاکیشیا کے خلاف بی ایکس میزاں فائر نہیں کرے گا اس لئے پاکیشیا کو اب ان بی ایکس میزاں لوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے پاکیشیا ان میزاں لوں کے خلاف کوئی مشن مکمل نہیں کرنا چاہتا لیکن پاکیشیا کو خطرہ اس کافرستانی ایجنسٹ سے ہے ہے حکومت پاکیشیا نے حکومت ایکریمیا کو جب یہ رپورٹ دی تو اس نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس لئے ہمیں مجبوراً خود نہیں آنا پڑا ہے۔۔۔ ہم صرف اس ایجنسٹ کو ٹریس کر کے اسے ختم کرنا چاہتے ہیں اور بس۔۔۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ کام تو تم ڈاکٹر آسکر کو کہہ کر بھی کر سکتے ہو۔۔۔ وہ کاسکو کا انچارج ہے۔۔۔ رچڑنے کہا۔

”تم یہودی ہو اس لئے ڈاکٹر آسکر کی بات کر رہے ہو۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر آسکر یہودی ہو گا لیکن میں یہودی نہیں ہوں۔۔۔ رچڑنے جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ یہودی بھی کافرستانیوں کی طرح

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پاکیشیا کے مخالف ہیں اب بھی ہمارے خلاف تمام کارروائی ایکریمیا کے یہودی افسران کر رہے ہیں مادام لورین ان یہودی افسران کے دباؤ کی وجہ سے یہاں ہمارے خلاف کام کر رہی ہے اس لئے ڈاکٹر آسکر ہماری بات کیسے مان سکتا ہے۔ ہمیں خود ہی سب کچھ کرنا ہے۔ عمران نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن اس معاملے میں میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں کیونکہ مجھے تو کیا ماسٹر کلف کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ کاسکو کہاں ہے۔“ رچرڈ نے جواب دیا اس کا لجھ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

”کاسکو کو ہم خود ہی ٹریس کر لیں گے۔ یہ ہمارا کام ہے اصل بات یہاں ہمارا چھپنا ہے ہمیں کوئی ایسی پناہ گاہ چاہئے جہاں تمہاری پولیس کا ہاتھ نہ پڑ سکے اور کوئی ایسا طریقہ چاہئے جس سے ہم آزادی سے یہاں کام کر سکیں۔“ عمران نے کہا۔

”ایک پناہ گاہ ایسی ہے جہاں چینگنگ نہیں ہوتی اور وہ ہے ایکریمیا کے صدر کی رہائش گاہ۔ اسے پریزیڈنٹ ہاؤس کہا جاتا ہے ایکریمیا کے صدر اکثر خاموشی سے یہاں آکر کئی کمی روز رہائش رکھتے ہیں اور یہاں کی رنگینیوں سے لطف انداز ہوتے ہیں پریزیڈنٹ ہاؤس میں نہ ہی پولیس داخل ہو سکتی ہے اور نہ وہاں پولیس کے چینگنگ آلات ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ پریزیڈنٹ ہاؤس کا عملہ بھی ہر قسم کی چینگنگ سے مستثنی ہے انہیں مخصوص ریڈ کارڈز جاری کئے گئے ہیں اس کے علاوہ تو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اور کوئی جگہ نہیں ہے۔“ رچرڈ نے کہا۔  
”پریزیڈنٹ ہاؤس میں کتنا عملہ رہتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔  
”میرا اندازہ ہے کہ دس بارہ افراد ہوں گے۔“ رچرڈ نے جواب دیا۔

”ان کا انچارج کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔  
”جیفرے نام کا آدمی انچارج ہے اسے سپیشل ریڈ کارڈز جاری کیا گیا ہے۔“ رچرڈ نے جواب دیا۔

”کہاں ہے یہ پریزیڈنٹ ہاؤس۔“ عمران نے پوچھا تو رچرڈ نے اس کا محل وقوع بتانا شروع کر دیا اس دوران صدیقی مشین گن لے کر واپس آچکا تھا۔

”رچرڈ نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اس لئے رہائی ضروری ہو گئی ہے اسے رہا کر کے واپس آجائو۔“ عمران نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر آگیا تھوڑی دیر بعد وہ دوسرے ساتھیوں کے پاس پہنچ چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی بھی وہاں پہنچ گیا۔

”میں نے اسے ہلاک کر کے راذز کی گرفت سے بھی رہا کر دیا ہے۔“ صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”باہر پورچ میں پولیس کا موجود ہے، ہم نے اس کا میں یہاں سے لکھنا ہے اور پریزیڈنٹ ہاؤس چھپنا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”پریزیڈنٹ ہاؤس وہ کون سی جگہ ہے۔“ سب نے چونک کر

پوچھا تو عمران نے رجڑ سے ہونے والی تمام گفتگو دہرا دی۔  
”اوہ ویری گذ۔ یہ تو بہت محفوظ جگہ سامنے آئی ہے“..... چوہان نے

کہا۔

”ہاں ہم وہاں اپنا ہولڈ کر لیں گے اور وہاں کے آدمیوں کے میک اپ کر لیں گے اس طرح ہم محفوظ بھی رہیں گے اور ہر قسم کی چینگ سے بھی محفوظ ہو جائیں گے پھر اٹھیناں سے اس سنٹر اور لیبارٹری کو ٹریس کر کے اپنا مشن مکمل کر لیں گے“..... عمران نے جواب دیا اور سب نے اشیات میں سر بلادیا۔

لورین بڑی بے چینی کے عالم میں لپنے کرے میں شہل رہی تھی ماسٹر کلف نے اسے فون کر کے بتایا تھا کہ اس کے آدمیوں نے عمران اور اس کے پانچوں ساتھیوں کو نہ صرف ٹریس کر لیا ہے بلکہ انہیں بے ہوش کر کے لپنے ایک اڈے پر پہنچا دیا ہے اور ماسٹر کلف کی خواہش تھی کہ لورین اس کے ساتھ اس اڈے پر جائے اور اپنے سامنے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمه ہوتا دیکھے لیکن لورین نے نہ صرف وہاں جانے سے انکار کر دیا تھا بلکہ اس نے ماسٹر کلف کو بھی سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ خود بھی وہاں نہ جائے ورنہ ہو سکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ چڑھ جائے۔ اس صورت میں عمران اور اس کے ساتھی پورے سپار گو پر اپنا کنسٹرول کر لیں گے۔ لیکن اس نے ماسٹر کلف کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہاں اڈے پر موجود اپنے آدمیوں کو کہہ کر فوری طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرادے پھر ان کی

لاشیں اپنے ہیڈ کو اڑ منگو کر پوری طرح تسلی کرے کہ یہ لوگ اصل بھی ہیں اور ہلاک بھی، ہو چکے ہیں پھر اسے کال کر کے بتائے تب لورین اس کے ہیڈ کو اڑ جا کر انہیں دیکھے گی اور ماسٹر کلف نے اس کی ہدایات پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا تھا اور اب اسے ماسٹر کلف کی طرف سے کال کا انتظار تھا لیکن کافی وقت گز رچکا تھا مگر ماسٹر کلف کی طرف سے فون نہ آیا تھا جس سے لورین انتہائی بے چینی اور اضطراب محسوس کرنے لگی تھی اور اسی بے چینی اور اضطراب کی وجہ سے وہ کمرے میں مسلسل ٹھہر رہی تھی۔

”اب تک تو کوئی نہ کوئی اطلاع آجائی چاہئے تھی۔“..... لورین نے بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر واقعی اسی لمحے میں پر موجود فون کی گھنٹی نج اٹھی اور لورین اس طرح فون پر جھپٹی جس طرح بھوکا عقاب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔

”لیں۔ لورین بول رہی ہوں۔“..... لورین نے انتہائی بے چین سے لمحے میں کہا۔

”ماسٹر کلف بول رہا ہوں مجھے افسوس ہے ماڈام کہ عمران اور اس کے ساتھی اڈے پر موجود میرے آدمیوں کو ہلاک کر کے نکل گئے ہیں میرے نائب رچڑ کو بھی ہلاک کر دیا گیا لیکن یہ لوگ مجھ سے نج کر نہیں جاسکتے۔ میں نے پورے سپار گو میں ان کی فوری تلاش کے احکامات جاری کر دیئے ہیں اڈے سے وہ ایک کار لے کر نکلے ہیں اور یہ کار ہمیں سیکنڈ کراس کے قریب درختوں کے ایک جھنڈ میں کھڑی مل

گئی ہے۔“..... ماسٹر کلف نے کہا تو لورین نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا اگر میں اور تم وہاں پہنچ جاتے تو اس وقت ہم دونوں ان کے قبضے میں ہوتے اب کم از کم تمہیں یہ احساس تو ہو گیا ہو گا کہ تمہارا واسطہ کن لوگوں سے پڑا ہے۔ اس لئے میں ان سے دوستی کا چکر چلا کر ان کا خاتمه کرنا چاہتی تھی لیکن تمہاری وجہ سے مجھے اپنی پلاتنگ بدلتا پڑی۔“..... ماڈام لورین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں ماڈام۔ یہ لوگ اب کسی صورت بھی نج کر نہیں جاسکتے۔ اب وہ سپار گو میں داخل ہو چکے ہیں اور اب صرف ان کی رو چین ہی سپار گو سے باہر جاسکتی ہیں یہاں ہر آدمی کی چیکنگ کی جاتی ہے اسی لئے تو میرے آدمیوں نے انہیں ٹریس کر لیا تھا اب بھی میں انہیں جلد ہی ٹریس کر لوں گا۔“..... ماسٹر کلف نے جواب دیا۔

”اس بار انہیں بے ہوش کرنے اور پکڑنے کی حماقت نہ کرنا بلکہ ان پر بغیر ایک لمحہ ضائع کئے فائز کھوں دینا ہے۔“..... لورین نے کہا۔

”لیں ماڈام۔ اس بار ایسا ہی ہو گا۔“..... ماسٹر کلف نے جواب دیا۔

”بہر حال تمہارے پاس میرے وعدہ کے مطابق ایک ہفتہ موجود ہے میں ایک ہفتہ تک کوئی ایکشن نہیں لوں گی۔“..... ماڈام لورین نے جواب دیا۔

”ایک ہفتہ تو بہت زیادہ عرصہ ہے ماڈام۔ صرف چند گھنٹوں میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ان لوگوں کی لاشیں آپ کے قدموں میں پڑی ہوں گی"..... ماشر کلف نے جواب دیا تو لورین نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اور بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تو عمران اور اس کے ساتھی بہر حال سپار گو ہنچ ہی گئے"۔ لورین نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو لورین بے اختیار چونک پڑی اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"میں"..... لورین نے کہا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں مادام"..... دوسری طرف سے اس کے گروپ کے انچارج را برٹ کی آواز سنائی دی۔

"میں"..... لورین نے کہا اس کے لمحے میں حریت تھی کیونکہ را برٹ اور اس کے گروپ کو اس نے ایک ہفتے تک انڈر گراؤنڈ رہنے کے احکامات دیئے ہوئے تھے اس لئے اسے سمجھنا آئی تھی کہ را برٹ کس لئے کال کر رہا ہے۔

"مادام۔ ماشر کلف اور اس کے آدمیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیا تھا لیکن وہ ان کی گرفت سے نکل گئے ہیں"۔ را برٹ نے کہا۔

"مجھے ماشر کلف نے روپورٹ دی ہے"..... لورین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام اس نے آپ کو یقیناً یہ نہ بتایا ہوگا کہ اس کے نمبر تو

رچڑ سے عمران اور اس کے ساتھیوں نے باقاعدہ پوچھ گچھ کی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ رچڑ فطریًا اہتمامی کمزور آدمی ہے اور اس کے علاوہ ماشر کلف سے بھی پہلے وہیں آیا تھا اس لئے یقیناً وہ ایسی باتیں جانتا ہو گا جن کا علم ماشر کلف کو بھی نہیں ہو گا"..... را برٹ نے کہا۔

"مثلاً کیسی باتیں"..... لورین نے کہا۔

"مثلاً کاسکو اور ہا کسم کے بارے میں معلومات"..... را برٹ نے کہا تو لورین بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ ان کے بارے میں جانتا ہو گا جبکہ ماشر کلف بھی نہیں جانتا"..... لورین نے کہا۔

"میرا خیال ہے مادام کیونکہ مجھے پولیس کے ایک آدمی نے ایک بار باتوں ہی باتوں میں بتایا تھا کہ رچڑ یہاں آنے سے پہلے ایکریمیا کی اس لیبارٹری میں کام کرتا رہا ہے جہاں کاسکو کا انچارج ڈاکٹر آسکر کام کرتا ہے اور رچڑ عیاش فطرت آدمی تھا اور ڈاکٹر آسکر بھی۔ اس نے مجھے یقین ہے کہ اسے اور کچھ نہیں تو ڈاکٹر آسکر کے بارے میں ضرور معلوم ہو گا"..... را برٹ نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے کہ رچڑ سے پوچھ گچھ کی گئی ہے جبکہ ماشر کلف نے ایسی کوئی بات نہیں کی"..... لورین نے کہا۔

"میں اس اڑے پر خود گیا تھا جبکہ ماشر کلف کے آدمیوں نے اسے روپورٹ دی ہے۔ ماشر کلف نے پہلے فون کر کے رچڑ کو حکم دیا تھا کہ وہ جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے پھر تھوڑی در بعد

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ماسٹر کلف نے رچرڈ کو دوبارہ فون کیا تو رچرڈ نے بتایا کہ اس نے حکم کی تعمیل کر دی ہے تو ماسٹر کلف نے اسے ہدایت کی کہ وہ لاشوں کو ہیڈ کوارٹر لے آئے لیکن پھر جب کافی درستگاہ لاشیں نہ پہنچیں تو ماسٹر کلف نے ایک بار پھر فون کیا لیکن اس بار کسی نے کال اسٹنڈنٹ کی تو اس نے اپنے آدمیوں کو کال کر کے وہاں جانے اور رپورٹ لینے کا حکم دیا۔ اتفاق سے میں اس گروپ کے ساتھ موجود تھا جسے وہاں جانے کا حکم دیا گیا تھا چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ وہاں چلا گیا۔ کیونکہ مجھے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا کیا ہوا ہے جب ہم وہاں پہنچنے تو اڑے کے آٹھ مسلح افراد ایک ہی ہال میں گولیوں سے چھلنی ہوئے پڑے تھے جبکہ تھہ خانے کے فرش پر رچرڈ کی لاش پڑی ہوئی تھی لیکن ایک کرسی پر بھی خون کے دھبے موجود تھے اور گولیوں کے نشانات بھی اس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اسے پہلے اس کرسی پر بٹھا کر راڑے سے جکڑا گیا پھر اسے مشین گن کا برست مار کر ہلاک کیا گیا ہے پھر راڑے کھول کر اس کی لاش فرش پر گرا دی۔ وہیں کارڈ لیس فون پیس بھی پڑا ہوا تھا۔ رچرڈ کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے اپنی موت کا یقین نہ ہوا اور اچانک اس پر فائر کھول دیا گیا ہوا اس کے چہرے پر ایسے تاثرات موجود تھے جیسے وہ انتہائی مطمئن حالت میں مارا گیا ہوا اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہلے اسے رہا کرنے کا وعدہ کر کے اس سے پوچھ گئی کی ہو گی پھر اچانک اس پر فائر کھول دیا ہو گا اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پوچھ گئے کا تاثر زائل کرنے کے لئے اس کی لاش کو کرسی سے علیحدہ کر کے فرش پر ڈالا گیا ہو گا۔..... رابرٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست لگتی ہے اس کا تو مطلب ہے کہ ہمیں ماسٹر کلف پر انحصار کر کے نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ عمران اور اس کے ساتھی اپنا مشن مکمل کر کے بھی واپس چلے جائیں اور ہم منہ دیکھتے رہ جائیں۔..... لورین نے کہا۔

”ویسے مادام سپارگو میں چینکنگ مشیزی کا جال سا پھیلا ہوا ہے اور کوئی ہوٹل کوئی کلب کوئی رہائش گاہ ایسی نہیں ہے جہاں مشیزی نصب نہ ہو اور پھر ایک بہت بڑا زیر زمین چینکنگ روم ہے جہاں اس مشیزی سے نکلنے والی اطلاعات کو چیک کیا جاتا ہے اور مشنوک افراد کو فوراً پکڑ دیا جاتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی اسی مشیزی کی وجہ سے پکڑا گیا تھا اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عمران اور اس کے ساتھی اس اڑے سے نکل جانے کے باوجود دوبارہ پکڑے جائیں گے۔..... رابرٹ نے کہا۔

”کیا عمران اور اس کے ساتھی اپنی اصل شکلوں میں تھے۔۔۔ لورین نے پوچھا۔

”عمران اور اس کا ایک ساتھی نائگر اصل شکلوں میں تھے جبکہ باقی چار افراد ایکریمین تھے ان کے میک اپ بھی سرکاری چینکنگ روم میں چیک کئے گئے تھے لیکن انہیں ٹریس نہ کیا جا سکا یہ دو پارٹیوں کی

صورت میں علیحدہ سپار گو میں داخل ہوئے تھے اور علیحدہ علیحدہ ہوٹلوں میں رہے تھے، ہوٹلوں کے اندر کمروں میں ان کی بات چیت کی وجہ سے وہ ٹریس ہو گئے اور پکڑے گئے۔..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”تم ایسا کرو کہ اپنے گروپ کو حرکت میں لے آؤ اور ماسٹر کلف کے ساتھ ساتھ تم بھی انہیں تلاش کرواب تمہاری روپورٹ سننے کے بعد میں صرف ماسٹر کلف پر تکمیل نہیں کر سکتی۔ اب اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر ہلاک ہونا چاہئے۔..... مادام لورین نے کہا۔

”لیں مادام۔..... دوسری طرف سے موڈبانہ لججے میں جواب دیا گیا اور لورین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اب اسے ماسٹر کلف یا رابرٹ دونوں میں سے کسی کی کالی کائنات تھا لیکن وقت تیزی سے گزرتا چلا گیا پھر اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی نج اٹھی تو لورین نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ لورین بول رہی ہوں۔..... لورین نے تیز لججے میں کہا۔

”ایک بار نہیں تین بار“ لیں ”کہنا پڑتا ہے مس لورین سب جا کر شادی پختہ ہوتی ہے۔..... دوسری طرف سے عمران کی چھکتی ہوئی آواز سنائی دی تو لورین کو یوں محسوس ہوا اس کے ذہن کے اندر بہم پھٹ پڑا ہو۔

”ست۔ ست۔ ..... تم۔ ..... تم۔ ..... عمران کی یہ کال اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھی کہ لورین واقعی بری طرح بوکھلا گئی اور اسی

بوکھلاہٹ کی وجہ سے اس کے منہ سے الفاظ بھی صحیح طور پر نہ نکل سکے تھے۔

”ارے ارے اتنی گھبراہٹ کی ضرورت نہیں ہے میں بڑا مرنجان مرنج قسم کا شوہر ثابت ہوں گا انتہائی فرمانتہدار اور تابعدار کہ بیگم کی جبیں پر معمولی سی شکن دیکھ کر پلنگ کے نیچے گھس جاؤں اور جسم پر اس قدر لرزہ طاری ہو جائے کہ پلنگ بھی ڈسکو ڈانس کرتا دکھائی دے۔..... عمران کی زبان روائی دوائی ہو گئی تھی۔

”مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت سپار گو آئے ہو۔ چنانچہ میں نے ایکریمیا جانے کا پروگرام منسوخ کر دیا تھا۔ پھر اطلاع ملی کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ماسٹر کلف نے پکڑ لیا ہے میں ماسٹر کلف سے بات کرنے ہی والی تھی کہ پھر اطلاع ملی کہ تم اس کے آدمیوں کو ہلاک کر کے غائب ہو گئے ہو اور اب تمہاری اچانک کال آگئی ہے اس لئے میں حیران ہو رہی تھی۔..... لورین نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

”ماشاء اللہ اس قدر اطلاعات تمہیں فوراً مل گئیں لیکن یہ اطلاع نہیں ملی کہ تم نے ماسٹر کلف کو مجھے اور میرے ساتھیوں کو ختم کرنے کے لئے باقاعدہ ایک ہفتے کی مہلت دی ہے مس لورین۔ یہ حقیقت ہے کہ میں صرف تمہاری دعوت پر سپار گو آرہا تھا اور تمہارے ایکریمیا جانے کی بات سن کر میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس پاکیشیا چلا گیا لیکن پھر وہاں مجھے اطلاع ملی کہ بی ایکس میزانلوں کے اڈے میں ایک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کافرستانی ایجنت کسی ساتھدان کے روپ میں داخل ہو گیا ہے اور وہ کسی بھی وقت بی ایکس میرا نلوں کو پاکیشیا کے خلاف استعمال کر سکتا ہے حکومت پاکیشیا نے حکومت ایکریمیا سے اس ایجنت کو نکلنے کی بات کی تو حکومت ایکریمیا نے اس اطلاع کو مسترد کر دیا حالانکہ یہ اطلاع حتیٰ تھی اس پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے مجھے ایجنت ٹریس کرنے اور اس کو ختم کرنے کے احکامات دیئے اور میں ایک بار پھر یہاں آگیا اور اب بھی میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ میرا مشن ہرگز میرا نلوں کے خلاف نہیں ہے کیونکہ حکومت ایکریمیا نے حکومت پاکیشیا کو گارنی دے دی ہے کہ بی ایکس میرا نل پاکیشیا کے خلاف استعمال نہیں ہوں گے پاکیشیا کو اب میرا نلوں سے کوئی خطرہ نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان میرا نلوں کے خلاف کام کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی تھی لیکن کافرستانی ایجنت کی میرا نل اڑے میں موجودگی پر پاکیشیا کو شدید تشویش ہے اور ہم اس ایجنت کو ٹریس کر کے اس کا خاتمه کریں گے..... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے جو کچھ بتایا ہے اگر وہ واقعی درست ہے تو پھر یہ کام ہم پر چھوڑ دو۔ ہم خود ہی کاسکو میں موجود افراد کی چینگ کریں گے اگر وہاں واقعی کوئی کافرستانی ایجنت ہوا تو اسے وہاں سے ہر صورت میں نکال دیا جائے گا ولیے بھی یہ کام ایکریمیا کا ہے کیونکہ کسی کافرستانی کی اس اڑے میں موجودگی ایکریمیا کے اپنے مفادات کے بھی خلاف ہے۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

لورین نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے مس لورین اس ایجنت کی وہاں موجودگی واقعی ایکریمیا کے اپنے مفادات کے بھی خلاف ہے لیکن تم لوگ یہاں اس لئے موجود ہوتا کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کا خاتمه کر سکو۔ مجھے معلوم ہے کہ اسرائیل حکام نے پہلے حکومت ایکریمیا پر دباؤ ڈالا کہ بی ایکس میرا نلوں کو پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا جائے لیکن حکومت ایکریمیا نے اس علاقے میں اپنے مفادات کی بنا پر ان کا دباؤ مسترد کر دیا تو اسرائیلی حکام نے ایکریمین حکومت میں موجود ہو دی اعلیٰ حکام پر دباؤ ڈالا کہ کم از کم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کا خاتمه کر دیا جائے۔ چنانچہ باقاعدہ ڈرامہ کھیلا گیا اور ایکریمیا کے سیکرٹری آف سٹیٹ نے پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ کو فون کر کے میرا نلوں کے گھملے کی دھمکیاں دیں لیکن بعد میں جب پاکیشیا کے صدر مملکت نے ایکریمیا کے صدر سے ہات لائیں پر بات کی تو سیکرٹری آف سٹیٹ نے ایسی کال سے یکسر انکار کر دیا لیکن میں نے اسے ایکریمین سیکرٹری فارن افیر کی آواز اور لمحے میں فون کیا تو اس نے غیر شرکاری طور پر اس بات کا اعتراف کر لیا کہ اسرائیلی حکام کے دباؤ کی وجہ سے یہ کال کی گئی تھی اور اس کا مقصد پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان میرا نلوں کے خلاف حرکت میں لانا ہے پھر ہمیں یہ اطلاع بھی مل گئی کہ لکنگز کے چیف نے اسرائیلی حکام کے دباؤ پر تمہیں سپار گو کی انچارج بنانے کا بھیجا ہے ہم نے کوشش کی کہ ہم خود سپار گو جانے کی

بجائے یہ کام کسی اور ہجنسی کے ذریعے کرائیں چنانچہ میں نے لائفنگ کھر سے فون پر بات کی لیکن اس گفتگو کا شیپ تم تک پہنچ گیا اور ہمیں بھی اس کی اطلاع مل گئی اس کے فوراً بعد تم نے مجھے براہ راست ڈرامسیر کال کر کے سپار گوانے کی دعوت دی چنانچہ میں واقعی دعوت پر آگیا لیکن پھر تم نے ہی فون کر کے مجھے کہا کہ تم ایکریمیا جا رہی ہو حالانکہ تم نے ایک ہفتے کی مہلت ماسٹر کلف کو دی تھی اسی لئے تم نے فون مجھے کیا تھا۔ ماسٹر کلف نے واقعی سہماں میرے اندازے سے بھی زیادہ چیکنگ کے انتظامات کر رکھے ہیں اس لئے میں اور میرے ساتھی اس کے ہاتھ آگئے لیکن تمہارے ہاتھوں مرننا تو شاید ہم قبول کر لیتے لیکن اب ماسٹر کلف جیسے آدمی کے ہاتھوں مرننا خود کشی کرنے کے مترادف ہی ہے اس لئے ہم وہاں سے نکل گئے اور اب میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ اب تمہارا کیا پروگرام ہے کیا تم اسرائیلی حکام کے ہئے پر ہمارے خاتمے کے مشین پر کام کر دیگی یا نہیں۔ میرے ذہن میں دو تجاویز ہیں ایک تو یہ کہ تم کھل کر مقابل آ جاؤ اور ہوتی کا ڈرامہ چھوڑ دو اور دوسرا یہ کہ تم اپنے گروپ سبیت سپار گو سے واپس ایکریمیا چلی جاؤ۔ پھر ہم جانیں اور ماسٹر کلف۔ ولیے اپنے چھیف کو میری طرف سے یہ بتا دینا کہ ہم نے اسرائیل جا کر مشن مکمل کئے ہیں وہاں اسرائیل کی ہجنسیاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں تو اب کنگز بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم سپار گو میں مشن مکمل کرتے ہی سیدھے لاما ہا جائیں اور تمہارے کنگز

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کے ہمیڈ کوارٹر کو تمہارے چھیف سمجھت اڑا دیں اور اگر تم لوگوں نے ہمارے خلاف کام کیا تو پھر ایسا ہی ہو گا۔..... عمران نے کہا۔  
”تو تم مجھے اور چھیف کو دھمکیاں دے رہے ہو تمہاری یہ جرأت حقیر ایشیائی کیڑے تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی قبریں بھی سپار گو میں بناؤں گی اور جو تمہارے ساتھی باقی نج رہے ہیں ان کی قبریں پا کیشیا میں جا کر کھو دوں گی۔..... لورین نے پھٹ پڑنے والے لمحے میں کہا غصہ کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ سا گیا تمہا اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے اسے واقعی عمران کی باتیں سن کر اسے اس قدر غصہ آیا تھا کہ وہ باوجود کوشش کے اپنے آپ کو کنڑوں نہ کر سکی تھی۔

”ارے ارے اتنا غصہ کمال ہے خود ہی دعوت دیتی ہو اور خود ہی مارنے کی باتیں بھی کرتی ہو۔..... عمران کی تمثیل اڑاتی ہوئی آواز سنائی دی تو لورین کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں خون کی بجائے آگ کے شعلے دوڑنے لگے ہوں۔

”اب تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں ہو گی۔ میرے ہی ہاتھوں اسے لکھ لو۔..... لورین نے اور زیادہ غصیلے لمحے میں چھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ٹھیک دیا اور پھر بے اختیار لمبے سانس لینے لگی۔

”نا نسنس۔ نجانے اس نے اپنے آپ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔۔۔ لورین نے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھایا اور تیزی

سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔  
”لیں“..... ایک آواز سنائی دی۔

”رابرت کہاں ہے رابرت سے بات کرو“..... لورین نے اسی طرح غصیلے لمحے میں کہا۔

”وہ فیلڈ میں ہے مادام“..... دوسری طرف سے ہے ہونے لمحے میں کہا گیا تو لورین نے ایک بار پھر رسیور کریڈل پر پٹھا اور میز کی دراز کھول کر ایک جدید ساخت کا ٹرالسیسٹر نکالا اور اس پر تیزی سے فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔ لورین کانگ اور“..... لورین نے اسی طرح غصیلے لمحے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیں رابرت ایڈنگ یو مادام۔ اور“..... چند لمحوں بعد رابرت کی آواز سنائی دی۔

”رابرت کیارپورٹ ہے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق۔ اور“..... لورین نے کہا۔

”مادام وہ تو اس طرح غائب ہو چکے ہیں کہ ان کا اتنہ تپڑی نہیں چل رہا۔ ماسٹر کلف کے آدمیوں نے پورا جزیرہ چھان مارا ہے میرا گروپ بھی ہر طرف نگرانی کر رہا ہے لیکن وہ کہیں نظری نہیں آرہے اب ماسٹر کلف نے فیصلہ کیا ہے کہ راہ جاتے ہر آدمی کو چیک کیا جائے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اور“..... رابرت نے جواب دیا۔

”اس عمران نے ابھی چند لمحے پہلے مجھے فون کیا اور اس نے مجھے اس

انداز میں دھمکیاں دی ہیں کہ میرا خون کھول اٹھا ہے میں نے اسے چیلنج دے دیا ہے کہ اب اس کی اور اس کے ساتھیوں کی قبریں سپار گو میں ہی بنسیں گی۔ اس لئے اب ہماری اس سے گھلی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ تم کھل کر سامنے آ جاؤ۔ مجھے اب ہر صورت میں اور ہر قیمت پر ان کی لاشیں چاہیں اور“..... لورین نے غصے سے پچھتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”تو پھر آپ ماسٹر کلف کو کہہ دیں ورنہ آپ کی دی ہوئی ایک ہفتے کی مہلت کی وجہ سے ہم کھل کر کام نہیں کر پا رہے مادام۔ اور“..... رابرت نے کہا۔

”میں اسے کہہ دوں گی وہ بھی اپنا کام کرے گا لیکن تم بھی اپنا کام کرو۔ انہیں ٹریس کرو ہر صورت میں اور گولیوں سے اڑا دو۔ یہ میرا حکم ہے اور میں اپنے حکم کی فوری تعمیل چاہتی ہوں اور ایسٹنڈ آں“..... ارین نے کہا اور ٹرالسیسٹر اف کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب وہ خود فیلڈ میں نکلا چاہتی تھی کہ اچانک اسے ایک خیال آیا اور وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھی اور اس نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”کا سکو“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مادام لورین بول رہی ہوں۔ ڈاکٹر آسکر سے بات کرو“..... لورین نے اہمی تحریکانہ لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"لیں مادام۔ ہولڈ آن کریں"..... دوسری طرف سے مودبانہ لجھے میں جواب دیا گیا۔

"ہیلو ڈاکٹر آسکر بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"مادام لورین بول رہی ہوں ڈاکٹر آسکر"..... لورین نے اس بار نرم لجھے میں کہا۔

"لیں مادام۔ فرمائیئے میرے لائق کیا حکم ہے"..... ڈاکٹر آسکر نے اسی طرح باوقار سے لجھے میں کہا۔

"ڈاکٹر آسکر۔ پا کیشیا ایجنت کا سکو کو تباہ کرنے کے لئے سپار گو میں داخل ہو چکے ہیں، ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہم انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمه کر دیں گے لیکن اس کے باوجود جب تک یہ ایجنت ہلاک نہ ہو جائیں آپ نے بھی انتہائی محاط رہنا ہے"..... لورین نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر ہیں مادام کا سکو میں تو کوئی مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی"..... ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ ماسٹر کلف کا نائب رچرڈ آپ کا دوست رہا ہے اور اسے آپ کے بارے میں کافی کچھ معلومات حاصل ہیں اور اس سے ان پا کیشیا ایجنشوں نے کا سکو کے بارے میں پوچھ چکے کی ہے اور پھر اسے ہلاک کر دیا ہے اس لئے میں نے آپ کو فون کر کے احتیاط کی بات کی ہے"..... لورین نے کہا۔

"سوری مادام۔ میں کسی رچرڈ کو نہیں جانتا اور مجھے سپار گو آئے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں، میں میں کسی رچرڈ سے ملا بھی نہیں، ہوں اس لئے آپ بے فکر میں آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے اور اگر رچرڈ نام کا میرا کوئی دوست ہوتا بھی ہی تو کا سکو کی اہمیت کو میں اچھی طرح سمجھتا ہوں دنیا بھر کے ایجنت اس کو ٹریس کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں اس لئے اسے میں کسیے کا سکو کے بارے میں کچھ بتا سکتا تھا"..... ڈاکٹر آسکر نے کہا تو لورین کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"ٹھیک ہے اب میرا اطمینان ہو گیا ہے اس کے باوجود آپ محاط رہیں گے اور ہاں اس پا کیشیا ایجنت نے مجھے کال کر کے کہا ہے کہ کوئی کافرستانی ایجنت کا سکو میں موجود ہے جس کا مشن یہ ہے کہ وہ بی ایکس میزانلوں کو پا کیشیا پر فائز کر دے کیا ایسا ممکن ہے"..... لورین نے ایسے لجھے میں کہا جسیے اچانک اسے اس بات کا خیال آیا ہو۔

"کافرستانی ایجنت اور کا سکو میں حریت ہے مادام لورین۔ یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں کا سکو جسیے اہم ترین پواتیٹ پر کوئی غیر ملکی ایجنت کسیے داخل ہو سکتا ہے یہاں موجود ہر فرد کی انتہائی سخت انکواری ہوتی ہے اس کی پرسنل فائلیں کا سکو کے اعلیٰ حکام تیار کرتے ہیں اور پھر یہ بات تو انتہائی مسئلہ خیز ہے کہ کوئی ایجنت بی ایکس میزانلوں کو پا کیشیا پر فائز کر دے گا یہ تو اس قدر احتمالہ بلکہ بچگانہ بات ہے کہ اسے سن کر ہی ہنسی آتی ہے۔ بی ایکس میزان آپ کے خیال

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میں پسل ہے کہ اس کو ہاتھ میں لیا اور نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا اور میزائل فائر ہو گئے آئی ایم سوری مادام آپ نے شاید ابھی تک صرف فلموں میں ہی میزائل دیکھے ہیں۔..... ڈاکٹر آسکر نے کہا تو لورین کے چہرے پر اتھائی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”آئی۔ ایم سوری ڈاکٹر آسکر بہر حال آی محتاط رہیں۔..... لورین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس احمد عمران نے واقعی مجھے شرمندہ کر دیا ہے نائسنے۔“ لورین نے ہونٹ بھینختے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر سائیڈ کی دیوار میں موجود ڈریسنگ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

عمران کی نظریں سامنے میز پر رکھی ہوئی مشین پر جمی ہوئی تھیں اس نے سر پر ہیڈ فون چڑھایا ہوا تھا مشین پر دو ڈائل موجود تھے جس پر سو نیاں موجود تھیں لیکن یہ سو نیاں حرکت نہ کر رہی تھیں۔ اچانک عمران کے کانوں میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈائل پر موجود سرخ رنگ کی سوئی حرکت میں آگئی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبادیا دوسرے لمحے اس کے کانوں میں فون کی گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی پھر رسیور انٹھالیا گیا۔

”کاسکو۔..... ایک نسوانی آواز سنائی دی تو عمران نے بھلی کی سی تیزی سے دوسرے ڈائل کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا اور اس ڈائل پر موجود دو سو نیاں تیزی سے حرکت کرنے لگیں اور اس کے نیچے بننے ہوئے دو خانوں پر بھی تیزی سے نمبر تبدیل ہونے لگے جتند لمبوں بعد سو نیاں بھی مختلف نمبروں پر رک گئیں اور خانوں میں تبدیل

ہونے والے نمبر بھی رک گئے اس کے ساتھ ہی عمران کے کافنوں میں ڈاکٹر آسکر کی آواز سنائی دی۔ یہ کابل لورین اور ڈاکٹر آسکر کے درمیان ہو رہی تھی جب یہ گفتگو ختم ہوئی تو پہلے ڈائل پر حرکت کرتی ہوئی سوئی واپس زیر و پر چلی گئی تو عمران نے سر پر جرمایا ہوا ہیڈ فون اتار کر ایک طرف رکھ لیا اور پھر میز پر رکھا ہوا تہہ شدہ سپار گو کا نقشہ انھا کر اس نے اسے کھولا اور پھر میز پر موجود سرخ رنگ کے قلم سے اس نے نقشے پر کام شروع کر دیا۔ وہ بار بار ڈائل کو دیکھتا اور پھر نقشے پر جھک جاتا تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل کام کرنے کے بعد اس نے فٹ روں کی مدد سے نقشے پر لکھیں ڈالنا شروع کر دیں اور چند لمحوں بعد اس نے نقشے پر ایک جگہ سرخ قلم سے گول دائرہ لگایا اور جھک کر اس دائرے کے اندر لکھی ہوئی عمارت کو پڑھنا شروع کر دیا۔

«انٹر نیشنل انٹر نیشنٹ کمپلیکس» ..... عمران نے اوپر آواز میں تحریر پڑھی اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے نقشے کو تہہ کرنا شروع کر دیا اور پھر وہ کری سے انٹھنے ہی لگا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور صدیقی اندر داخل ہوا۔

«کیا ہوا عمران صاحب۔ کوئی بات بنی یا نہیں؟ ..... صدیقی - کہا۔

«ہاں میں نے کاسکو کا محل و قوع ٹریس کر لیا ہے۔ ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

«اچھا۔ وہ کیسے؟ ..... صدیقی نے مسرت بھرے لمحے میں کہا اور

ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

«میں نے سہماں سے لورین کو فون کیا اور اسے بتایا کہ کاسکو میں کافرستانی ایجنت گھس گیا ہے اور ہم ایجنت کو پکڑنے کے لئے سہماں آئے ہیں اس کے ساتھ ہی میں نے اسے دھمکی دی تو وہ بڑے غصے میں آگئی اور میں یہی چاہتا تھا کہ کیونکہ غصے میں آنے کے بعد مجھے یقین تھا کہ اسے احساس ہو گا کہ اب مقابلہ کھل کر ہو گا اور وہ کاسکو فون کر کے بات کرے گی اس کی چیکنگ کا انتظام میں نے چھٹے ہی کر رکھا تھا چنانچہ اس نے کاسکو کے انچارج ڈاکٹر آسکر سے بات کی اور اس طرح میں نے اس مشین کے ذریعے اس جگہ کا حدود ازبعہ تلاش کر لیا جہاں فون رسیو کیا گیا ہے اور یہ جگہ سپار گو کے نقشے کے مطابق انٹر نیشنل انٹر نیشنٹ کمپلیکس ہے۔ ..... عمران نے کہا اور تہہ شدہ نقشہ کھول کر اس نے صدیقی کے سامنے رکھ دیا۔ صدیقی نے جھک کر نقشہ دیکھنا شروع کر دیا۔

«یہ تو سپار گو کے شمالی علاقے میں ہے اور سہماں تو شاید جنگلات میں۔ ..... صدیقی نے نقشے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

«سہماں جنگلات میں انہوں نے تفریحی مقامات بنائے ہوئے ہیں۔ ..... عمران نے اثبات میں سر ملا تے ہوئے کہا۔

«تو پھر ہمیں سہماں انٹر نیشنٹ کمپلیکس میں جانا ہو گا۔ ..... صدیقی نے کہا۔

«نہیں سہماں سے یقیناً ہمیں راستہ نہیں ملے گا۔ مجھے گرینگو نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس کا ایک اور راستہ بتایا ہے اور یہ وہ راستہ ہے جس سے مشیزی اس اڈے میں سپلائی ہوتی ہے یہ راستہ سپار گو کے شمال مشرق میں ساحل پر بنے ہوئے ایک ایکر میں اڈے سے جاتا ہے اس اڈے پر ایکر میں فوج کا قبضہ ہے اور یہاں اسے ایک چھوٹی سی چھاؤنی کی شکل دی گئی ہے نہیں یہ راستہ استعمال کرنا ہوگا۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن کس طرح۔ کس حیثیت سے۔..... صدیقی نے کہا۔

”اس پریزیڈنٹ ہاؤس کے انچارج اور سکورٹی گارڈز کے ذریعے سے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”کب۔..... صدیقی نے پوچھا۔

”ابھی اور اسی وقت میں اب یہاں مزید کوئی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔..... عمران نے انھتے ہوئے کہا تو صدیقی بھی سر ملا تاہو امکھ کھدا ہوا پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد پریزیڈنٹ ہاؤس کے گیٹ سے ایک ویگن باہر نکالی ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا اس کے ساتھ والی سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹوں پر صدیقی، چوہان، نعمانی اور خاور موجود تھے ان سب کے جسموں پر باقاعدہ یونیفارمز تھیں ویگن پر موٹے موٹے حروف میں پریزیڈنٹ ہاؤس کے الفاظ دونوں سائیڈوں پر لکھے ہوئے تھے عمران اور اس کے سارے ساتھی اس وقت ایکر میں میک اپ میں تھے۔ ماسٹر کلف کے اڈے سے نکل کر وہ سیدھے رجڑ کے بتائے ہوئے پتے پر پریزیڈنٹ ہاؤس پہنچ تھے اور وہاں انہوں نے ڈائریکٹ ایکشن کر کے وہاں موجود تمام گارڈز اور عملے کو ختم کر دیا تھا صرف

انچارج جیفرے کو زندہ پکڑ دیا گیا تھا اور پھر جیفرے سے عمران نے پریزیڈنٹ ہاؤس اور سپار گو میں ان کی حیثیت کے متعلق سب کچھ معلوم کر لیا تھا اور اس کے بعد اسے ہلاک کر دیا تھا اور عمران نے خود جیفرے کا میک اپ کر لیا جبکہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر دوسروں کا میک اپ کر کے ان سب نے باقاعدہ یونیفارمز پہن لی تھیں کیونکہ پریزیڈنٹ ہاؤس کا تمام عملہ باقاعدہ یونیفارمز میں تھا۔

”عمران صاحب۔ پریزیڈنٹ ہاؤس میں اگر کوئی کال آئی یا وہاں کوئی آدمی گیا تو وہاں کوئی بھی موجود نہ ہو گا پھر تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم ان لوگوں کے روپ میں ہیں۔..... صدیقی نے کہا۔

”انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ ہم ان کے روپ میں ہیں۔..... عمران نے پوچھا۔

”ہم انہی کے روپ میں تو چھاؤنی جا رہے ہیں۔..... صدیقی نے کہا۔ ” چھاؤنی کا ماسٹر کلف اور لورین سے کوئی تعلق نہیں ہے اور چھاؤنی میں داخل ہو کر ہم نے تیزی سے کام کرنا ہے، ہم نے وہاں صرف خصوصی بہم رکھنا ہے اور پھر فوری واپس آجانا ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اگر اس دوران یہ بات ٹریس، ہو گئی تو۔..... صدیقی نے کہا۔

”تو پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا، ہم نے بہر حال کام تو کرنا ہی ہے۔۔۔

عمران نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر ملا دیا راستے میں جگہ جگہ پولیس نے ناکے لگا کر کھے تھے اور ہر کار کی چینکنگ ہو رہی تھی لیکن

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پریزیڈنٹ ہاؤس کی گاڑی کو روکنے کی بجائے انہیں آگے جانے کا اشارہ کر دیا جاتا اور ٹائگر ویگن کو تیزی سے آگے بڑھا لے جاتا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ ملٹری چھاؤنی کی پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ گئے چیک پوسٹ پر باقاعدہ سلیخ فوجی موجود تھے۔

”تم سب ویگن میں ہی رکو گے۔ میں اندر جاؤں گا۔“ عمران نے لپٹے ساتھیوں سے کہا اور ویگن کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

”میں پریزیڈنٹ ہاؤس کا چیف جیفرے ہوں۔ انچارج کون کہا۔“ عمران نے ایک فوجی سپاہی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لجھ میں

”کرنل میکملن ہے جناب۔ آئیتے۔“.... فوجی سپاہی نے احتیانی مواد بانہ لجھ میں کہا اور تھوڑی ویر بعد عمران ایک دفتر کے انداز میں سچے ہوئے کمرے میں پہنچ گیا وہاں ایک لمبے قد کا کرنل موجود تھا۔

”جیفرے چیف آف پریزیڈنٹ ہاؤس۔“.... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو کرنل بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ آپ اور ہمہاں مجھے فون کر دیا ہوتا فرمائیے۔“.... کرنل نے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

”پریزیڈنٹ صاحب دو روز بعد سپار گو آنے والے ہیں اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کاسکو کے انچارج ڈاکٹر آسکر سے مل کر کاسکو کے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لے کر انہیں رپورٹ دوں۔ وہ شاید کاسکو کا خفیہ دورہ کرنے کے خواہشمند ہیں۔“.... عمران نے اعتماد بھرے لجھ

میں کہا۔

”کاسکو۔ لیکن جناب کا سکو کا تو ہماری چھاؤنی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“.... کرنل کے لجھ میں حیرت تھی اور عمران اس کا لجھ سن کر ہی سمجھ گیا کہ کرنل درست کہہ رہا ہے۔

”جبکہ مجھے پریزیڈنٹ صاحب کے سیکرٹری نے یہی بتایا تھا کہ کاسکو کا راستہ ملٹری چھاؤنی کے اندر سے جاتا ہے۔“.... عمران نے بھی حیرت بھرے لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ جناب جب کاسکو تعمیر کیا گیا تھا تو ایک سپیشل راستہ ملٹری چھاؤنی سے بنایا گیا تھا تاکہ خصوصی ساخت کی مشیزی اس راستے سے کاسکو میں لے جائی جاسکے لیکن اس مشیزی کے اندر پہنچ جانے کے بعد یہ راستہ مکمل طور پر بند کر کے سیلڈ کر دیا گیا ہے۔“.... کرنل نے جواب دیا۔

”تو پھر ڈاکٹر آسکر سے کیسے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔“.... عمران نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم جناب۔ کیونکہ ہمارا کبھی ان سے کوئی تعلق نہیں رہا۔“.... کرنل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ کے آپ کو تکلیف ہوئی۔ اجازت۔“.... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ تشریف رکھیں آپ ہمہاں تشریف لائے ہیں لیکن آپ کی کوئی خدمت نہیں ہو سکی۔“.... کرنل نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

شکریہ۔ فی الحال تو میں ڈیوٹی پر ہوں پھر کجھی ہی۔ ..... عمران نے جواب دیا اور کرنل سے مصافحہ کر کے وہ اس کے دفتر سے باہر آ گیا۔

انٹرنسیشنل انٹرنسیمنٹ کمپلیکس جانا ہو گا۔ ہبہاں کار اسٹہ تو سیلڈ ہو چکا ہے۔ ..... عمران نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ کہاں ہے۔ ..... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

”تم ویگن واپس موڑو آگے جا کر بتاؤں گا۔ ہبہاں سے نکلو۔“ - عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ویگن کار اسٹہ سے سرہلاتے ہوئے ویگن کو ایک سائیڈ پر کر کے موڑا اور تیری سے آگے بڑھائے لئے چلا گیا۔ عمران نے اپنی یونیفارم کی جیب سے نقشہ کالا اور اسے کھول کر اپنی گود میں رکھ لیا اور پھر جیب سے بال پوائنٹ نکال کر اس نے اسے چھیک کرنا شروع کر دیا۔

”اگے چوک سے دائیں کی طرف موڑ لینا۔ آگے میں بتا دوں گا۔“ - عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک گھنٹے جنگل میں داخل ہوا تھا جنگل میں واقعی پختہ سڑک بنی ہوئی تھی وہاں خاصی ٹریفک بھی تھی۔

ٹیکسیاں اور کاریں بھی آجاتی تھیں۔ راستے میں بھی اور اس جنگل میں داخل ہوتے وقت بھی پولیس باقاعدہ ایک ایک گاڑی کو روک کر چھیک کر رہی تھی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی ویگن کو کہیں بھی نہ روکا گیا تھا اور اطمینان سے آگے بڑھاتے چلے جا رہے تھے جنگل

میں کافی اندر چھپنے کے بعد وہ ایک وسیع و عریض عمارت کے کپاونڈ گیٹ میں داخل ہو گئے۔ گیٹ پر انٹرنسیشنل ٹریمنٹ کمپلیکس کا بورڈ موجود تھا یہ خاصاً وسیع و عریض ایریا تھا جس میں کئی چھوٹی بڑی عمارتیں بنی ہوئی تھیں وہاں ایک طرف پارکنگ بنی ہوئی تھی جس میں ٹیکسیاں اور کاریں موجود تھیں۔

”ہوٹل کے میں گیٹ کے سامنے جا کر ویگن روکو۔“ ..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ویگن انٹرنسیشنل ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف موڑی اور پھر گیٹ کے سامنے جا کر اسے روک دیا۔

”صدیقی تم میرے ساتھ آؤ۔ باقی یہیں رہیں گے۔“ ..... عمران نے صدیقی سے کہا اور ویگن سے نیچے اتر آیا عقبی طرف سے صدیقی بھی نیچے اتر آیا اور پھر وہ دونوں میں گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ گیٹ پر موجود مسلح دربانوں نے انہیں بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا اور شیشے کا گیٹ کھول دیا عمران صرف سرہلا کر ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ ہوٹل کا وسیع و عریض ہال عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا ہبہاں ہر ملک کے لوگ موجود تھے لیکن زیادہ تعداد ایکریمیز کی تھی ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر بنا ہوا تھا عمران اکٹے ہوئے انداز میں چلتا ہوا اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”لیں سر۔ حکم سر۔“ ..... کاؤنٹر پر موجود کئی لڑکیوں میں سے ایک نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے اہتمامی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میرے ساتھ آدمی بھجو۔“ میں نے میجر سے فوری ملنا ہے۔“ - عمران

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

نے تحکمانہ لجھے میں کہا۔  
 ”لیں سر۔ کیا انہیں اطلاع دے دوں سر“.... لڑکی نے کہا۔  
 ”میرے پاس وقت نہیں ہے بعد میں اطلاع دیتی رہنا۔ میں جیفرے، ہوں چیف آف پریزیڈنٹ ہاؤس“.... عمران نے کہا۔  
 ”لیں سر۔ آپ کی یونیفارم سے ہی میں پہچان گئی تھی سر“۔ لڑکی نے جواب دیا اور ایک طرف کھڑی ہوئی لڑکی کو اس نے ہاتھ کے اشارے سے بلایا۔  
 ”صاحبان کو نیجر صاحب کے آفس تک چھوڑ آؤ“.... کاؤنٹر گرل نے اس لڑکی سے کہا۔

”آئیے سر“.... لڑکی نے موڈبانہ لجھے میں کہا اور سائینڈ میں جاتی ہوئی ایک راہداری کی طرف مڑ گئی عمران اور صدیقی اس کے پیچے چل پڑے۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازے پر نیجر مارش کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھل گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو اہتمامی قیمتی اور شاندار فرنیچر سے بجا یا گیا تھا۔ بڑی سی دفتری میز کے پیچے ایک بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا اس نے شرٹ اور پتلون ہبھی ہوئی تھی۔

”آئیے آئیے جتاب۔ تشریف لایئے۔ مجھے کاؤنٹر گرل نے آپ کی آمد کی اطلاع دے دی ہے“.... نیجر نے ہاتھ میں پکڑا ہوار سیور کر یڈل پر رکھ کر اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”جیفرے چیف آف پریزیڈنٹ ہاؤس اور یہ میرا اس سٹیشن ہے“

راہبرت“.... عمران نے اپنا اور صدیقی کا تعارف کرتے ہوئے کہا اور نیجر نے بڑے موڈبانہ انداز میں ان کے ساتھ مصافحہ کیا۔

”آپ کیا پینا پسند کریں گے جتاب“.... نیجر کا لجھے قدرے خوشامدانہ تھا۔

”ہم ڈیوٹی پر ہیں مسٹر نیجر۔ پریزیڈنٹ صاحب نے کا سکو کا خفیہ دورہ کرنا ہے اور میں نے اس سلسلے میں فوری طور پر کا سکو کے انچارج ڈاکٹر آسکر سے ملتا ہے“.... عمران نے خشک لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کا سکو۔ وہ کیا ہے جتاب۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں“.... نیجر کے لجھے میں حقیقی حریت موجود تھی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس یا کیونکہ نیجر کا لجھے اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ واقعی درست کہہ رہا ہے۔

”ایکریمیز میراٹلوں کا خفیہ اڈہ ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ اس کمپلیکس کے نیچے خفیہ طور پر بنایا گیا ہے اور اس کا راستہ بھی اس کمپلیکس سے جاتا ہے“.... عمران نے کہا۔

”اس کمپلیکس کے نیچے اور میراٹلوں کا اڈہ اوہ جتاب یہاں تو ایسا کوئی اڈہ نہیں ہے۔ مجھے یہاں کام کرتے ہوئے چار سال ہو چکے ہیں جتاب میں نے تو آج آپ کے منہ سے پہلی بار یہ نام سنا ہے“.... نیجر نے جواب دیا۔

”یہاں کا سب سے پرانا ملازم کون ہے اسے یقیناً معلوم ہو گا۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اس وقت بھی مہاں ملازم تھا۔ اس کے نیچے تھے خانے ضرور ہیں جنہیں  
گودام بنایا گیا ہے لیکن اس کے نیچے کوئی اڈہ نہیں ہے اگر اڈہ ہوتا تو  
جتاب کم از کم مجھے ضرور معلوم ہوتا۔۔۔۔۔ کیرن نے جواب دیا اور  
عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ کیرن کا انداز اور لمحے  
یہی بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے اس کے باوجود عمران نے اس سے  
مختلف سوالات کئے لیکن اب اسے مکمل طور پر اطمینان ہو گیا کہ واقعی  
اس کپلیکس کے نیچے اڈہ موجود نہیں ہے تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوے کے ٹھیک ہے میں پریزیڈنٹ صاحب کے سیکرٹری کو رپورٹ دے دیتا ہوں آپ کے تعاون کا شکریہ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا تھوڑی در بعد وہ دونوں ایک بار پھر فیگن میں بیٹھے چکے تھے اور عمران نے ڈرائیونگ سینٹ پر موجود نائیگر کو واپس پریزیڈنٹ ہاؤس پہنچنے کا کہہ دیا اس کی پیشانی پر سوچ کی لکریں منایاں تھیں۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ نے مشین سے جو تجزیہ کیا ہے وہ غلط ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ اور اس کا مطلب ہے کہ باقاعدہ ڈاچ دینے والی مشیری نصب کی کمی ہے کاسکو میں۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور صدیقی نے اشبات میں سر ملا دیا کیونکہ جدید دور کی اس مشیری سے وہ بھی واقف تھا جس کی مدد سے فون کال کا محل و قوع غلط ہو سکتا تھا۔

**R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M**

عمران نے کہا۔

"کرن۔ یہ جیفرے صاحب ہیں سچیف آف پریزیڈنٹ ہاؤس۔ یہ تم سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں ان کے سوالوں کے درست جواب دو۔"..... منیر نے کرن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ سر حکم سر“..... کیرن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے  
اہستائی مودبادہ انداز میں کہا۔

”کیرن اس کمپلیکس کے نیچے میراٹوں کا خفیہ اڈہ موجود ہے جبے  
کوڈ میں کاسکو کہا جاتا ہے اس کا راستہ کہاں سے جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران  
نے نرم لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا تو کیرن کے چہرے پر حیرت کے  
تاثرات ابھر آئے

”میراٹلوں کا اڈہ اور کمپلیکس کے نیچے۔ اودہ نہیں جناب یہاں ایسا کوئی اڈہ نہیں ہے یہ کمپلیکس میرے سامنے تعمیر ہوا ہے جناب میں

نے کہا۔

”اب اس لورین کو براہ راست کو رکھنا ہوگا اس کا ہیڈ کوارٹر  
ٹریس کرنا پڑے گا۔ اب اس میں تو ظاہر ہے ڈاجنگ مشیزی نصب نہ  
ہوگی۔..... عمران نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ملا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کمرے کا دروازہ کھلا اور ماسٹر کلف اندر داخل ہوا تو کرسی پر بیٹھی  
ہوئی لورین بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا ہوا۔ تپہ چلا عمران اور اس کے ساتھیوں کا۔..... لورین نے  
چونک کر اشتیاق بھرے لجھ میں کہا۔

”نہیں مادام۔ ہم نے پورا سپار گو چھان مارا ہے۔ کوئی ایسی جگہ  
نہیں چھوڑی جسے چیک نہ کیا گیا ہوا اور نہ ہی کوئی مشکوک آدمی چھوڑا  
ہے لیکن ان کا کہیں تپہ نہیں چل سکا۔ اب تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو  
گیا ہوں کہ کسی پراسرار ذریعے سے وہ سپار گو سے نکل جانے میں  
کامیاب ہو گئے ہیں۔..... ماسٹر کلف نے مایوسانہ لجھ میں کہا اور لورین  
کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”وہ واپس جانے والا آدمی ہی نہیں ہے ماسٹر کلف۔ پھر اس نے مجھے  
فون کر کے باقاعدہ دھمکیاں دی ہیں۔ کیا اس فون کاں کو ٹریس کرایا

جا سکتا ہے۔۔۔ لورین نے کہا۔

”آپ کو فون کال کی ہے اس نے۔ کب“۔۔۔ ماسٹر کلف نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”کمی گھنٹے پہلے کی بات ہے اس لئے تو میں نے رابرٹ کو کھل کر انہیں ٹریس کرنے کا حکم دیا تھا اور پھر میں نے رابرٹ سے بھی رپورٹ لی ہے وہ بھی انہیں ٹریس نہیں کر سکا۔۔۔ لورین نے جواب دیا۔“ ایسی کون سی جگہ، ہو سکتی ہے میری سمجھ میں تو بالکل نہیں آ رہا۔“ ماسٹر کلف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہوئی ایک طرف رکھی تپائی پر موجود فون کی گھنٹی نج اٹھی تو لورین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”میں“۔۔۔ لورین نے تحکمانہ لجھے میں کہا۔

”میں، ہیری بول رہا ہوں مادام۔ سمجھے بتایا گیا ہے کہ ماسٹر کلف آپ کے پاس آئے ہیں اگر وہ موجود ہوں تو میری ان سے بات کراؤں۔“ دوسری طرف سے مودبانہ لجھے میں کہا گیا۔

”بات کرو“۔۔۔ لورین نے رسیور ماسٹر کلف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کوئی آدمی، ہیری ہے۔۔۔ لورین نے رسیور ماسٹر کلف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو ماسٹر کلف نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے رسیور لے لیا۔“

”ہمیو۔ ماسٹر کلف بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے، ہیری۔ کیوں کال

کی ہے۔۔۔ ماسٹر کلف نے اہمی تھکمانہ لجھے میں کہا۔

”ماسٹر پریز ڈنٹ ہاؤس کے چیف جیفرے بھی کاسکو کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔۔۔ دوسری طرف سے، ہیری نے کہا تو ماسٹر کلف بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ جیفرے کاسکو کو تلاش کر رہا ہے۔۔۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔۔۔“ ماسٹر کلف نے حیرت بھرے لجھے میں کہا تو لورین بھی چونک کر سیدھی ہو گئی اور اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر فون میں موجود لاڈر کا بٹن آن کر دیا۔

”میں انٹرنیشنل انٹرٹینمنٹ کمپلیکس میں موجود تھا باس کہ پریز ڈنٹ ہاؤس کی ویگن وہاں پہنچی اور اس میں سے دو باوردی آدمی اتر کر نیجر صاحب کے کمرے میں چلے گئے۔ میں یہاں اپنے ایک دوست ہیڈ ویٹر کیرن سے ملنے گیا ہوا تھا۔ وہ میرے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ اسے کال کر کے فوراً نیجر کے کمرے میں پہنچنے کا حکم دیا گیا اور کیرن مجھے دیں بیٹھا کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں آدمی مجھے واپس جاتے ہوئے نظر آئے۔ پریز ڈنٹ ہاؤس کی مخصوص یونیفارم میں تھے۔ پھر کیرن واپس آگیا اور میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ پریز ڈنٹ ہاؤس کے چیف جیفرے صاحب تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس کمپلیکس کے نیچے میزاں لوں کا اڈہ ہے جسے کاسکو کہا جاتا ہے۔ وہ اس کا راستہ تلاش کرنا چاہتے تھے لیکن کیرن نے انہیں بتایا کہ ایسا کوئی اڈہ اس کمپلیکس کے نیچے نہیں ہے کیونکہ یہ کمپلیکس اس کے سامنے تعمیر ہمیو۔ ماسٹر کلف بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے، ہیری۔ کیوں کال

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہوا ہے تو وہ چلے گئے۔ کاسکو کے بارے میں سن کر میں چونک پڑا۔ میں نے پہلے اپنے ہمیڈ کوارٹر فون کیا لیکن وہاں سے معلوم ہوا کہ آپ مادام لورین کے پاس گئے ہیں تو میں نے وہاں فون کیا ہے۔ .... ہیری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔“ .... ماسٹر کلف نے جواب دیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”تم نے پریزیڈنٹ ہاؤس کو چیک کیا ہے۔“ .... لورین نے ماسٹر کلف سے پوچھا۔

”نہیں مادام۔ یہی ایک جگہ رہ گئی تھی۔ اس کا تو مجھے خیال تک نہ آیا تھا۔ میں ابھی چیف جیفرے سے معلوم کرتا ہوں۔ وہ میرا دوست ہے۔“ .... ماسٹر کلف نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ۔ احمد تو نہیں ہو گئے۔ جیفرے کی جگہ یقیناً عمران یا اس کے کسی ساتھی نے لے لی ہو گی نا نسنس۔ اب تپہ چلا کہ وہ لوگ ٹریس کیوں نہیں ہو رہے تھے۔ تپہ اسے فون کرنے پر تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ انہیں ٹریس کر لیا گیا ہے۔“ .... لورین نے عصیلے لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ آپ درست کہہ رہی ہیں۔ لیکن اگر وہ اصل ہوئے تو۔“ .... ماسٹر کلف نے کہا۔

”تم اس کا نمبر ملاو۔ میں خود بات کرتی ہوں۔ میں اصل یا نقل کو ٹریس کر لوں گی۔“ .... لورین نے کہا تو ماسٹر کلف نے اثبات میں سر ملا

دیا اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔  
”میں۔ پریزیڈنٹ ہاؤس۔“ .... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی تو لورین نے اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

”ہیلو۔ میں مادام لورین بول رہی ہوں۔“ چیف جیفرے سے بات کراو۔“ .... مادام لورین نے تحکماں لجھے میں کہا۔

”میں مادام۔ ہو لڈآن کریں۔“ .... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جیفرے بول رہا ہوں۔“ .... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”آپ انٹرنیشنل انٹرٹینمنٹ کمپلیکس گئے اور آپ نے وہاں کاسکو کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ آپ یہ معلومات کیوں حاصل کر رہے ہیں جبکہ کاسکو اہتمامی ناپ سیکرٹ ہے۔“ .... لورین نے قدرے سخت لجھے میں کہا۔

”پریزیڈنٹ صاحب کے سیکرٹری کی فون کاں آئی تھی۔ انہوں نے کہا ہے کہ پریزیڈنٹ صاحب سپار گو تشریف لارہے ہیں اور وہ کاسکو کا خفیہ دورہ کرنا چلتے ہیں۔ وہاں کے انتظامات چیک کئے جائیں۔“ .... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اس کمپلیکس کے بارے میں آپ کو سیکرٹری صاحب نے ہی بتایا ہو گا۔“ .... لورین نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ ورنہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کاسکو کیا چیز ہے۔“ .... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"پھر آپ نے کیا پورٹ دی ہے سیکرٹری صاحب کو"..... لورین  
نے کہا۔

"ابھی ہماری واپسی ہوئی ہے کہ آپ کی کال آگئی ہے۔ ابھی میں  
نے رپورٹ کرنی ہے۔ ویسے اگر آپ کو معلوم ہو تو آپ بتا دیں"۔  
جیفرے نے کہا۔

"مجھے خود معلوم نہیں۔ میں تو آپ سے معلوم کرنا چاہتی تھی۔ آپ  
سیکرٹری صاحب کو رپورٹ کر دیں اور پھر ہم وہاں پہنچ کر ان کی چیکنگ کر دیں گے  
مہربانی مجھے بھی بتا دیں۔ کیونکہ سپارگو کی انچارج میں ہوں اور صدر  
صاحب کی حفاظت میری ذمہ داری میں بھی شامل ہے"..... لورین  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آپ کس نمبر سے بات کر رہی ہیں".... جیفرے نے  
پوچھا تو لورین نے ایک نمبر بتا دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں آپ کو اطلاع دے دوں گا"۔ دوسری  
طرف سے کہا گیا اور لورین نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔  
"یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ہمیں فوراً وہاں ریڈ کرنا ہے"۔  
لورین نے بے چین سے لبجے میں کہا۔

"آپ نے تو اپنے ہیڈ کوارٹر کا نمبر بتایا ہے۔ وہاں کا نمبر تو نہیں  
بتایا۔" ماسٹر کلف نے کہا۔

"اس لئے تو میں نے جان بوجھ کر وہاں کا نمبر دیا ہے تاکہ اسے  
شک نہ پڑ سکے۔ بہر حال وہ نقلی ہے چلو انھوں ہم نے فوری ریڈ کرنا ہے"

لپنے گروپ کو کال کر کے پریز ڈنٹ ہاؤس کے گھریاؤ کرنے کا حکم دے  
دو"..... لورین نے تیز لبجے میں کہا۔

"آپ وہاں کس نائب کا ریڈ کرانا چاہتی ہیں"..... ماسٹر کلف نے  
پوچھا۔

"ابھی چونکہ یہ پوری طرح طے نہیں ہو سکا کہ وہ لوگ واقعی  
عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ اس لئے تم پہلے اہتمامی زور اثر بے ہوش  
کرنے والی گیس فائر کراؤ۔ پھر ہم وہاں پہنچ کر ان کی چیکنگ کر دیں گے  
اگر یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہوئے تو انہیں اسی بے ہوشی کے  
عالم میں ہی ہلاک کر دیں گے اور اگر نہ ہوئے تو پھر انہیں ہوش میں لا  
کر معذرت کر لیں گے"..... لورین نے کہا تو ماسٹر کلف نے اثبات  
میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع  
کر دیتے۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے  
نائب کو احکامات دینے شروع کر دیتے۔

"جیسے ہی یہ کام مکمل ہو۔ تم نے مجھے مادام لورین کے نمبر تو  
ہیڈ کوارٹر میں کال کر کے رپورٹ دینی ہے"..... ماسٹر کلف نے کہا اور  
رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نجاح اٹھی اور مادام  
لورین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔  
"لیں".... مادام لورین نے کہا۔

"جانسن بول رہا ہوں مادام۔ ماسٹر کلف وہاں ہوں گے"۔ دوسری  
طرف سے آواز سنائی دی تو لورین نے رسیور ماسٹر کلف کی طرف بڑھا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں۔ کیا پورٹ ہے جانس“..... ماسٹر کلف نے رسیور لیتے ہی کہا کیونکہ لاڈر کا بٹن پہلے ہی پر لیں تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز اس نے بھی سن لی تھی۔

”جتاب حکم کی تعیین کر دی گئی ہے۔ پریزیڈنٹ ہاؤس میں بے ہوشی کی لگیں فائز کر دی گئی ہے۔“..... جانس نے کہا۔

”اندر جا کر چینکنگ کی ہے۔“..... ماسٹر کلف نے پوچھا۔

”لیں سر۔ اندر چھ افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور وہ سب پریزیڈنٹ ہاؤس کی یونیفارم میں ہیں اور سروہاں ایک کمرے میں ایک عجیب سی مشین بھی پڑی ہوئی ملی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اس مشین کے ذریعے فون ٹریس کئے جا رہے ہوں۔“..... جانس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ویں رکو۔ میں مادام لورین کے ساتھ آ رہا ہوں۔“..... ماسٹر کلف نے کہا اور رسیور کھل دیا۔

”ویری گذ۔ یہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ چلو۔“..... لورین نے مسرت بھرے لبجے میں کہا اور انھوں کھڑی ہوئی۔ ماسٹر کلف بھی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

عمران پنے ساتھیوں سمیت پریزیڈنٹ ہاؤس میں موجود تھا نعمانی پورچ میں کھڑا تھا اس کے جسم پر پولیس یونیفارم تھی وہ اس وقت ماسٹر کلف کے آدمی جانس کے میک اپ میں تھا جبکہ عمران اور اس کے باقی ساتھی پورچ کے سامنے ایک کمرے میں کھڑے تھے وہ سب ابھی تک پریزیڈنٹ ہاؤس کے ملازمین کے یونیفارم میں ہی تھے۔

”عمران صاحب۔ کیا ماسٹر کلاز اور لورین سے ہمیں کاسکو کے بارے میں حتیٰ معلومات مل جائیں گی۔“..... صدیقی نے کہا۔

”دیکھو ابھی تو صرف اندازہ ہی ہے بہر حال ان کے قابو میں آجائے سے یہاں سپار گو میں ہم آزادی سے کام کر سکیں گے۔“..... عمران نے جواب دیا اور صدیقی نے اشبات میں سر ہلا دیا ان سب کو ماسٹر کلف اور لورین کی آمد کا انتظار تھا انٹرنیشنل انٹریمنٹ کمپلیکس سے والپی پریزیڈنٹ ہاؤس پہنچتے ہی فون پر لورین کی کال آگئی تھی اور عمران نے

اس سے جیفرے کی آواز اور لججے میں بات کی تھی۔ پھر عمران کے کہنے پر ہی پریزیڈنٹ ہاؤس کے سور میں موجود ہنگامی ضرورت کے لئے کیس ماسک انہوں نے پہن لئے تھے کچونکہ عمران کا انداز تھا کہ ماسٹر کلف یا مادام لورین کے آدمی پہلے اندر کیس فائز کریں گے پھر اندر آئیں گے کیونکہ اسے یقین تھا کہ مادام لورین حتی طور پر اس نتیجے پر نہ پہن سکے گی کہ پریزیڈنٹ ہاؤس میں عمران اور اس کے ساتھی ہی موجود ہیں یا نہیں وہ لازماً پہلے چینگ کرانے گی اور پھر عمران کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا باہر سے اندر کیس فائز کی لیکن کیس ماسکوں کی وجہ سے وہ لوگ بے ہوش ہونے سے نج گئے تھے۔ پھر ایک پولیس یونیفارم میں ملبوس آدمی گیٹ پر چڑھ کر اندر داخل ہوا تو عمران نے اسے چھاپ لیا اس سے جو معلومات ملیں اس کے مطابق وہ ماسٹر کلف کا آدمی تھا اور اس کا نام جانسن تھا اور اسے ماسٹر کلف نے کیس فائز کر کے اندر چینگ کرنے کے بعد رپورٹ دینے کی ہدایت کی تھی چھانچہ عمران نے جانسن کو ہلاک کر دیا اس جانسن کا قدو مقامت چونکہ نعمانی جیسا تھا اس لئے عمران نے سب سے پہلے نعمانی پر جانسن کا مسیک اپ کیا اور پھر جانسن کی یونیفارم نعمانی نے پہن لی اس کے بعد عمران نے جانسن کے بتائے ہوئے نمبروں پر جانسن کی آواز میں فون کیا اور اب وہ ماسٹر کلف اور لورین کی آمد کے انتظار میں کھڑے تھے۔ لیکن اب ان کے چھروں پر کیس ماسک موجود نہیں تھے کال بیل بھنے کی آواز سنائی دی اور وہ سب چوکنا ہو گئے۔ عمران نے کھڑکی کے کونے سے آنکھہ اگا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

دی مہماں سے پورچ اور پھائک تک کامنظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ نعمانی پھائک کھول رہا تھا چند لمحوں بعد ایک کار اندر داخل ہوئی اور سیدھی پورچ میں آگر کر گئی نعمانی نے پھائک بند کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ کی طرف بڑھ گیا کار میں سے ایک عورت اور ایک مرد باہر نکل کر کھڑے ہو گئے نعمانی ان کے قریب پہنچ کر کر گیا پھر نعمانی اندر وہی حصے کی طرف بڑھنے لگا جبکہ وہ عورت اور مرد اس کے پیچھے چلتے ہوئے اندر وہی طرف بڑھنے لگے تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے سمت کر کمرے کے دروازے کی سائیڈوں میں ہو گئے دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور عورت اور مرد اندر داخل ہوئے۔

”خبردار ہاتھ اٹھا دو“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بھلی کی تیزی سے مڑے ہی تھے کہ عمران نے ہاتھ میں موجود پیشل کا ٹریکر دبادیا۔ پیشل میں سے نیلے رنگ کا غبار سائل کر ان دونوں کے چھروں سے ٹکرایا اور وہ دونوں بے اختیار لڑکھرا کر نیچے قالین پر گرتے چلے گئے جبکہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے سانس روک لئے تھے چونکہ یہ ساری پلانگ پہلے سے طے شدہ تھی اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے خود کار انداز میں اس پلانگ پر عمل کیا تھا۔

”اب سانس لے سکتے ہو“..... عمران نے چند لمحوں بعد سانس لے کر اپنے ساتھیوں سے کہا تو ان سب نے بھی سانس لینے شروع کر دیے نعمانی بھی اندر آگیا تھا۔

”انہیں کر سیوں پر بٹھا کر باندھ دو۔۔۔۔۔ عمران نے پیش کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور خود اس نے جیب سے ایک فکسہ فریکونسی کاڑا نسیمیر نکال لیا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔  
”ہیلو ہیلو۔ جانسن کانگ اور۔۔۔۔۔ عمران نے جانسن کی آواز اور لبجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔  
”لیں فاسٹر اینڈ نگ یو۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

”فاسٹر۔ ماسٹر کلف کا حکم ہے کہ میں ان کے ساتھ ہی یہاں پر یہ ڈنٹ ہاؤس میں رہوں گا۔ تم باقی ساتھیوں کو لے کر واپس ہیڈ کو ارٹر چلے جاو۔ اب یہاں نگرانی کی ضرورت نہیں رہی اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”اورا اینڈ آل۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور نسیمیر آف کر کے اس نے واپس جیب میں ڈال لیا۔

”یہاں صرف صدیقی رہے گا۔ باقی سب باہر جا کر نگرانی کرو گے تاکہ اچانک بہ کوئی آجائے۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو ان دونوں کو کر سیوں پر باندھنے میں مصروف تھے رہیوں کا انتظام چونکہ چہلے سے ہی کر لیا گیا تھا اس لئے جب تک عمران کاں کرتا رہا وہ ان دونوں کو باندھنے میں مصروف رہے اور پھر صدیقی کے علاوہ باقی ساتھی کمرے سے باہر چلے گئے۔

”پانی لا کر ان دونوں کے حلق میں ڈالو۔۔۔۔۔ عمران نے صدیقی سے کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کرو وہ ان دونوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ صدیقی ملٹھہ باقہ روم کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چبک تھا اس نے باری باری ان دونوں کے منہ کھول کر پانی ان کے حلق میں اندھیلنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی پانی ان کے حلق سے نیچے اتران کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے اور صدیقی نے چبک ایک طرف رکھا اور عمران کے ساتھ ایک کرسی رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی عورت اور مرد دونوں نے کر لہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں چہلے تو ان دونوں کی آنکھوں میں دھنڈ سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ شعور کی چمک اپھرنے لگی اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی ان دونوں نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رہیوں سے بندھنے ہونے کی وجہ سے وہ دونوں صرف کسما کر رہے گئے۔

”مادام لورین اور ماسٹر کلف تم دونوں ہی سپارو کے انچارج ہو اور تمہارا خیال تھا کہ سپارگو میں تمہاری مرضی کے بغیر کوئی پتا بھی نہیں ہل سکتا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

”تم۔۔۔ تم عمران ہو۔۔۔۔۔ لورین نے بے اختیار ہو کر کہا۔  
”ہاں۔۔۔ میرا نام ہی علی عمران ہے۔۔۔ میرا خیال تھا کہ تمہیں کنگز کے چیف نے یہاں بھیجا ہے تو تمہاری کھوپڑی میں یقیناً عقل نام کی کوئی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

چیز ہوگی اس لئے میں نے تمہیں براہ راست فون کر کے پوری تفصیل بتا دی تھی لیکن تم نے جس طرح دھمکیاں دیں اور جس طرح تم غصے سے بھڑک اٹھی تھی اس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ تمہارا عقل والا خانہ خالی ہے۔.... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مگر جانسن نے تو پورٹ دی تھی کہ تم سب بے ہوش ہو گئے ہو وہ جانسن کہاں ہے۔.... لورین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔“ جانسن نے تو پھانٹک کھولا تھا تاکہ تمہاری کار اندر آسکے تمہارا کیا خیال تھا کہ تم سے بات چیت ہونے کے بعد میں بھی تمہاری طرح اس انتظار میں یہاں بیٹھا رہتا کہ تمہارے آدمی آکر ہمیں ہمیں بے ہوش کر دیں۔.... عمران نے جواب دیا۔

”مجھے اعتراف ہے کہ تم میری توقع سے زیادہ ہوشیار آدمی ہو لیکن اب تم نے ہمیں کیوں باندھ رکھا ہے۔.... لورین نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”مجھے کاسکو کا محل وقوع بتا دو تو میں تمہیں رہا کر دوں گا۔ ورنہ دوسری صورت میں تم دونوں کی لاشیں پر یہ یہ نٹ ہاؤس کے گھر میں پڑی سڑتی رہیں گی اور میرا ساتھی ماسٹر کلف کے روپ میں سپار گو کا چارج سنبحاں لے گا اور پھر ہم خود ہی کاسکو کو ٹریس کر لیں گے۔“

عمران نے کہا۔

”یہ یقین کرو کہ مجھے اور ماسٹر کلف کو کاسکو کے محل وقوع کے بارے میں قطعی علم نہیں ہے۔.... لورین نے کہا۔

”ماسٹر کلف۔ تم کیا کہتے ہو۔....“ عمران نے ماسٹر کلف سے مخاطب ہو کر کہا جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”مادام لورین درست کہہ رہی ہیں۔....“ ماسٹر کلف نے جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں باندھ کر اور ہوش میں لا کر تو ہم نے اپنا وقت ہی ضائع کیا ہے تم تو پہنچوں گھر میں۔....“ عمران نے سرد لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پیش نکال کر اس کا رخ ماسٹر کلف کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یہ لفٹ سرد ہمراہ اور سفا کی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”رک جاؤ۔ مت مارو اسے رک جاؤ۔“.... یہ لفٹ لورین نے چھتے ہوئے کہا۔

”یہ آدمی تم سے پہلے کامیاب موجود ہے اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اسے کاسکو کے محل وقوع کا علم نہ ہو۔ کاسکو میں انسان ہوں گے روپوٹ نہیں ہوں گے اور انسانوں کو بہر حال بہت سی چیزوں کی ضرورت پڑتی رہتی ہے اس لئے وہ لامحالہ کاسکو سے باہر آگر سپار گو سے ہی اپنی ضروریات پوری کرتے ہوں گے۔“.... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”دیکھو عمران میں حلفاً کہتی ہوں کہ کاسکو کو اہتمائی ڈاپ سیکر رکھا گیا ہے میں نے ماسٹر کلف سے پوچھا تھا اسے واقعی اس کا محل وقوع معلوم نہیں ہے میں تسلیم کرتی ہوں کہ کاسکو کے لوگ سپار گو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

آتے ہوں گے لیکن انہوں نے کبھی اپنی شاخخت نہیں کرائی۔ لورین نے کہا۔

”کیوں ماسٹر کلف۔ کیا تمہیں واقعی نہیں معلوم کہ کاسکو کا محل وقوع کیا ہے۔“..... عمران نے لورین کو کوئی جواب دینے کی بجائے ماسٹر کلف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مادام سچ کہہ رہی ہیں یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس کا محل وقوع معلوم نہیں ہے اور ویسے بھی میں نے کبھی اسے معلوم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی کیونکہ بہر حال یہ سرکاری راز ہے۔“..... ماسٹر کلف نے جواب دیا۔

”اگر تم معلوم کرنا چاہتے تو کس طرح معلوم کرتے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”کسی سے بہر حال پوچھنا پڑتا۔“..... ماسٹر کلف نے جواب دیا۔

”اوکے مجھے تمہاری بات پر یقین آگیا ہے اور اس یقین کے بعد تمہیں زندہ رکھنا پے کار ہے۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبادیا۔ مشین پیش کی مخصوص توتواہٹ کے ساتھ ہی ماسٹر کلف کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم چند لمحے تترپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا وہ ختم ہو چکا تھا مادام لورین کارنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

”تم حد درجہ سفاک آدمی ہو۔“..... لورین نے کہا۔

”اور تم یہاں شاید ہم پر رحم کھانے کے لئے آئی تھیں۔ اب تمہاری باری ہے بولو مجھ سے تعاون کرتی ہو یا تمہارا بھی یہی حشر کروں۔“..... عمران نے اور زیادہ سرد لمحے میں کہا۔

”مم۔ مم مجھے مت مارو۔ تم جیسا تعاون چاہو میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں تمہاری ہر ڈیمانڈ پوری کرنے کے لئے تیار ہوں۔“..... لورین نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ڈیمانڈ سے تمہارا کیا مطلب ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”جو بھی تمہاری ڈیمانڈ ہو۔“..... اس بار لورین نے خاصے سنہلے ہوئے لمحے میں کہا۔

”میں نے تو تمہیں فون پر کہا تھا کہ میں صرف کاسکو میں موجود کافرستانی اسجنت کو ٹریس کر کے ختم کرنا چاہتا ہوں لیکن تم نے تعاون کرنے کی بجائے مجھے دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے ڈاکٹر آسکر سے اس بارے میں فون پر بات کی تھی مگر۔“..... لورین نے کہنا شروع کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تمہاری اس سے کیا بات ہوئی تھی میں نے وہ فون کال یہاں بیٹھے چیک کر لی تھی پر یہ یہ نہ ہاؤس میں ایسی مشیزی ہے سے موجود تھی جس سے فون کال کو چیک کیا جاسکتا ہے شاید سیکورٹی کے نقطہ نظر سے ایسی مشیزی یہاں رکھی گئی ہوگی۔“.....

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ تم نے جو کچھ مجھے بتایا تھا ایسا ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔“..... لورین نے کہا۔

”ضروری نہیں کہ ڈاکٹر آسکر نے جو کچھ تمہیں بتایا ہے وہ درست ہو بہر حال یہ میرا کام ہے تمہارا نہیں۔ اب تم بتاؤ کہ تم کیا فیصلہ کرتی ہو۔“..... عمران نے سرد لجھے میں کہا۔

”دیکھو عمران مجھے واقعی معلوم نہیں ہے کہ کاسکو کہاں ہے تم میری بات پر یقین کرو۔“..... لورین نے کہا۔

”تم اس ڈاکٹر آسکر کو تو یہاں بلا سکتی ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”یہاں - تمہارا مطلب ہے پریزیڈنٹ ہاؤس میں لیکن وہ یہاں نہیں آئے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ براہ راست صدر کو فون کر کے ان سے تصدیق کرے۔“..... لورین نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم بھی ماسٹر کلف کی طرح میرے لئے بیکار ثابت ہو رہی ہو۔“..... عمران کا ہجھہ یلکھت بدلت گیا۔

”تم مجھے ہلاک کر کے کیا فائدہ اٹھاؤ گے جبکہ میں زندہ رہ کر تمہاری ہر خدمت کر سکتی ہوں۔“..... لورین نے اس بار قدرے لاد بھرے لجھے میں کہا۔

”تو پھر اپنے چیف کو فون کر کے اس سے معلوم کرو اسے یقیناً کاسکو کے محل وقوع کے بارے میں علم ہو گا اور اگر نہیں ہو گا تو وہ بہر حال اس پوزیشن میں ہو گا کہ معلوم کر سکے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیکن میں چیف کو کیا کہوں۔“..... لورین نے چونک کر کہا۔

”یہ میرا مستند نہیں ہے تمہارا مستند ہے اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو مجھے کاسکو کا درست محل وقوع ٹریس کر کے دوبارہ تم بھی ماسٹر کلف کے پیچھے جاؤ۔ میں خود اسے ٹریس کر لوں گا۔“..... عمران نے سرد لجھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے مجھے آزاد کر دو میں فون کر کے معلوم کرتی ہوں۔“..... لورین نے کہا۔

”کارڈ لیس فون پیس لے آؤ۔“..... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی سے کہا تو صدیقی خاموشی سے اٹھا اور مذکر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”کیا تم واقعی اتنے کھور واقع ہوئے ہو یا اپنے ساتھی کے سامنے ایسا پوز کر رہے تھے۔“..... صدیقی کے باہر جاتے ہی لورین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی میری توقع سے زیادہ حسین لڑکی ہو لیکن میری عادت ہے کہ میں ڈیوٹی کے وقت صرف ڈیوٹی انجام دینے کا قائل ہوں اگر تم کسی طرح کاسکو کا محل وقوع ٹریس کر کے مجھے بتا دو تو پھر دیکھنا کہ میں تمہارے حسن کو کس قدر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہ بھی میرا وعدہ کہ تمہارے اس میزائلوں کے اڈے کو معمولی سانقصان بھی نہ پہنچے گا کیونکہ یہ میرا مشن ہی نہیں ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اسی لمحے صدیقی اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کارڈ لیس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

فون پیس موجود تھا۔  
”مجھے آزاد کر دو۔۔۔ لورین نے کہا۔

”ابھی نہیں جب تم محل وقوع ٹریس کر لوگی تب میرا وعدہ کہ  
تمہیں آزاد بھی کر دیا جائے گا۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”کیا تم مجھ سے خوفزدہ ہو۔۔۔ میں تو یہاں اکیلی ہوں جبکہ یہاں  
تمہارے ساتھی بھی موجود ہیں۔۔۔ لورین نے کہا۔

”میں واقعی تم سے اتنا خوفزدہ ہوں اگر تم کنگز کی ٹاپ ایجنت  
ہو سکتی ہو تو تم صرف انگلی کے اشارے سے بھی مجھے اور میرے  
ساتھیوں کو شاید ہلاک کر سکتی ہو۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے  
کہا۔

”میں وعدہ کرتی ہوں کہ۔۔۔ لورین نے کہنا شروع کیا۔  
”جو کام میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ میرے پاس فضول باتوں کا وقت  
نہیں ہے۔۔۔ نمبر بتاؤ۔۔۔ عمران کا لمحہ یکخت سرد ہو گیا تھا لورین نے  
بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر نمبر بتانے شروع کر دیے۔  
”نمبر پریس کر کے فون پیس اس کے کان سے لگا دو اور مس لورین  
آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اگر تم نے چیف کو کوئی اشارہ کرنے کی  
کوشش کی تو چیف جب تک یہاں کسی کو کال کر کے احکامات دے گا  
تمہاری روح اس دوران عالم بالا پہنچ چکی ہوگی اور زندگی دوبارہ نہیں  
مل سکتی۔۔۔ عمران نے سرد لمحہ میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔۔۔ لورین نے ہونٹ بھینخت ہوئے کہا تو عمران

کے اشارے پر صدیقی نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس  
نے لاڈر کا بٹن آن کیا اور فون پیس لورین کے کان سے لگا دیا دوسری  
طرف سے گھنٹی بھجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

”لیں۔۔۔ رسیور اٹھانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک آواز سنائی  
دی۔

”لورین بول رہی ہوں سارگو سے چیف سے بات کراؤ۔۔۔ لورین  
نے تحکماں لمحہ میں کہا۔

”ہو لڑ آن کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔  
ہیلو۔۔۔ چیف سپیکنگ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز  
سنائی دی۔

”لورین بول رہی ہوں چیف۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے  
سارگو میں داخل ہو کر یہاں کے انچارج ماسٹر کلف کو ہلاک کر دیا اور  
خود غائب ہو گئے ہیں میرا گروپ انہیں مسلسل تلاش کر رہا ہے لیکن  
ابھی تک ان کا پتہ نہیں چل رہا ویسے عمران نے مجھے سارگو آنے سے  
چہلے فون کیا تھا کہ وہ کاسکو میں پہنچ جانے والے کسی کافرستانی ایجنت کو  
ٹریس کر کے ہلاک کرنا چاہتا ہے ورنہ اس کا اور کوئی مشن نہیں ہے  
میں نے کاسکو کے انچارج ڈاکٹر آسکر سے فون پر بات کی تو اس نے اس  
بات کو یکسر مسترد کر دیا کہ کاسکو میں کوئی غیر ملکی ایجنت کسی بھی  
روپ میں داخل ہو سکتا ہے۔۔۔ لورین نے کہا۔

”تو پھر تم نے کیوں کال کی ہے۔۔۔ چیف نے سرد لمحہ میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”چیف۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ٹریس نہ ہو سکنے کی بنا پر مجھے حد شہ ہے کہ کہیں وہ بالا بالا کاسکو میں داخل ہو کر اپنا مشن نہ مکمل کر لیں اور میں انہیں تلاش ہی کرتی رہ جاؤں میں چاہتی ہوں کہ کاسکو کی نگرانی کر کے انہیں ٹریس کروں لیکن مجھے کاسکو کے محل وقوع کا ہی علم نہیں ہے۔“..... لورین نے جواب دیا۔

”کاسکو کے محل وقوع کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے لیکن تمہاری بات بھی درست ہے عمران سے کچھ بعید نہیں کہ وہ وہاں پانچ کراۓ تباہ ہی کر دے۔“..... چیف نے کہا۔

”آپ ڈاکٹر آسکر کو تو حکم دے سکتے ہیں کہ وہ مجھے محل وقوع کے بارے میں بتاوے میں اسے فون کر لوں گی۔“..... لورین نے کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جسیے لورین نے اس کے مطلب کی بات کی ہو۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے میں اسے فون کر کے احکامات دے دیتا ہوں تم اسے پانچ منٹ بعد فون کر لینا لیکن خیال رکھنا تم نے یا تمہارے گروپ کے کسی آدمی نے کاسکو میں داخل نہیں ہونا کسی بھی صورت میں۔“..... چیف نے کہا۔

”مجھے اندر جانے کی تو ضرورت ہی نہیں ہے چیف میں تو باہر سے اس کی سخت نگرانی کرانا چاہتی ہوں تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ختم کیا جاسکے۔“..... لورین نے جواب دیا۔

”اوکے تم پانچ منٹ بعد ڈاکٹر آسکر کو فون کر کے اس سے بات کر

لینا۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھی رابطہ ختم ہو گیا تو صدیقی نے فون آف کر کے لورین کے کان سے ہٹایا۔ ”اب تو تم مطمئن ہو گئے ہو گے اب تو مجھے آزاد کر دو۔ میرا جسم مسلسل بند ہے ہونے کی وجہ سے سن ہوتا جا رہا ہے۔“..... لورین نے کہا۔

”محترمہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی بے چین ہو رہی ہے اس کے منہ میں رومال ٹھونس دو اور یہ فون پیس مجھے دے دو۔“..... عمران نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو کیا مطلب۔“..... لورین نے حیران ہو کر تقریباً پیختہ ہوئے کہا لیکن صدیقی نے فون پیس عمران کی طرف بڑھایا اور پھر جیب سے رومال نکال کر اس نے اسے گولا سا بنا کر زبردستی لورین کا منہ کھول کر رومال اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ لورین نے بے اختیار سر ادھر اور ہمارنا شروع کر دیا لیکن عمران اطمینان سے بیٹھا رہا۔

”آپ کو ڈاکٹر آسکر کا فون نمبر معلوم ہے۔“..... صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں اسی فون نمبر سے تو میں نے اس کی لوکیشن چیک کی تھی لیکن ڈاچنگ مشیزی کی وجہ سے درست لوکیشن چیک نہ ہو سکی تھی ورنہ تو اس سارے بکھریے میں پڑنے کی ضرورت ہی نہ رہتی۔“..... عمران نے جواب دیا پھر اس نے گھری دیکھی اور تقریباً پانچ منٹ گزرنے کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بعد اس نے فون پیس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیئے لگی چونکہ لاڈر کا بٹن آن تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز صدیقی کے ساتھ ساتھ کرسی پر بندھی بیٹھی لورین بھی سن رہی تھی۔

”لیکن یہ محل و قوع فون پر نہیں بتایا جاسکتا میں لورین یہ بات طے شدہ ہے اور آپ کا سکو میں داخل ہی نہیں ہو سکتیں اس لئے آپ کوئی ایسی جگہ بتا دیں جہاں میں خود پہنچ کر آپ سے ملاقات کر سکوں اور آپ کو زبانی محل و قوع بتا دوں۔“ دیسے میرا تو خیال ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے جب کسی کو بھی اس محل و قوع کا علم ہی نہیں تو پاکیشیانی اسجنٹ اسے کیسے تلاش کر لیں گے۔“..... ڈاکٹر آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو ان ہمجنٹوں کے بارے میں علم نہیں ہے ڈاکٹر آسکر آپ صرف سائنسدان ہیں اور یہ لوگ بعض اوقات ناممکن کو بھی ممکن بنایتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ چیف جیسا محتاط آدمی بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے اسی لئے تو اس نے آپ سے بات کی ہے دیسے آپ نے درست ہوگی۔“..... عمران نے لورین کی آواز میں کہا۔

”لورین بول رہی ہوں ڈاکٹر آسکر سے چیف نے آپ کو فون کال کی باوقار آواز سنائی دی۔“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور

”ہاں لیکن آپ کیوں کا سکو کا محل و قوع جانتا چاہتی ہیں۔ یہ تو انتہائی ٹاپ سیکرٹ ہے۔“..... ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

”میں پاکیشیانی ہمجنٹوں کو روکنا چاہتی ہوں کیونکہ وہ سپارگو میں داخل ہو چکے ہیں اور ہم انہیں ٹریس نہیں کر پا رہے انہوں نے لا محلہ کا سکو ہمچنانہ ہے اس لئے میری چیف سے بات ہوئی تھی کہ اگر مجھے کا سکو

کا محل و قوع معلوم ہو تو میں وہاں نگرانی کر اسکوں اس طرح یہ پاکیشیانی اسجنٹ لا محلہ مارے جائیں گے۔“..... عمران نے لورین کی آواز اور لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ محل و قوع فون پر نہیں بتایا جاسکتا میں لورین یہ بات طے شدہ ہے اور آپ کا سکو میں داخل ہی نہیں ہو سکتیں اس لئے آپ کوئی ایسی جگہ بتا دیں جہاں میں خود پہنچ کر آپ سے ملاقات کر سکوں اور آپ کو زبانی محل و قوع بتا دوں۔“ دیسے میرا تو خیال ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے جب کسی کو بھی اس محل و قوع کا علم ہی نہیں تو پاکیشیانی اسجنٹ اسے کیسے تلاش کر لیں گے۔“..... ڈاکٹر آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو ان ہمجنٹوں کے بارے میں علم نہیں ہے ڈاکٹر آسکر آپ صرف سائنسدان ہیں اور یہ لوگ بعض اوقات ناممکن کو بھی ممکن بنایتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ چیف جیسا محتاط آدمی بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے اسی لئے تو اس نے آپ سے بات کی ہے دیسے آپ نے درست ہوگی۔“..... عمران نے لورین کی آواز میں کہا۔

”ہاں لیکن آپ کیوں کا سکو کا محل و قوع جانتا چاہتی ہیں۔ یہ تو انتہائی ٹاپ سیکرٹ ہے۔“..... ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

”میں پاکیشیانی ہمجنٹوں کو روکنا چاہتی ہوں کیونکہ وہ سپارگو میں داخل ہو چکے ہیں اور ہم انہیں ٹریس نہیں کر پا رہے انہوں نے لا محلہ کا سکو ہمچنانہ ہے اس لئے میری چیف سے بات ہوئی تھی کہ اگر مجھے کا سکو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہو سکتا اور نہ ہی مہماں کی بات کسی صورت لیک آٹھ ہو سکتی ہے۔  
عمران نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

”پریزیڈنٹ ہاؤس۔ اوہ۔ یہ واقعی آپ نے اچھی جگہ کا انتخاب کیا  
ہے۔ ٹھیک ہے۔ آپ اس کے انچارج جیفرے سے بات کر لیں۔ پھر  
مجھے فون کر کے بتا دیں۔“..... ڈاکٹر آسکر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ  
کر فون آف کرو دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ تو واقعی قدرت ہمارا ساتھ دے رہی ہے۔“  
صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہماری نیت جو ٹھیک ہے۔ میں نے تو لورین کو بتایا ہے کہ  
ہمارا مقصد اڑے کی تباہی نہیں ہے لیکن اسے ہماری نیت پر شک تھا  
جبکہ اللہ تعالیٰ تو نیتوں کا حال بھی جانتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے  
ہوئے جواب دیا۔

”ڈاکٹر آسکر کو آپ نے مہماں بلایا ہے۔ کیا آپ اس سے کوئی فائدہ  
امتحانا چاہتے ہیں۔“..... صدیقی نے کہا۔

”یہ تو وہ مہماں آئے گا تب ہی سپہ چل سکے گا۔“..... عمران نے  
جواب دیا اور پھر کچھ دیر بعد اس نے فون چیس آن کیا اور نمبر پر لیں  
کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔“..... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے ساتھ ہی  
مردانہ آواز سنائی دی۔

”لورین بول رہی ہوں۔ ڈاکٹر آسکر سے بات کرو۔“..... عمران

نے لورین کے لجھے میں کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ڈاکٹر آسکر بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ڈاکٹر آسکر کی آواز  
سنائی دی۔

”ڈاکٹر آسکر۔ میری جیفرے سے بات ہو گئی ہے۔ وہ آپ کا اہتمامی  
گرجوشی سے استقبال کرے گا۔ آپ گیٹ پر جا کر صرف اپنا نام بتائیں  
گے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمیں پریزیڈنٹ ہاؤس کے اس کمرے  
میں پہنچا دے گا جہاں ایسے خصوصی انتظامات موجود ہیں کہ کسی بھی  
صورت وہاں سے کوئی بات لیک آٹھ نہیں ہو سکتی۔ اس طرح  
ہماری یہ بات چیت ہر لحاظ سے محفوظ رہے گی۔“..... عمران نے لورین  
کے لجھے میں کہا۔

”اوکے۔ پھر آپ ایسا کریں کہ وہاں پہنچ جائیں کیونکہ میرا  
وقت بے حد قیمتی ہوتا ہے اور مجھے اہم کام کرنے ہوتے ہیں۔ میں  
نصف گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ جاؤں گا۔“..... ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس  
کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے فون آف  
کر دیا۔

”اب جیفرے صاحب کو بلاوتا کہ میں اسے ڈاکٹر آسکر کی آمد اور  
اس کے استقبال کی ہدایات دے سکوں۔“..... عمران نے مسکراتے  
ہوئے کہا تو صدیقی مسکرا تاہو اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

دیر بعد نائیگر جواب جیفرے کے روپ میں تھا۔ صدیقی کے ساتھ اندر داخل ہوا اور عمران نے اسے ڈاکٹر آسکر کی آمد اور اس کے استقبال کے ساتھ ساتھ اسے اندر لے آنے کی تفصیلی ہدایات دے دیں۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ جیسے آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا۔“..... نائیگر نے جواب دیا اور مڑک رواپس چلا گیا۔

”اب مس لورین کے منہ سے رومال نکال دو۔ کسی خاتون کے لئے اس سے بڑی سزا اور نہیں ہو سکتی کہ اسے اتنی دیر تک خاموش پیٹھنا پڑ جائے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدیقی ہنستا ہوا آگے بڑھا اور اس نے لورین کے منہ سے رومال باہر کھینچ لیا تو لورین نے بے اختیار لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔

”تم۔ تم نے میرے لججے اور میری آواز کی کیسے نقل کر لی۔ اگر میں تمہیں سامنے پیٹھے بولتے ہوئے نہ دیکھتی تو کبھی یقین نہ کرتی کہ تم بول رہے ہو۔“..... لورین نے اتنا حیرت بھرے لججے میں کہا۔

”تمہاری آواز مجھے واقعی پسند ہے۔ تمہاری آواز کی کشش ہی تو مجھے سپار گولے آئی تھی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور لورین نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ ڈاکٹر آسکر اس قدر احمق بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خود چل کر تمہارے پاس آجائے گا۔“..... لورین نے اس بار قدرے غصیلے لججے میں کہا۔

”اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ تمہاری آواز ہی ایسی ہے کہ

جو سنتا ہے بے اختیار کھنچا چلا آتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا اور لورین باوجود غصے کے بے اختیار ہنس پڑی۔

”کاش کسی طرح اسے معلوم ہو سکتا کہ اس سے بات میں نے نہیں کی۔“..... لورین نے کہا۔

”جب وہ سہاں آئے گا تو میں اسے بتاؤں گا۔ اس میں استاپریشن ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو لورین بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم اسے ہلاک کر دو گے۔“..... لورین نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یہ خیال تمہیں کیسے آگیا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”ظاہر ہے تم اسے اصل حقیقت تب ہی بتاؤ گے جب تمہارے خیال کے مطابق وہ زندہ نہ رہے گا۔“..... لورین نے کہا۔

”میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ڈاکٹر آسکر سائنسدان ہے اور میں سائنسدانوں کی واقعی دل سے قدر کرتا ہوں اور دوسری بات یہ کہ اسے ہلاک کر کے مجھے کیا ملے گا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر تم نے یہ بات کیوں کی کہ تم اسے اصل صورت حال بتاؤ گے۔“..... لورین نے کہا۔

”اس لئے کہ میں تمہاری آواز کی تو نقل کر سکتا ہوں لیکن میک اپ کر کے تم جیسا نہیں بن سکتا۔ اس لئے ظاہر ہے اسے اصل حقیقت بتانی پڑے گی۔“..... عمران نے جواب دیا تو لورین کے چہرے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پرشدید بھن کے تاثرات ابھرائے لیکن وہ خاموش رہی۔ اس نے کوئی بات نہ کی۔ پھر جب تقریباً آدھا گھنٹہ گزرنے کے قریب ہوا تو عمران انھ کھدا ہوا۔

”تم نے مہیں رہنا ہے اور لورین کا خیال رکھنا ہے“..... عمران نے صدیقی سے کہا اور تیزی سے مذکور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

دروازے پر دستک کی آواز سن کر میز کے پیچے کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیر عمر آدمی نے سلمنے رکھی ہوئی تختیم فائل سے سراٹھایا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے پھرے پر قدرے بھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”یہ کم ان“..... اس آدمی نے اوپنی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔

”کیا بات ہے روزی۔ اس طرح تمہاری اچانک آمد“..... ادھیر عمر آدمی نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

”ڈاکٹر مارگ۔ آپ کو معلوم ہے کہ سپار گو میں کیا ہو رہا ہے آجھکل“..... روزی نے آگے بڑھ کر میز کی دسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا ہو رہا ہے۔ کیا مطلب“..... ادھیر عمر آدمی نے حیرت بھرے

لچے میں کہا۔  
”پاکیشیانی ہمجنٹوں کی ایک ٹیم سپار گو چینچ چکی ہے اور وہ کاسکو اور  
ہاکسٹم کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔“..... روزی نے جواب دیا تو ڈاکٹر مارگ  
بے اختیار اچھل پڑا۔  
”کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تمہیں کس نے بتایا ہے۔“  
ڈاکٹر مارگ نے اہتمامی حیرت بھرے لچے میں کہا۔  
”کاسکو کے انچارج ڈاکٹر آسکر نے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ ڈاکٹر  
آسکر مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتا۔“..... روزی نے قدرے فخریہ لچے  
میں کہا۔

”وہ تو مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر آسکر تم ہی کیا کاسکو اور ہاکسٹم میں  
کام کرنے والی کسی لڑکی سے کوئی بات نہیں چھپاتا۔ لیکن اسے اس  
بات کی کیسے اطلاع مل گئی جبکہ مجھے تو ابھی تک کوئی اطلاع نہیں  
ملی۔“..... اوھرید عمر ڈاکٹر مارگ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو روزی بے  
اختیار ہنس پڑی۔

”ڈاکٹر آسکر آپ کی طرح خشک طبیعت کا سائنسدان نہیں ہے۔  
وہ زندگی کو انجوائے کرنے کافی جانتا ہے۔ اس وقت وہ پریزیڈنٹ  
ہاؤس گیا ہوا ہے تاکہ ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنت لورین کو کاسکو کا  
 محل وقوع بتاسکے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کیوں وہاں گیا ہے۔“ روزی  
نےہستے ہوئے کہا۔

”کاسکو کا محل وقوع بتانے گیا ہے۔ کیوں۔ یہ تم کیسی باتیں کر

رہی ہو۔ کیا تم نئے میں تو نہیں ہو۔ کاسکو کا محل وقوع تو ٹاپ سیکرٹ  
ہے۔ وہ کیسے کسی کو بتایا جا سکتا ہے۔“..... ڈاکٹر مارگ نے حیرت  
بھرے لچے میں کہا۔

”میں جو کچھ کہہ رہی ہوں درست کہہ رہی ہوں۔ میں آپ کو  
تفصیل بتاتی ہوں یہ تفصیل ڈاکٹر آسکر نے مجھے بتائی ہے اور ڈاکٹر  
آسکر کو کنگز کے چیف نے کہ کاسکو میں نصب بی ایکس میزاں لوں سے  
پاکیشیا کو خطرات لاحق ہیں کہ ان میزاں لوں کی مدد سے ان کے اسٹھی  
مراکز کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے پاکیشیانی ایجنت ان میزاں لوں کو  
تباه کرنا چاہتے ہیں جس پر حکومت ایکریمیا نے ان پاکیشیانی ہمجنٹوں  
کے خاتمے کے لئے ایکریمیا کی سب سے طاقتور تنظیم کنگز کو یہ مشن  
سو نیپا ہے کہ وہ سپار گو چینچ کر ان ہمجنٹوں کا راستہ روکیں۔ پاکیشیانی  
ہمجنٹوں کی ٹیم کا لیڈر ایک نوجوان علی عمران ہے جس سے پوری دنیا  
کی تنظیمیں خوفزدہ رہتی ہیں۔ کنگز نے اس کے مقابلے کے لئے اپنی  
ٹاپ سیکرٹ ایجنت لورین کو یہاں بھیجا ہے۔ لورین اب سپار گو کا  
انچارج ہے۔ پھر وہ ٹیم یہاں چینچ گئی۔ لورین کے ساتھ ساتھ سپار گو کا  
چیف ماسٹر کلف بھی ان کے خلاف کام کر رہا تھا۔ اس پاکیشیانی ٹیم  
نے ماسٹر کلف کو ہلاک کر دیا اور غائب ہو گئی۔ لورین نے بے حد  
نکریں ماریں کہ کسی طرح انہیں ٹریس کیا جاسکے لیکن انہیں ٹریس نہ  
کیا جاسکا تو اس نے یہ پلاتنگ کی کہ کاسکو کا محل وقوع معلوم کر کے  
اس کی نگرانی کی جائے کیونکہ بہر حال پاکیشیانی ہمجنٹوں کا ٹارگ تو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

میزانلوں کا اڈہ کاسکو اور میزانلوں کی فلکٹری اور لیبارٹری ہاکسٹم ہی ہے اور کاسکو میں داخل ہونے کے بعد ہی وہ اس سے طختہ ہاکسٹم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے وہ لامحالہ کاسکو ہی آئیں گے اور اگر وہ اس کی نگرانی کرے تو وہ ان میجنٹوں کو نہ صرف ٹریس کر لے گی بلکہ ان کا خاتمہ بھی کر سکتی ہے۔ ..... روزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پلاننگ تو درست ہے۔ پھر“ ..... ڈاکٹر مارگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لورین نے ڈاکٹر آسکر سے بات کی تو ڈاکٹر آسکر نے محل و قوع بتانے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ جس پر لورین نے کنگز کے چیف سے بات کی۔ کنگز کے چیف نے براہ راست ڈاکٹر آسکر سے بات کی اور اسے حکم دیا کہ وہ لورین کو کاسکو کا محل و قوع بتادے البتہ لورین یا اس کا کوئی آدمی کاسکو میں داخل نہ ہو سکے گا جس پر ڈاکٹر آسکر مجبور ہو گیا۔ پھر لورین کافون آیا تو ڈاکٹر آسکر نے اسے کہا کہ محل و قوع فون پر نہیں بتایا جا سکتا اور چونکہ لورین کاسکو نہیں آسکتی اس لئے وہ اسے کوئی جگہ بتائے تو وہ خود آکر اس سے مل لے گا اور اسے محل و قوع بتادے گا۔ جتناچہ لورین نے اس کے لئے سپار گو میں موجود پریزیدنٹ ہاؤس کا سپہ بتایا ہے ڈاکٹر آسکر نے بھی تسلیم کر لیا اور اب وہ پریزیدنٹ ہاؤس گیا ہے تاکہ اس لورین کو کاسکو کا محل و قوع بتا سکے۔ ..... روزی نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس میں ایسی کیا بات ہے کہ تم نے اکر مجھے بھی ڈراؤیا۔

صرف محل و قوع بتانے سے کیا ہو گا اور وہ بھی ایکریمین سرکاری میجنٹوں کو ہی بتایا جا رہا ہے۔ ..... ڈاکٹر مارگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو آپ ابھی تک نہیں سمجھ سکتے کہ ڈاکٹر آسکر خود کیوں محل و قوع بتانے گیا ہے۔ آپ واقعی اہتمامی خشک طبیعت کے مالک ہیں۔“

روزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا اس میں بھی کوئی راز ہے۔“ ..... ڈاکٹر مارگ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہا۔۔۔ لورین کی آواز بہت خوبصورت اور پرکشش ہے اس لئے ڈاکٹر آسکر کا خیال ہے کہ وہ خود بھی خوبصورت اور نوجوان ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ اگر واقعی ایسا ہوا تو پھر ڈاکٹر آسکر صرف اسے محل و قوع ہی نہیں بتائے گا۔ اسے اپنے ساتھ کاسکو میں بھی لے آئے گا۔“ ..... روزی نے کہا۔

”نہیں۔ ڈاکٹر آسکر لاکھ رنگین مزاج ہی۔۔۔ بہر حال وہ ایسا غیر ذمہ دارانہ کام نہیں کر سکتا کہ کسی اجنبی کو کاسکو میں لے آئے۔“ ڈاکٹر مارگ نے جواب دیا۔

”اگر وہ لے آیا تو۔“ ..... روزی نے چیلنج دینے والے لمحے میں کہا۔

”تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ وہ کاسکو کا انچارج ہے جو چاہے کرتا سکے۔“ ..... ڈاکٹر مارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر وہ کسی کو لے آیا تو اس طرح نہ صرف کاسکو خطرے میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پڑ جائے گا بلکہ آپ کی فیکٹری اور لیبارٹری ہا کسم کو بھی خطرات لاحق ہو جائیں گے۔..... روزی نے جواب دیا۔  
”ہاں بات تو تمہاری تھیک ہے لیکن تم مجھ سے کیا چاہتی ہو۔“  
ڈاکٹرمارگ نے کہا۔

”اگر ڈاکٹر آسکر ایسا کرے تو آپ اس کی شکایت تو حکام بالا کو کر سکتے ہیں۔..... روزی نے کہا تو ڈاکٹرمارگ بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ اب تمہاری تشویش میری بھجہ میں آرہی ہے کہ تم اس لورین سے جیلیں ہو رہی ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ اگر وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہوئی تو ڈاکٹر آسکر تمہیں چھوڑ کر اس کی طرف مائل ہو جائے گا۔ یہی بات ہے نا۔“..... ڈاکٹرمارگ نے کہا۔

”میری تو ڈاکٹر آسکر سے صرف دوستی ہے۔ مجھے کیا وہ کسی سے ملتا رہے۔ میرا اصل تعلق تو بہر حال ہا کسم سے ہے۔ میں تو ہا کسم کو محفوظ رکھنا چاہتی ہوں۔“..... روزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم فکر نہ کرو لورین چاہے کتنی بھی حسین کیوں نہ ہو۔ بہر حال تم سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔“..... ڈاکٹرمارگ نے جواب دیا تو روزی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے پھرے پر حریت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا۔ کیا آپ کے پاس بھی دل ہے جو کسی کی خوبصورتی کا اندازہ کر سکتا ہے۔“..... روزی نے حریت بھرے لجھے میں کہا تو ڈاکٹرمارگ بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں بھی بہر حال انسان ہوں روزی۔ خوبصورتی کا اثر تو مجھ پر بھی

ہوتا ہے لیکن ان معاملات میں میرے نظریات ڈاکٹر آسکر سے مختلف ہیں۔ اس لئے تمہیں میری بات پر حریت ہو رہی ہے۔ بہر حال تم فکر نہ کرو۔ اگر واقعی ڈاکٹر آسکر لورین کو ساتھ لے آیا تو میں اس سے بات کروں گا اور پھر میں واقعی اعلیٰ حکام سے اس کی شکایت بھی کروں گا۔ تم اسے چیک کرو اور پھر مجھے آگر رپورٹ دینا۔“..... ڈاکٹرمارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ بس میں یہی چاہتی تھی۔ او کے۔ ویسے میری خوبصورتی کی تعریف کا شکریہ۔“..... روزی نے اٹھلاتے ہوئے لجھے میں کہا اور اٹھ کر مڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی اور ڈاکٹرمارگ نے مسکراتے ہوئے دوبارہ نظریں فائل پر مرکوز کر دیں۔ پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا کہ دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی۔

”یہ کم ان۔“..... ڈاکٹرمارگ نے سر اٹھاتے ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور روزی اور ڈاکٹر آسکر دونوں اکٹھے ہی اندر واخیل ہوئے۔

”اوہ ڈاکٹر آسکر تم۔ آؤ۔ آؤ۔ میں نے تو سنا تھا کہ تم پر یہ یہ نہ ہاؤں گئے ہوئے تھے کسی لورین کو کاسکو کا محل و قوع بتانے۔“..... ڈاکٹرمارگ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے اس شریر روزی نے بتا دیا ہے کہ اس نے آپ کو کس طرح میری شکایت کرنے پر آمادہ کر لیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں شاید لورین کے حسن کا شکار ہو کر اسے یہاں لے آؤں گا لیکن یہ جذباتی لڑکی ہے۔ میں کم از کم ایسی حرکت نہیں کر سکتا تھا اور لورین چاہے لا کہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

خوبصورت ہو لیکن روزی تو بہر حال روزی ہی ہے..... ڈاکٹر آسکرنے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا اور ڈاکٹر مارگ بے اختیار ہنس پڑا۔ روزی بھی مسکرا دی تھی۔

”چلو روزی کی تشویش تو دور ہوئی۔ لیکن کیا واقعی وہ پاکیشیانی امجنت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔“..... ڈاکٹر مارگ نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر آسکر اور روزی دونوں میز کی دوسری طرف موجود کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

”اسی لئے تو میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ ایک تو روزی کی شکایت کا ازالہ ہو جائے دوسرا آپ سے بھی معاملہ ڈسکس ہو جائے میں کنگز کے چیف کے حکم پر مجبور تو ہو گیا تھا لیکن میں نے اسے جان بوجھ کر غلط محل وقوع بتایا ہے کیونکہ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں وہ پاکیشیانی امجنت اس لورین کو ہی پکڑ کر اس سے محل وقوع نہ معلوم کر لیں جبکہ مجھے یقین ہے کہ وہ لاکھ سرچ ٹیکس بہر حال کا سکو اور ہا کسی کا محل وقوع کسی صورت بھی معلوم نہیں کر سکتے۔ اس طرح حکم کی تعمیل بھی ہو گئی اور ٹاپ سیکرٹ بھی ٹاپ سیکرٹ ہی رہے گا۔“ ڈاکٹر آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ ڈاکٹر آسکر۔ تم نے واقعی عقلمندانہ اقدام کیا ہے۔“ ڈاکٹر مارگ نے کہا۔

”اوکے۔ اب مجھے اجازت۔ میں نے کنٹرول سیکشن میں کچھ کام کرنا ہے۔“..... ڈاکٹر آسکر نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر مارگ بھی اٹھ کردا

ہوا۔

”اوکے روزی۔ اب رات کو ہی ملاقات ہو گی۔“..... ڈاکٹر آسکر نے روزی سے کہا۔

”آج نہیں۔“..... روزی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے پھرے پر شیر سی مسکرا ہٹ تھی۔

”اے وہ کیوں۔ کیا تم ابھی تک مجھ سے ناراض ہو۔“..... ڈاکٹر آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ناراض نہیں ہوں۔ لیکن آج مجھ پر ایک اور بات کا انکشاف ہوا ہے کہ ڈاکٹر مارگ بھی مجھے خوبصورت سمجھتے ہیں۔ آج رات میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر مارگ سے ذرا تفصیل سے پوچھوں گی کہ انہوں نے مجھ میں کیا خوبصورتی دیکھی ہے۔“..... روزی نے شرارت بھرے لجھے مز کہا تو ڈاکٹر آسکر بے اختیار ہنس پڑا۔

”پھر تو مبارک ہو ڈاکٹر مارگ۔“..... ڈاکٹر آسکر نے کہا تو ڈاکٹر مارگ بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ روزی اب بہت شرارتی ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا اب واقعی کوئی نہ کوئی بندوبست کرنا ہی پڑے گا۔“..... ڈاکٹر مارگ نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جو بھی بندوبست ہو کل مجھے بتا دیجئے گا۔ گڈ بائی۔“..... ڈاکٹر آسکر نے ہنسنے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم انھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"یہ کیا بات کر دی روزی تم نے۔ جب کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میرے نظریات ڈاکٹر آسکر سے مختلف ہیں۔..... ڈاکٹر مارگ نے ڈاکٹر آسکر کے جاتے ہی غصیلے لمحے میں روزی سے کہا لیکن اس کا لمحہ بتا رہا تھا کہ اس کا یہ خصہ مصنوعی ہے اور روزی بے اختیار ہنس پڑی۔

"ڈاکٹر آسکر کے نظریات تو مجھے معلوم ہیں البتہ آپ کے نظریات میں معلوم کرنا چاہتی ہوں اس لئے گذبائی۔ رات کو ملاقات ہو گی۔" ڈاکٹر آسکر کا رویہ یقینت اہتمائی پر اسرار سا ہو گیا ہے اور میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ اسے کیا ہوا ہے۔..... ڈاکٹر مارشل نے کہا۔ "تم کھل کر بات کرو۔ تم نے کیا محسوس کیا ہے اور کیوں۔" ڈاکٹر مارگ نے کہا۔ اس نے چونکہ کام مکمل کرنا تھا اسی لئے وہ مسلسل کام کرتا رہا۔ پھر کام ختم کر کے اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر فائل بند کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھ دیا اور پھر وہ کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ دروازہ یقینت کھلا تو ڈاکٹر مارگ بے اختیار چونک پڑا۔ آنے والے ایک ادھیر عمر آدمی تھا۔ اس کے پر اہتمائی لمحن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"خیریت ڈاکٹر مارشل۔ تم بہت لمحے ہوئے دکھائی دے رہے ہو۔"..... ڈاکٹر مارگ نے کہا۔

"میں آپ سے ایک خاص بات کرنے آیا ہوں ڈاکٹر مارگ اور میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ بات کیسے کروں۔"..... آنے والے نے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔ تم کھل کر بات کرو۔"..... ڈاکٹر مارگ نے حیران ہوتے

ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر آسکر کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔"..... ڈاکٹر مارشل نے کہا تو ڈاکٹر مارگ بے اختیار چونک پڑا۔  
"کیا ہوا۔" کیا بات کرنی ہے۔"..... ڈاکٹر مارگ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"ڈاکٹر آسکر کا رویہ یقینت اہتمائی پر اسرار سا ہو گیا ہے اور میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ اسے کیا ہوا ہے۔"..... ڈاکٹر مارشل نے کہا۔ "تم کھل کر بات کرو۔" تم نے کیا محسوس کیا ہے اور کیوں۔" ڈاکٹر مارگ نے کہا۔

"ڈاکٹر آسکر کسی لورین سے ملنے پر یہ یڈنٹ ہاؤس گیا۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ میں اس کا نمبر نہ ہوں۔ اس نے مجھے کہا کہ وہ جلد ہی لوٹ آئے گا۔ اس لئے میں اس کے پیچھے کا سکو کا ہر لحاظ سے خیال رکھوں۔ بہر حال یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے میں پریشان ہوتا۔ ڈاکٹر آسکر ایک گھنٹے بعد واپس آگیا۔ روزی چہلے ہی اس کے آفس میں موجود تھی۔ پھر وہ روزی سمیت ہہاں آپ کے پاس آگیا۔ اس حد تک تو بات ثہیک تھی لیکن جب وہ واپس آیا تو اس نے مجھے کہا کہ وہ کنٹرول روم میں کام کرنا چاہتا ہے۔ میں نے جب اس سے کام کی نوعیت پوچھی تو اس نے بتایا کہ وہ واپسی میں بتائے گا۔ بہر حال وہ میرے ساتھ کنٹرول روم میں گیا اور پھر اس نے میں کمپیوٹر کو چیک کرنا شروع کر دیا اور مجھے اس نے ایک اور کام بتا دیا۔ میں وہ کام کرنے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

چلا گیا اور ڈاکٹر آسکر مسلسل کمپیوٹر پر کام کرتا رہا۔ پھر وہ وہاں سے اٹھا اور دفتر آگیا۔ میں بھی کام ختم کر کے اس کے آفس آیا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ دوبارہ شہر جا رہا ہے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ ایک اتنا ضروری کام ہے اور پھر وہ چلا گیا۔ میں اس کے پراسرار روئے اور انداز پر بے حد حیران ہوا لیکن پھر کافی درست کجھ اس کی واپسی نہ ہوئی تو مجھے تشویش ہوئی کیونکہ ڈاکٹر آسکر کبھی اتنی درست باہر نہیں رہا۔ مجھے میں نے لورین کو فون کیا تاکہ اس سے معلوم کر سکوں تو لورین سے رابطہ نہ ہو سکا۔ مجھے بتایا گیا کہ مس لورین پر یہ نہ ہاؤس گئی ہوئی ہیں اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی۔ میں نے پر یہ نہ ہاؤس فون کیا لیکن وہاں سے کوئی فون انتہا نہیں کر رہا۔ اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ اب کیا کیا جائے۔ ڈاکٹر مارشل نے کہا تو ڈاکٹر مارگ بے اختیار پڑا۔

”لیں اتنی سی بات سے تم اس قدر پریشان ہو گئے ہو۔ تم ڈاکٹر آسکر کو بچھے سمجھتے ہو کہ وہ سپار گو میں کہیں گم ہو گیا ہو گا۔ آجائے گا واپس بے فکر ہو اور اپنا کام کرو۔“ ڈاکٹر مارگ نے ہنسنے ہوئے کہا۔ ”آپ نہیں سمجھ رہے ڈاکٹر مارگ۔ دراصل جو بات مجھے کھٹک رہی ہے وہ میں منہ سے نکالنا نہیں چاہتا۔“ ڈاکٹر مارشل نے کہا تو ڈاکٹر مارگ بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کون سی بات۔“ ڈاکٹر مارگ نے کہا۔

”جو ڈاکٹر آسکر آیا تھا وہ اصل نہیں تھا۔“ ڈاکٹر مارشل نے کہا تو

ڈاکٹر مارگ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سر پر ایتم بم مار دیا ہو۔ جلد لمحوں تک تو اس کا ذہن ماوف سارہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو ڈاکٹر مارشل۔“ ڈاکٹر مارگ نے یقین پھٹ پڑنے والے لمحے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں ڈاکٹر مارگ۔ کاش مجھے اس وقت اس بات کا خیال آ جاتا۔“ ڈاکٹر مارشل نے کہا۔

”تم واقعی ہوش میں نہیں ہو ڈاکٹر مارشل اور مجھے افسوس ہے کہ تم جیسا سینیزِ ساتسداں بھی ایسی احتمانہ باتیں کر سکتا ہے۔ کاسکو میں داخل ہوتے وقت ہر آدمی کی باقاعدہ سخت ترین چیکنگ ہوتی ہے۔ کمپیوٹر چیکنگ۔ پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی غلط آدمی کا سکو میں داخل ہو سکے۔ اس کے بعد روزی کے ساتھ وہ میرے پاس آیا تھا۔ مجھے سے اس نے باتیں کی تھیں۔ کیا روزی اور میں احمق ہیں اور پھر تم نے خود بتایا ہے کہ وہ کنٹرول روم میں میں میں کمپیوٹر پر کافی درست کام کرتا رہا تو کیا نقلی آدمی ایسا کر سکتا ہے۔“ ڈاکٹر مارگ نے اس بار قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”آپ کو تو معلوم ہے ڈاکٹر مارگ کہ ڈاکٹر آسکر کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہیں۔ معلوم ہے نا۔“ ڈاکٹر مارشل نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے۔ پھر۔“ ڈاکٹر مارگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جبکہ جو ڈاکٹر آسکر واپس آیا تھا اس کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

نہیں تھیں۔ اس بات کا خیال مجھے بعد میں آیا۔ کیونکہ پہلے تو میں نے محسوس نہ کیا تھا کہ ڈاکٹر آسکر کیوں مسلسل بایاں ہاتھ جیب میں رکھے ہوئے ہے لیکن جب وہ کمپیوٹر پر کام کرنے لگا تو اس نے جیب سے ہاتھ نکالا۔ اس وقت میں چلا گیا تھا لیکن اب مجھے واضح طور پر یاد ہے کہ اس کے باعث ہاتھ کی پانچ انگلیاں تھیں لیکن اس وقت میں نے خیال نہ کیا۔ اب مجھے خیال آیا ہے۔ ڈاکٹر مارشل نے کہا۔

”عجیب بات کر رہے ہو۔ اب تو مجھے بھی خیال آرہا ہے کہ جتنی دیر وہ ہمارا موجودہ اس کا بایاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں ہی رہا لیکن اس کا بولنے کا انداز۔ اس کا چہرہ مہرہ سب کچھ تو ویسا ہی تھا۔ یہ کیا سلسلہ ہے۔ وہ کون تھا۔“ ڈاکٹر مارگ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے ڈاکٹر مارگ کہ آپ میرے ساتھ پرینیڈنٹ ہاؤس چلیں۔ ہمیں وہاں جا کر معلوم کرنا چاہئے۔“ ڈاکٹر مارشل نے کہا۔

”تم نے میں کمپیوٹر کو چکیک کیا ہے۔ اس میں تو کوئی گور بڑا نہیں ہے۔“ ڈاکٹر مارگ نے کہا۔

”نہیں۔ وہ بالکل اوکے ہے۔ میں نے اسے سب سے پہلے چکیک کیا ہے۔“ ڈاکٹر مارشل نے جواب دیا۔

”تو پھر تمہیں غلط فہمی ہوتی ہے۔ جاؤ اور جا کر اطمینان سے کام کرو۔ بعض اوقات انسان پریشانی میں عجیب عجیب باتیں سوچتا شروع کر دیتا ہے۔ جاؤ۔ آجائے گا ڈاکٹر آسکر اور مجھے یقین ہے کہ پھر تم اپنی پریشانی پر خود ہی ہنسو گے۔“ ڈاکٹر مارگ نے مطمئن لمحے میں کہا تو

ڈاکٹر مارشل نے ایک طویل سانس لیا۔  
”ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے ہی کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو۔“  
ڈاکٹر مارشل نے کہا اور کرسی سے انٹھ کھرا ہوا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”بعض اوقات اچھا بھلا آدمی کیسی کیسی باتیں سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے۔“ ڈاکٹر مارگ نے ہستے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بلا یا تھا اور پھر وہ اٹھ کر چلا گیا جبکہ اس کا ساتھی کمرے میں ہی رہ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد عمران کا ایک اور ساتھی کمرے میں آیا اور پھر اچانک اس نے اس کی کنپی پر وار کر دیا۔ اس کے ذہن میں دھماکہ ہوا اور پھر دوسری ضرب کے بعد اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور اب اس کی آنکھیں کھلی تھیں لیکن اب وہ آزاد تھی اور کمرے میں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔ وہ بھلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف لپکی۔ اس کا خیال تھا کہ دروازہ باہر سے بند ہو گا لیکن جب اس نے دروازے کو کھولا تو ایک بار پھر اسے حریت کا شدید جھٹکا لگا جب اس نے دروازے کو کھلا، ہوا پایا۔ وہ باہر آگئی اور پھر اس نے تیزی سے پریزی ڈینٹ ہاؤس کا چکر لگایا اور پھر ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ کمرے کے صوفے پر ایک آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر صرف بنیان اور زیر جامہ تھا۔ یہ آدمی اس کے لئے اجنبی تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی۔ اس نے اسے ہلا یا جلا یا اسی لمحے اس کی نظریں ساتھ ہی میز پر پڑے ہوئے ایک کاغذ پر پڑیں جس پر پریزی رکھا ہوا تھا۔ کاغذ پر کچھ تحریر تھا۔ اس نے تیزی سے پریزی پر ہٹا کر کاغذ اٹھایا اور تحریر پڑھنے لگی۔ ”مس لورین رہائی اور زندگی مبارک ہو۔ صوفے پر کاسکو کا ڈاکٹر آسکر بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اس کے منہ میں پانی میں لپنے آپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ واقعی آزاد ہو چکی ہے۔ اسے یاد تھا کہ وہ کرسی پر بندھی ہوئی بیٹھی تھی۔ عمران نے اس کی آواز میں بات کر کے ڈاکٹر آسکر کو پریزی ڈینٹ ہاؤس میں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

لورین کی آنکھیں کھلیں تو پہنچ لمحوں تک تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر گہری دھنڈ سی چھانی ہوئی ہو لیکن پھر یہ دھنڈ غائب ہوتی چلی گئی اور اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا تو وہ بے اختیار چوٹک پڑی۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اس کے ہونٹ بے اختیار بھیجن گئے کیونکہ وہ پریزی ڈینٹ ہاؤس کے اسی کمرے میں کرسی پر موجود تھی جس پر اسے بٹھا کر عمران اور اس کے ساتھیوں نے باندھ دیا تھا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار یہ دیکھ کر اچھل پڑی کہ اس کا جسم رسیوں کی گرفت سے آزاد تھا۔ وہ یلخخت اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ ”یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ۔ یہ.....“ لورین نے حریت بھرے انداز میں لپنے آپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ واقعی آزاد ہو چکی ہے۔ اسے یاد تھا کہ وہ کرسی پر بندھی ہوئی بیٹھی تھی۔ عمران نے اس کی آواز میں بات کر کے ڈاکٹر آسکر کو پریزی ڈینٹ ہاؤس میں

آسکر کے میک اپ میں کاسکو گیا اور میں نے وہاں جا کر میں کمپیوٹر کو مکمل طور پر چیک کر لیا ہے اور اس طرح میری پوری تسلی ہو گئی ہے کہ ڈاکٹر آسکر نے جو کچھ بتایا تھا وہ درست ہے سچتا نچہ اب میں پوری طرح مطمئن ہو کر اپنے ساتھیوں سمیت والپس پا کیشیا جا رہا ہوں۔

تمہاری مہمان نوازی کا شکریہ۔ علی عمران۔ اور لورین کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن دھماکوں کی زد میں آگیا ہو۔

”نہیں نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ عمران کیسے ڈاکٹر آسکر کے اپ میں کاسکو میں داخل ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔“ لورین نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی لٹھتے باقاعدہ روم کے دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے وہاں سے پانی ایک گلاس میں ڈالا اور پھر والپس آگر اس نے ڈاکٹر آسکر کے منہ میں پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ جیسے ہی پانی کے چند قطرے ڈاکٹر آسکر کے حلق سے نیچے اترے۔ اس کے جسم میں ہوش آنے کے تاثرات نمایاں ہونے لگ گئے۔ لورین، ہونٹ بھینچنے خاموش کھڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آسکر نے کر لہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”ہوش میں آؤ ڈاکٹر آسکر۔“ لورین نے سرد لجھے میں کہا تو ڈاکٹر آسکر ایک بھنکے سے آٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ حریت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ وہ نوجوان کہاں گیا۔ اف خدا یا اس کی آنکھیں۔ وہ وہ خوفناک آنکھیں جو اس قدر تیزی سے پھیلتی چلی گئیں کہ انہوں نے

میرے ذہن کو بھی گرفت میں لے لیا۔ کہاں ہے وہ۔ اور پھر یہ۔ یہ تم میرا مطلب ہے کہ آپ کون ہیں اور یہ میرا لباس۔ یہ سب کیا ہے۔ ..... ڈاکٹر آسکر نے اہتمائی بو کھلانے ہوئے لجھے میں کہا تو لورین نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ ڈاکٹر آسکر کے ان لاشعوری فقرات سے ہی سمجھ گئی تھی کہ عمران نے پنائزیم کی مدد سے ڈاکٹر آسکر کے ذہن سے رابطہ کر کے اس سے تمام تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔

اس لئے وہ مطمئن ہو کر والپس چلا گیا ہے۔

”میرا نام لورین ہے ڈاکٹر آسکر۔“ ..... لورین نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ یہ سوچ کر اسے ذہنی طور پر بے حد اطمینان ہوا تھا کہ عمران صرف معلومات حاصل کر کے والپس چلا گیا ہے۔ باقی اس نے کاسکو میں داخل ہونے کی جو بات کی ہے وہ اس نے صرف اپنا رعب ڈالنے کے لئے کر دی ہے۔

”لورین۔ اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ہیں لورین۔ آپ نے سمجھے مہماں بلایا تھا لیکن مہماں پہنچتے ہی اچانک میرے سر کے عقبی حصے پر زور دار چوٹ ماری گئی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر سمجھے ہوش آیا تو میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے سامنے ایک نوجوان موجود تھا۔ اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور پھر اس کی آنکھیں خوفناک انداز میں پھیلتی چلی گئیں اور ایک بار پھر سمجھے ہوش نہ رہا۔ اب سمجھے ہوش آیا ہے تو میں اس حالت میں مہماں موجود ہوں۔ یہ سب کیا ہے مس لورین۔“ ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"وہ نوجوان پاکیشیائی ایجنسٹ علی عمران تھا۔ اس نے مجھے بھی بے ہوش کر دیا تھا۔ اب مجھے، ہوش آیا ہے تو میں یہاں اس کرے میں آئی ہوں تو آپ یہاں اس حالت میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور یہ کاغذ آپ کے ساتھ ہی پڑا ہوا تھا۔"..... لورین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کاغذ ڈاکٹر آسکر کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر آسکر تیزی سے کاغذ پر لکھی، ہوتی علی عمران کی تحریر کو پڑھنے لگا۔

"نہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔ اول تو اس نے مجھ سے کچھ پوچھا نہیں اور نہ میں نے اسے کچھ بتایا ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ چاہے کچھ بھی کر لے وہ کسی طرح بھی کاسکو میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔"..... ڈاکٹر آسکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "آپ کس وقت یہاں پہنچتے تھے۔"..... لورین نے کہا تو ڈاکٹر آسکر نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھری پر نظر ڈالی اور پھر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ہوا۔ کیا میں چھ گھنٹوں تک بے ہوش رہا ہوں۔ چھ گھنٹے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔"..... ڈاکٹر آسکر نے احتیاطی حریت بھرے لجھ میں کہا۔

"بے ہوشی میں وقت کا کیسے اندازہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال آپ کاسکو فون کر کے معلوم کریں کہ گذشتہ چھ گھنٹوں کے دوران آپ کاسکو سے غیر حاضر ہے ہیں یا نہیں۔"..... لورین نے کہا۔

"کیوں۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ ظاہر ہے جب میں یہاں بے ہوش

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پڑا تھا تو وہاں کیسے جا سکتا تھا۔"..... ڈاکٹر آسکر نے کہا۔ "آپ پوچھیں تو ہسی۔"..... لورین نے کہا تو ڈاکٹر آسکر نے فون کی تکاش میں ادھر ادھر دیکھا۔ ساتھ ہی تپانی پر فون موجود تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھایا۔

"اس میں لاڈر کا بٹن بھی موجود ہے۔ اسے پر لیں کر دیں۔" ساتھ ہی پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے لورین نے کہا تو ڈاکٹر آسکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چہلے لاڈر کا بٹن پر لیں کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

"یہ۔"..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر آسکر بول رہا ہوں۔" ڈاکٹر مارشل سے بات کراو۔"..... ڈاکٹر آسکر نے تحکماں لجھ میں کہا۔

"یہ سر ہو لڈ آن کریں۔" ڈاکٹر مارشل تو آپ کا احتیاطی شدت سے انتظار کر رہے تھے۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر آسکر نے اس انداز میں لورین کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا اگر میں وہاں جاتا تو ظاہر ہے ڈاکٹر مارشل میرا انتظار کیوں کر رہا ہوتا۔

"ہمیلو ڈاکٹر مارشل بول رہا ہوں۔"..... چند لمحوں بعد ڈاکٹر مارشل کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر آسکر بول رہا ہوں ڈاکٹر مارشل۔" کیا پچھلے چھ گھنٹوں کے دوران میں کاسکو میں آیا تھا۔"..... ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

"چھ گھنٹوں کے دوران۔" کیا مطلب ڈاکٹر آسکر۔ یہ کس قسم کا

مذاق ہے۔ چھ گھنٹے پہلے آپ مس لورین سے ملنے پر یڈیٹ ہاؤس گئے  
پھر ایک گھنٹے بعد آپ واپس لگئے۔ پھر آپ سہاں ایک گھنٹے تک رہے۔  
آپ روزی کے ساتھ ہا کسم ڈاکٹر مارگ سے ملنے گئے۔ وہاں آپ ڈاکٹر  
مارگ سے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر واپسی پر آپ میں کمپیوٹر  
پر اکیلے کام کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ واپس چلے گئے اور اب تین  
گھنٹوں بعد آپ کی کال آئی ہے اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ آپ گذشتہ  
چھ گھنٹوں کے دوران کا سکونت ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر مارشل نے کہا  
تو ڈاکٹر آسکر کا پھرہ حریت سے بگڑتا چلا گیا۔ لورین کی حالت بھی ڈاکٹر  
آسکر جیسی ہو رہی تھی۔ اس کے ذہن میں بھی دھماکے ہو رہے تھے  
کیونکہ ڈاکٹر مارشل کی اس تفصیل نے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ  
عمران نے اپنی تحریر میں جو باتیں لکھی تھیں وہ سو فیصد درست تھیں۔  
”ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔“ ڈاکٹر آسکر نے ہومٹ چباتے  
ہوئے کہا اور رسیور کھل دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے  
اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ کوئی دوسرا آدمی کسی طرح بھی  
کا سکو میں داخل ہی نہیں ہو سکتا اور اگر داخل ہو بھی جائے تو یہ کسیے  
ممکن ہے کہ ڈاکٹر روزی اور ڈاکٹر مارشل اور وہاں موجود دوسرا عملہ  
 حتیٰ کہ ڈاکٹر مارگ سے ملے۔ ان سے باتیں کرے اور کوئی اسے ہچان  
 نہ سکے۔ نہیں۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ میں۔ میں یقیناً خواب  
 دیکھ رہا ہوں۔“ ڈاکٹر آسکر نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اس کے ساتھ ہی اس نے خود اپنے بازو پر چکلی بھری اور خود ہی کراہ  
انٹھا۔ لورین اس کی حالت دیکھ رہی تھی۔

”ڈاکٹر آسکر۔ کیا آپ بتائیں گے کہ آپ خود ہمہاں کیوں چلے آئے  
تھے حالانکہ آپ سے تو صرف یہ کہا گیا تھا کہ آپ معلومات مہیا کریں  
اور وہ آپ فون پر بھی کر سکتے تھے۔“..... لورین نے منہ بناتے ہوئے  
کہا۔

”فون پر کیسے میں اُس بارے میں بتا سکتا تھا۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ  
ہے۔ مجھے کیا معلوم کہ فون کاں کو راستے میں کون کون سن رہا ہے یا  
میں کے یہ سب کچھ بتا رہا ہوں۔ اسی لئے تو میں خود ہمہاں آیا تھا اور پھر  
پر یڈیٹ ہاؤس تو انتہائی محفوظ ترین جگہ ہے لیکن آپ نے ہمہاں اس  
آدمی کو رکھا ہوا تھا۔ کہاں ہے وہ آدمی۔“..... ڈاکٹر آسکر اس پر چڑھ  
دوڑا۔

”ڈاکٹر آسکر۔ وہ عمران تھا جس نے آپ کو فون پر میری آواز میں  
کال کیا تھا۔ اس نے مجھے باندھ رکھا تھا اور میرے منہ میں رومال  
ٹھونس کر اس نے مجھے بولنے سے بھی معذور کر رکھا تھا۔ اس نے  
میرے سامنے آپ سے فون پر بات کی تھی اور پھر آپ نے خود ہی ہمہاں  
آنے کا کہہ دیا۔ اس کے بعد اس نے میرے سر پر چوت لگا کر مجھے بے  
ہوش کر دیا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں نے دیکھا کہ میری رسیاں  
کھلی ہوئی تھیں۔ میں انھ کر ہمہاں آئی تو آپ بے ہوش پڑے ہوئے  
تھے اور یہ کاغذ آپ کے ساتھ پڑا ہوا تھا۔ پھر میں نے آپ کو ہوش دلایا

گیا ہے اور مسئلہ ختم۔..... لورین نے کہا اور ڈاکٹر آسکرنے اثبات میں سرہلا دیا۔

”لیکن میرا بس۔..... ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

”یہاں پر یہ یہ نہ ہاؤس میں باقاعدہ مردانہ وارڈ روپ موجود ہے۔

تم وہاں سے اپنے لئے بس لے سکتے ہو اور سنو۔ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی تاکہ میں دیکھ سکوں کہ وہاں اس عمران کے کوئی گروہ تو نہیں کی۔..... لورین نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اکیلا جاؤں گا۔ تم یہیں رہو۔ میں وہاں سے تمہیں فون پر رپورٹ دے دوں گا۔..... ڈاکٹر آسکر نے کہا تو لورین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا۔ ظاہر ہے وہ خود بھی بری طرح پھنس گئی تھی۔ اگر وہ ڈاکٹر آسکر کی بات نہ مانتی اور یہ سارے حقائق اعلیٰ حکام تک کسی بھی ذریعے سے پہنچ جاتے تو ظاہر ہے اس کے خلاف بھی اہمیتی سخت ایکشن لیا جاسکتا تھا۔ اس لئے وہ ڈاکٹر آسکر کی بات ملنے پر مجبور تھی۔ پھر ڈاکٹر آسکر نے بس تبدیل کیا اور وہاں موجود اپنی کار میں بیٹھ کر چلا گیا جبکہ لورین ویس رہ گئی پھر تقریباً دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو لورین نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا۔

”لورین بول رہی ہوں۔..... لورین نے کہا۔

”ڈاکٹر آسکر بول رہا ہوں کاسکو سے۔..... دوسری طرف سے ڈاکٹر آسکر کی آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اور اس کے بعد کی صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ ولیے یہ پاکیشیانی ایجنت علی عمران اہمیتی شاطر آدمی ہے۔ میں جہاں تک سمجھی ہوں اس نے پیناٹزم کے ذریعے آپ کے لاشور کو پہنچنے کنٹرول میں کر لیا اور پھر آپ سے کاسکو کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا جو وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد وہ آپ کے میک اپ میں وہاں گیا اور پھر واپس آگر اس نے یہاں یہ رقصہ لکھا اور چلا گیا۔ اب اگر میں اعلیٰ حکام کو یہ رپورٹ کر دوں کہ ایسا ہوا ہے تو اس کا نتیجہ آپ جانتے ہیں کہ کیا ہو گا۔ آپ کا کورٹ مارشل ہو گا اور آپ کو موت کے گھاث اتار دیا جائے گا۔..... لورین نے کہا۔

”لیکن میں تو آپ کی کال پر یہاں آیا ہوں۔ اس لئے آپ کے خلاف بھی تو کارروائی ہو گی۔..... ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

”دیکھو ڈاکٹر آسکر۔ ہمیں ایک دوسرے سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی کاسکو والوں کو یہ علم نہیں ہے کہ تم وہاں گئے تھے یا تمہاری جگہ عمران گیا تھا۔ اس لئے تم اس بات کو خود ہی سلیم کر لو کہ تم وہاں گئے تھے۔ پھر کسی کے پاس یہ ثبوت نہ رہے گا کہ تمہاری جگہ وہاں عمران گیا تھا البتہ تم وہاں جا کر اس میں کمپیوٹر کو اچھی طرح چھیک کر لو اور اگر عمران نے اس میں کوئی گروہ کی ہے تو اسے ٹھیک کر لو اور یہ بھی چھیک کرو کہ کوئی نہ کوئی ایساراستہ موجود ہے جس کی مدد سے عمران تمہارے میک اپ میں وہاں داخل ہو سکتا ہے۔ اسے بھی بند کر دو میں یہی رپورٹ دوں گی کہ عمران ناکام ہو کر واپس چلا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پر خصوصی مشیزی نصب ہے لیکن ہنگامی حالات میں اس مشیزی کو اثرنل گیٹ سے ہی بند کیا جاسکتا ہے اور کھولا جاسکتا ہے۔ اس کا علم بھی صرف مجھے ہی تھا وہ بھی اس نے معلوم کر لیا۔ اس کے بعد اس نے اسے آف کیا اور اندر آگیا۔ اب یہ اس کی حریت انگریز صلاحیت تھی کہ یہاں کسی کو اس وقت اس پر شک نہ پڑا حتیٰ کہ ڈاکٹر مارگ کو بھی کوئی شک نہ پڑا۔ اس آدمی نے میں کمپیوٹر کو چیک کیا اور پھر واپس چلا گیا۔ ڈاکٹر مارشل چونکہ میرے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی سب کچھ معلوم کر چکا تھا اس نے مجبوراً مجھے تسلیم کر لینا پڑا۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹر مارگ کے ساتھ ملی کہ اس میں کمپیوٹر کو پوری تفصیل سے چیک کیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی گرڈ نہیں کی گئی۔ وہ ہر لحاظ سے اوکے ہے اس نے شاید اتنی چیکنگ کی ہے کہ کیا کمپیوٹر میں میزانلوں کو ڈی چارج کرنے کی کوئی سپیشل فیڈنگ موجود ہے یا نہیں چونکہ ایسی کوئی فیڈنگ سرے سے موجود ہی نہیں تھی اس لئے وہ مطمئن ہوا کہ واپس چلا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس پر فیڈنگ صرف اس وقت ہے۔ کاسکو کا دروازہ اس وقت کھل سکتا ہے جبکہ باہر سے آنے والا ہے مجھے کال کرتا ہے اور پھر میں اسے مخصوص نمبر بتاتا ہوں۔ یہ نمبر جب ڈائل کئے جاتے ہیں تو دروازہ کھل جاتا ہے اور جب میں خود باہر جاؤں تو میں خود باہر سے اسے بند کر کے اپنے لئے ایک خصوصی نمبر رکھ لیتا ہوں۔ اس نے وہی نمبر مجھے سے معلوم کر لیا۔ اس طرح کاسکو کا دروازہ اس نے آسانی سے کھول لیا۔ اس کے بعد ایک طویل راہداری ہے جس میں میک اپ اسلوچ وغیرہ چیکنگ کے لئے راہداری کی چھت

ہیں۔ آپ ان سے بات کر کے کنفرم کر لیں۔ ..... ڈاکٹر آسکرنے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
”ہیلو۔ ..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

”میں۔ لورین بول رہی ہوں۔ ..... لورین نے کہا۔

”میں ہا کسم کا چیف ڈاکٹر مارگ بول رہا ہوں مس لورین۔ ڈاکٹر مارگ نے کہا۔

”میں ڈاکٹر مارگ۔ کیا ڈاکٹر آسکر نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے۔ ..... لورین نے کہا۔

”ہاں۔ سو فیصد درست ہے۔ ڈاکٹر آسکر نے مجھے پریزیڈنٹ ہاؤس میں ہونے والے تمام واقعات بھی بتا دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ شخص ڈاکٹر آسکر کے روپ میں یہاں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے کاسکو اور ہا کسم کو رتنی برابر بھی نقصان نہیں پہنچایا۔ اب میری ڈاکٹر آسکر سے تفصیلی بات ہو چکی ہے اس لئے اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ حفاظتی انتظامات میں مزید ایسا رد و بدل کر دیا جائے کہ آئندہ یہاں کوئی بھی داخل نہ ہو سکے۔ ولیے میں نے ایکریمیا میں اعلیٰ حکام کو اس بارے میں تفصیلی رپورٹ دے دی ہے اور انہوں نے میری اس بات پر یقین کر لیا ہے کہ وہ ایجنسٹ یہاں داخل ہونے کے باوجود کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اب آپ اگر چاہیں تو اعلیٰ حکام کو رپورٹ دے سکتی ہیں۔ ..... ڈاکٹر مارگ نے سرد لمحے

میں کہا۔

”ان حالات میں مجھے چیف کو رپورٹ دینا ہو گی لیکن چیف اس بات کو آپ سے یا ڈاکٹر ڈاکٹر آسکر سے کنفرم کریں گے۔ ..... لورین نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر ہیں۔ کاسکو اور ہا کسم کی ذمہ داری برآ راست ہم پر ہے۔ ہم خود جواب دے دیں گے۔ ..... ڈاکٹر مارگ نے کہا۔

”اوکے۔ گذ بائی۔ ..... لورین نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور اس نے ہاتھ اٹھا لیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پر میں کرنے شروع کر دیئے۔

”میں۔ ..... دوسری طرف سے گنگز کے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔ چونکہ لورین کے پاس ان کا برآ راست نمبر موجود بھی تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے کاسکو اور ہا کسم کو رتنی برابر بھی نقصان

اس لئے اس نے اس نمبر پر برآ راست کال کی تھی۔

”لورین بول رہی ہوں چیف۔ سپار گو سے۔ ..... لورین نے کہا۔

”لورین۔ مجھے ابھی ابھی اعلیٰ حکام کی طرف سے رپورٹ ملی ہے کہ علی عمران کاسکو میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن وہ وہاں کچھ کر نہیں سکا اور اسی طرح واپس چلا گیا۔ کیا یہ واقعی درست ہے۔

چیف نے اہتمائی سخت لمحے میں کہا۔

”میں چیف۔ عمران نے بے حد خطرناک کھیل کھیلا ہے۔ ایسا کھیل جو میرے تصور میں بھی نہ تھا لیکن وہ لپٹنے وعدے کا پکا ہے۔ اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کاسکو یا ہا کسی کسی قسم کا نقصان پہنچانے کا مشن لے کر نہیں آیا اور اس نے ایسا کر کے بھی دکھایا ہے۔ اب صرف اتنا ہوا کہ ذاتی طور پر میں اس کی کار کردگی کے مقابلے میں شکست کھا گئی ہوں ورنہ کاسکو اور ہا کسی واقعی محفوظ ہیں۔ ..... لورین نے کہا۔

”یہ سب کیسے ہوا۔ پوری تفصیلی رپورٹ دو۔“..... چیف کا ہجہ مزید سرد ہو گیا تو لورین نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سپار گو کے ہمیزی ہاؤس کے ٹریس ہونے اور پھر وہاں بے ہوش کر دینے والی لیس فائز کر کے اندر جانا پھر خود اور ماسٹر کلف کے پھنس جانے پھر عمران کی پوچھ گچھ۔ ماسٹر کلف کو گولی مارنے سے لے کر اپنے بے ہوش ہونے اور ہوش میں آنے اور ڈاکٹر آسکر کو ہوش میں لے آنے سے لے کر اب ڈاکٹر آسکر اور ڈاکٹر مارگ سے ہونے والی گفتگو کی تمام تفصیل بتا دی۔

”اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل کا یہ مشن واقعی ختم ہو گیا کہ پاکیشیا کو اکسرا کر اس چکر میں ڈالا جائے کہ وہ کاسکو کو نقصان پہنچا دے اور ایکریمیا جوانی وار کر دے۔“ اب اور کیا ہو سکتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ عمران لا محلہ وہاں داخل ہو کر اپنا کوئی نہ کوئی مشن مکمل کر کے ہی گیا ہو گا۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے کہ اس کا کوئی کام بھی بھی بغیر کسی مقصد کے نہیں ہوتا لیکن اگر ڈاکٹر آسکر اور ڈاکٹر مارگ بھی یہی رپورٹ دے رہے ہیں کہ وہاں سب او کے ہے تو

ٹھیک ہے۔ او کے ہی ہو گا اور نہ بھی ہو گا تو بہر حال اس کی ذمہ داری اب ان پر ہی ہو گی۔ لگنگز پر نہیں ہو گی۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ تم اس عمران کے مقابلہ بری طرح شکست کھا گئی ہو۔ لیکن چونکہ تم نے عمران کے مقابلہ شکست کھائی ہے اس لئے تمہیں سزا دینی حماقت ہے۔ اس لئے تمہیں معاف کیا جاتا ہے اب تم واپس آگر ایس۔ ایس کو رپورٹ کرو گی۔ یہ مشن ختم ہو گیا۔“..... چیف نے سرد لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور چیف کی سزا کے الفاظ سن کر لورین کا رکا ہوا سانس بحال ہو گیا۔ اس کے چہرے پر لپسی نیہ سا آگیا تھا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار شکست کھائی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا خون کھول رہا تھا لیکن وہ بے بس تھی۔

”وقت آنے پر تم سے میں اس شکست کا ایسا بدلہ لوں گی کہ تمہاری روح بھی صدیوں تک چھینتی رہے گی۔“..... لورین نے بڑا تھا ہوئے کہا اور پھر ایک طویل سانس لیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ایکریمیا کی ریاست لائیما کے ایک ہوٹل میں عمران لپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا وہ سپارگو سے چارڑڈ طیارے کے ذریعے یہاں پہنچتے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے دو روز ہو گئے تھے اور ان دونوں میں عمران زیادہ تر لپنے کرے سے غائب رہا تھا۔ جب وہ واپس آتا تو اس کے ساتھی جب بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کرتے۔ وہ انہیں آئیں بائیں شائیں کر کے مال دیتا۔ لیکن آج سہ پہر کو واپس آنے کے بعد وہ کمرے میں ہی موجود تھا اور اس کا موڈبیتارہا تھا کہ اب اس کا باہر جانے کا رادہ نہیں ہے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے ہمیں تو کچھ بتایا ہی نہیں کہ آخر آپ نے وہاں بی ایکس میراٹلوں کے اڈے کا سکونٹ جو ٹیوں کا تلا گھستاتے رہے ہیں اور پھر کیا نیجہ نکلا۔“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہاں سے یہاں آنے اور پھر زیادہ تر آپ کے غائب رہنے کا آخر سلسلہ کیا ہے۔“..... صدیقی نے اہتمائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”کاسکو جا کر میں نے صرف چینگ کی کہ وہاں نصب بی ایکس میراٹلوں سے پاکیشیا کے ایٹھی مرکز کو ٹارگٹ بنایا جا سکتا ہے یا نہیں اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ ایسا نہیں، ہو سکتا تو میں خاموشی سے واپس آگیا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات تھی تو پھر ہمیں واپس پاکیشیا جانا چاہئے تھا سی یہاں آنے کا کیا مقصد؟“..... اس بارچوہاں نے کہا۔

”اصل مقصد تو میں نے تمہیں بتایا بھی تھا لیکن وہاں سپارگو میں دہن صاحبہ ناراض ہو گئیں اور انہوں نے ہاں کرنے کی بجائے دھمکیاں دینا شروع کر دیں اور تم جانتے ہو کہ میں ان معاملات میں اہتمائی کمزور دل واقع ہوا ہوں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ شاید سپارگو کی آب و ہوا میں ہی کوئی قصور ہے۔ لورین یہاں آکر شاید بدلتے جائے اور پھر تمہیں ساتھ لے آنے کا مقصد پورا ہو جائے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون سا مقصد؟“..... سب نے چونک کر پوچھا۔

”وہی جس میں میں چھوپا رے بلند جاتے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ یہاں دو روز تک جو ٹیوں کا تلا گھستاتے رہے ہیں اور پھر کیا نیجہ نکلا۔“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ واقعی لورین کو تلاش کرتے کرتے

میرے جو توں کا تلا گھس گیا ہے لیکن اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ لورین کی رہائش گاہ اور نشست و برخاست کے بارے میں بھی معلوم ہو گیا ہے بلکہ اس کے سپرستون جنہیں لکنگز کہا جاتا ہے ان کے بارے میں بھی پوری تفصیل کا علم ہو چکا ہے اور اب بس باقی دو بول پڑھنے پڑھانے رہ گئے ہیں۔ عمران نے جواب دیا۔

”ادہ۔ تو آپ لکنگز اور لورین کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے ہیں لیکن اس کی وجہ“۔۔۔ اس بار صدیقی نے احتیاطی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”کتنی بار وجہ بتاؤ اور بار بار بتاتے ہوئے شرم بھی تو آتی ہے“۔۔۔ عمران نے باقاعدہ شرماتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”اس کا مطلب ہے صدیقی کہ عمران صاحب کا مشن مکمل نہیں ہو سکا ورنہ عمران صاحب کبھی بھی لورین اور لکنگز کے لئے یہاں نہ آتے“۔۔۔ خاور نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”مائیکل بول رہا ہوں“۔۔۔ عمران نے بدلتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”راجربول رہا ہوں۔ لورین پائن وڈکلب میں موجود ہے۔ وہ وہاں پہنے ساتھی سائمن کا انتظار کر رہی ہے۔ اب آپ جسیے حکم دیں۔“

دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی سیو لئے والا ایکریمین تھا۔ ”ہمارے لئے کیا بندوبست کیا ہے تم نے“۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لمحے میں پوچھا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ ”اوے۔ تھینک یو“۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب“۔۔۔ صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا۔ ”ابھی ہوا کہاں ہے۔ ہونے کی آس پر تو زندہ ہوں۔ بہر حال جلدی سے تیار ہو کر آؤ شاید کہ بہار آجائے“۔۔۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کہاں جانا ہے“۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔ ”پائن وڈکلب یہاں کا سب سے خوبصورت اور دلکش لکب ہے اور ایسی محفلیں ایسے ہی لکب میں نسب دیتی ہیں“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر آٹھ کروڑ یونیگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنے لپنے کمروں کی طرف روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب دو کاروں میں بیٹھے پائن وڈکلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے۔ ایک کار میں عمران ٹائیگر اور صدیقی تھے جبکہ دوسری کار میں خاور، چوہاں اور نعمانی تھے۔ عمران کے جسم پر مختلف رنگوں کا بیاس تھا۔ اس کا کوت نیلا قسیم سرخ ٹائی زرد اور پتلون چاکیت کھر کی تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"عمران صاحب۔ کیا یہ خصوصی لباس آپ پا کیشیا سے اپنے ساتھ لائے تھے۔"..... عقیبی سمیت پر موجود صدیقی نے ہستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ دو روز تک جو تیار چٹخانی پڑی ہیں اور تب جا کر یہ دلکش ہر کمنپینشن مکمل ہو سکا ہے۔ سہماں کے تو لوگ انتہائی بد ذوق واقع ہوئے ہیں جہاں جاؤ۔ بس سوت ہی سوت نظر آتے ہیں۔" - عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسا نہ ہو کہ آپ کی وجہ سے ہمیں بھی پائیں وڈکلب کے گیٹ سے واپس آنا پڑے۔"..... صدیقی نے ہستے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں۔"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہو سکتا ہے اس منفرد لباس میں آپ کو اندر جانے سے روک دیا جاسے۔"..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے میں نے چہلے ہی معلوم کر لیا ہے۔ بالکل یہی یونیفارم پائیں وڈکلب کے ویژز کی ہے۔ اس لئے بے فکر ہو۔ اچھی خاصی میپ بھی کما کر آؤ گے۔"..... عمران نے کہا۔

"کما کر آؤ گے کیا مطلب۔"..... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"پائیں وڈکلب کے ویژز بھی سوت پہنچتے ہیں اور تم اور تمہارے ساتھیوں کے جسموں پر بھی سوت موجود ہیں۔"..... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ ہمارے بارے میں کہہ رہے تھے۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اپنے بارے میں کہہ رہے ہیں۔"..... صدیقی نے ہستے ہوئے کہا۔

"میں تو ہمہ کے مقامی دولہا کے لباس میں ہوں۔ لاہماں میں دولہا یہی لباس پہنچتے ہیں۔"..... عمران نے شرماتے ہوئے لجھے میں کہا اور صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار پائیں وڈکلب کے کپاونڈ گیٹ میں موڑی اور اسے پارکنگ میں لے جا کر روک دیا۔ سہماں تک آنا میرا کام تھا۔ اب آگے بار اتنی جانیں اور دہن مس لورین جانے۔"..... عمران نے کار سے اترتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور صدیقی مسکرا دیا۔ کلب کے گیٹ پر انہیں روکا نہیں گیا اور وہ سب عمران کے ساتھ کلب کے ہال میں داخل ہو گئے۔ کلب کا ہال واقعی انتہائی نفاست اور دلکش انداز میں سجا یا گیا تھا اور اس وقت آؤ ھے سے زیادہ ہال بھرا ہوا تھا وہاں موجود افراد میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی لیکن مرد اور عورتیں سب اعلیٰ طبقے سے متعلق لگتی تھیں البتہ جس کی نظریں عمران کے لباس پر پڑتی تھیں وہ حریت سے اسے دیکھنے لگ جاتا تھا۔

"وہ۔ وہ دیکھو۔ وہ کونے میں بیٹھی ہوئی ہے۔"..... یقیناً یہ میرا ہی انتظار کر رہی ہو گی۔ آؤ۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے ہال کے آخری کونے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہاں واقعی لورین اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ میز پر اکیلی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں کوئی رسالہ تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں شراب کا جام۔ اس کی نظریں البتہ رسالے پر مکمل طور پر نکلی ہوئی تھیں اس لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت دہاں

پہنچ بھی گیا لیکن لورین کو ان کی آمد کا احساس بھی نہ ہو سکتا  
”مس لورین کی خدمت میں پاکیشیا کا علی عمران سلام عرض کرتا  
ہے“..... عمران نے کہا تو لورین بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے ہاتھ  
سے شراب کا جام گرتے گرتے بچا۔ اس نے جلدی سے جام اور رسالہ  
میز پر رکھا اور ایک جھنکے سے انٹھ کھڑی ہوئی۔

”کیا مطلب۔ یہ آواز تو کیا تم واقعی عمران ہو“..... لورین نے  
اہتمائی حریت بھرے لجھے میں کہا۔

”ارے ارے۔ بیٹھو۔ بیٹھو جاؤ۔ خواتین مردوں کے استقبال کے  
لئے نہیں اٹھا کرتیں۔ بہر حال دیکھو لو۔ میں باراتیوں سمیت حاضر ہو  
گیا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر لورین کے سامنے  
کرسی پر اٹھیں۔ اس کے بیٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی  
باقی خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”تم۔ تم کیوں آئے ہو۔ ہماں“..... لورین نے کرسی پر بیٹھتے  
ہوئے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

”تمہیں یاد ہو گا لورین کہ میں نے تمہارے سامنے دو تجاویز رکھی  
تھیں۔ ایک تو یہ کہ تم کھل کر مقابل آ جاؤ اور دوستی کا ڈرامہ چھوڑو  
اور دوسری یہ کہ تم لپنے گروپ سمیت سپار گو سے واپس ایکریمیا چلی  
جاو۔ پھر ہم جانیں اور ماسٹر کلف اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ لپنے چھیف  
کو میری طرف سے بتاوینا کہ ہم نے اسرائیل میں جا کر مشن مکمل کئے  
ہیں۔ وہاں اسرائیل کی بھنسیاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا کچھ

نہیں بگاڑ سکیں تو اب کنگز بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔“ البتہ یہ ہو سکتا  
ہے کہ ہم سپار گو میں مشن مکمل کرتے ہی سیدھے لاہاما جائیں اور  
تمہارے کنگز کے ہیڈ کوارٹر کو تمہارے چھیف سمیت اڑا دیں اور جس  
کے جواب میں تم نے شدید غصے کے عالم میں چھختے ہوئے مجھے حیر  
ایشیائی کیڑا کہا تھا اور ساتھ ہی دھمکی دی تھی کہ تم میری اور میرے  
ساتھیوں کی قبریں سپار گو میں ہی بناؤ گی اور جو ساتھی باقی نجح جائیں  
گے ان کی قبریں پاکیشیا میں جا کر بنادو گی۔ یاد ہے ناں تمہیں۔ تو میں  
اپنے وعدے کے مطابق سپار گو میں اپنا مشن مکمل کر کے ہماں لاہاما  
میں آگیا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری تنظیم کنگز کا ہیڈ کوارٹر  
تمہارے چھیف سمیت اس وقت میرے اشارے کا منتظر ہے۔ میرے  
ایک اشارے پر وہ ایک لمحے میں مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے  
گا۔“..... عمران نے اہتمائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔ بات کرتے ہوئے اس  
کے چہرے پر ایسی سنجیدگی ابھر آتی تھی جیسے اس کا چہرہ پتھر سے تراش کر  
بنایا گیا ہو۔

”تم۔ تم ہماں لاہاما میں دھمکی دے رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ  
ہماں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی زندگیاں میرے ایک اشارے  
پر ختم ہو سکتی ہے۔“..... لورین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیا تم واقعی چاہتی ہو کہ کنگز کا ہیڈ کوارٹر چھیف سمیت اڑا دیا  
جائے۔“..... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اہتمائی سرد لمحے میں  
کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ تم وہاں سپارگو میں بھی ناکام رہے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کاسکو میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن تم وہاں کچھ بھی نہیں کر سکے۔“..... لورین نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہی بات تھیں اور تمہارے چیف کو بتانے کے لئے مجھے لاہما آنا پڑا ہے مس لورین۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو اشارے سے بلا یا۔

”لیں سر۔“..... ویٹر نے قریب آگرا ہتھی مود بانہ لجھے میں کہا۔

”کارڈ میں فون پیس لے آؤ۔“..... عمران نے تحکمانہ لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔“..... ویٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”تم نے فون کیوں منگوایا ہے۔“..... لورین نے حریت بھرے لجھے میں پوچھا۔

”تاکہ کنگز کے چیف سے بات کر سکوں میرا خیال ہے کہ تمہارا چیف بہر حال اتنا عقلمند ضرور ہو گا کہ وہ میری بات کا یقین کر سکے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں چیف کا فون نمبر معلوم ہے۔“..... لورین کے لجھے میں سبے پناہ حریت تھی۔

”نہ صرف نمبر بلکہ تجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ کنگز کا چیف دراصل کون ہے لیکن چونکہ اس نے تم سب سے اپنے آپ کو چھپایا ہوا ہے اس لئے میں بھی اس کی شاخت نہیں کراؤں گا۔“..... عمران نے منہ

بناتے ہوئے جواب دیا تو لورین کی آنکھیں حریت کی شدت سے پھیل کر اس کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ اسی لمحے ویٹر نے فون پیس لا کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ عمران نے فون پیس کو آن کیا اور پھر اس میں موجود لاڈر کا بٹن آن کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لورین کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں اور جیسے جیسے عمران نمبر پریس کرتا جا رہا تھا لورین کا پھرہ حریت کی شدت سے بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

”لیں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سرد اور بھاری آواز سنائی دی اور لورین بے اختیار اچھل پڑی۔

”علی عمران چیف آف کنگز کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں سے بول رہے ہو اور تمہیں میرا فون نمبر کیسے معلوم ہو گیا۔“..... دوسری طرف سے اہتمامی سرد لجھے میں کہا گیا۔

”چیف صاحب۔ آپ کو کال چیک کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔“..... میں اس وقت لاہاما کے پاسن وڈا کلب کے ہال میں موجود ہوں اور آپ کی سر امتحنٹ مس لورین میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے مجھے دھمکی دی تھی کہ یہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیں گی

وہاں سپارگو میں حالانکہ میں چاہتا تو ما سٹرکلف کی طرح لورین صاحبہ کے جسم میں گولیوں کا پورا برست اتا رکتا تھا لیکن میری عادت ہے کہ میں خواہ مخواہ کی قتل و غارت کا قائل نہیں ہوں۔ اس وقت میرے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سلمنے میرا مشن تھا جو میں نے مکمل کر لیا ہے اور اب میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ مس لورین نے مجھے جو دھمکی دی تھی اس بارے میں ان سے بات بکی جاسکے۔ اگر اب بھی یہ اپنی دھمکی پر قائم ہیں تو پھر میں آپ کی کنگز تنظیم کے خلاف کام شروع کر دوں اور اگر مس لورین اپنی دھمکی والپس لے لیتی ہیں تو پھر میں بھی چند روز یہاں رہ کر سیر و تفریغ کر کے واپس چلا جاؤں گا۔..... عمران نے اہتمائی سخیہ مجھے میں کہا۔

”مجھے افسوس ہے عمران کہ لورین نے تمہیں کوئی دھمکی دی ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں بحیثیت چیف تم سے مذمت کر لیتا ہوں لیکن کیا تم واقعی سپار گو کسی خاص مشن پر گئے تھے؟..... چیف نے اس بار قدرے نرم مجھے میں کہا۔

”اب آپ کو یہ بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ سپار گو میں واقعی میرا ایک مشن تھا لیکن میرا مشن کا سکو کو نقصان ہنچانا نہ تھا بلکہ صرف اتنا مشن تھا کہ اسرا نیل کی وجہ سے اگر ایکریمیا پاکیشیا کے اسٹنی مرکز کو نقصان ہنچانا چاہتا ہے تو وہ ایماندہ کر سکے اور میں نے وہ مشن مکمل کر لیا ہے۔ اب ایکریمیا چلہئے بھی تب بھی وہ بی ایکس میرا نلوں کی مدد سے پاکیشیا کے اسٹنی مرکز کو تباہ نہیں کر سکتا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم نے کا سکو کے میں کمیوثر میں کوئی تبدیلی کر دی ہے؟..... چیف نے حریت بھرے مجھے میں کہا۔

”جو کچھ میں نے کیا ہے وہ آپ یا آپ کے ساتھ دن کی صورت

بھی ثریں نہیں کر سکتے۔ میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب آپ کی تنظیم نے کبھی پاکیشیا کے خلاف اسرا نیل کے مفادات کے تحت کسی مشن پر کام کیا تو اس کا اہتمائی بھیانک نتیجہ بھی نکل سکتا ہے۔ اس لئے آپ کی تنظیم کنگز۔ ایکریمیا اور اسرا نیل سب کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیں گذ بائی۔..... عمران نے سپاٹ مجھے میں جواب دیا اور فون آف کر کے اس نے سلمنے میز پر رکھ دیا۔

”کیا۔ کیا تم نے صحیح کہا ہے۔ کیا تم نے کا سکو کے میں کمیوثر میں تبدیلی کی ہے۔ لیکن ڈاکٹر آسکر اور ڈاکٹر مارگ دونوں نے اسے چیک کیا ہے۔ ان کے مطابق تو کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔..... لورین نے رک رک کر کہا۔

”اگر انہیں اتنی آسانی سے یہ تبدیلی معلوم ہو جاتی تو پھر میرے دہاں جانے کا کیا فائدہ ہوتا۔ اگر تمہیں یقین نہ آ رہا ہو تو اپنے چیف سے کہہ کر بی ایکس میرا نلوں کو پاکیشیا نارگٹ پر ایڈ جست کر ا دینا۔ پھر تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ میں نے کیا کیا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لورین نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم واقعی حریت انگریز صلاحیتوں کے مالک ہو۔ آئی ایم سوری عمران۔ اس وقت واقعی مجھے غصہ آگیا تھا۔ میں مذمت خواہ ہوں۔..... لورین نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اوے۔ فی الحال تو اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن میں دھمکی نہیں دے

رہا۔ حقیقت بتا رہا ہوں کہ اگر تم نے یا تمہارے چیف نے اسرائیل کے مفادات میں پاکیشیا کے خلاف مزید کوئی پلان بنایا تو پھر معافی کی گنجائش ختم ہو جائے گی۔ گذبائی۔..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے انھتے ہی اس کے ساتھی بھی انھ کھڑے ہوئے۔

”ارے ارے بیٹھو۔ ابھی تو میں نے تم سے کچھ کھانے پینے کے بارے میں پوچھا ہی نہیں۔“..... لورین نے چونک کر کہا۔

”فی الحال نہیں۔ ویسے ہم ابھی چند روز تھیں موجود ہیں۔ واپسی پر شاید پھر ملاقات ہو جائے تو پھر اس بارے میں بھی سوچ لیں گے۔ گذبائی۔..... عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کے مڑتے ہی رخ بیرونی دروازے کی طرف ہی تھا۔

سیاہ رنگ کی کیڈلک کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سینٹ پر لورین تھی اور اس کے علاوہ کار میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ لورین کے چہرے پر گہری سنجیدگی ظاری تھی۔ اس نے سرخ رنگ کا شو خلباس پہنا ہوا تھا اور اس کے گلے میں ایک لاکٹ موجود تھا جس پر اسرائیل کا مخصوص مقامی نشان کنده تھا۔ اس وقت لورین کنگز کے سپیشل گروپ کی میٹنگ ائمڈ کرنے کے لئے دارالحکومت میں واقع ایک کلب میں جا رہی تھی۔ اس کلب کا نام روز میری کلب تھا۔ بظاہریہ ایک عام سا کلب تھا لیکن یہ کلب لاہما میں اسرائیلی ہسٹر کوارٹر کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ کلب کا مالک اسرائیل کا ایک خاص مناسنده جیکاں تھا۔ مگر تنظیم ویسے تو ایکریمیا کی خفیہ سرکاری تنظیم تھی لیکن اس تنظیم میں ایک خاص گروپ بنا ہوا تھا جسے سپیشل گروپ کہا جاتا تھا۔ یہ گروپ صرف

اسرائیل کے مفادات کے لئے کام کرتا تھا۔ لورین بھی اس گروپ کی  
ممبر تھی جبکہ گروپ کا چیف کنگز کا چیف مذات خود تھا۔ گروپ میں  
پندرہ افراد شامل تھے اور ان سب کا تعلق کنگز سے ہی تھا۔ لیکن سب  
کمز اور متعصب ہو دی تھے۔ لورین نے عمران اور اس کے ساتھیوں  
کے پاسن وڈکلب سے چلے جانے کے بعد فون پر چیف سے بات کی تھی  
تو چیف نے اسے صرف استاہما تھا کہ وہ اسرائیل کے اعلیٰ حکام سے  
رابطہ کر رہا ہے۔ وہ ابھی پاسن وڈکلب میں ہی رہے۔ اعلیٰ حکام سے  
منشورے کے بعد اسے مزید ہدایات دی جائیں گی چنانچہ لورین کلب  
میں ہی رہی۔ اس کا ساتھی سائمن بھی وہاں آگیا تھا لیکن لورین نے  
سائمن سے مذمت کر لی تھی کیونکہ کنگز کے چیف کا بھجہ بتا رہا تھا کہ  
وہ کوئی خاص اقدام کرنا چاہتا ہے جس کی منظوری وہ اسرائیل کے اعلیٰ  
حکام سے لینا چاہتا ہوتا اور اس بات کا بھی لورین کو یقین تھا کہ یہ  
کارروائی لامحالہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ہی ہو گی۔ اس  
لئے وہ اس اقدام کی شدت سے مشغول تھا کیونکہ عمران نے جس طرح  
اسے سپار گو میں شکست دی تھی اور پھر جس طرح اس نے سرعام پاسن  
وڈکلب میں اگر اسے معافی مانگنے پر مجبور کر دیا تھا اسے اس کے اندر  
عمران کے خلاف شدید انتقامی جذبہ ابھر آیا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا  
تھا کہ وہ عمران کی بوٹیاں لپنے ہاتھوں سے اڑا دے لیکن اسے معلوم تھا  
کہ اگر اس نے چیف کی اجازت کے بغیر عمران کے خلاف کوئی  
کارروائی کی تو چیف اسے موت کی سزا بھی دے سکتا ہے۔ وہ لپنے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

چیف کی فطرت کو جانتی تھی جو اپنے احکام کی خلاف ورزی کسی  
صورت بھی برداشت کرنے کا عادی نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اہتمائی  
بے چینی سے چیف کی طرف سے کال کی منتظر تھی اور پھر تقریباً تین  
گھنٹوں کے شدید انتظار کے بعد چیف کی کال آگئی لیکن اس نے اسے  
صرف استاہما کا سپیشل گروپ کی ہنگامی میٹنگ کال کی گئی ہے وہ  
سپیشل ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے تو لورین کو قدرے مایوسی ضرور ہوئی لیکن  
بہر حال اسے یقین تھا کہ اس میٹنگ میں ضرور عمران کے خلاف  
کارروائی کی اجازت اسے مل جائے گی۔ اس نے اس وقت وہ کارڈ رائیو  
کرتی ہوئی روز میری کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ روز میری  
کلب کے کپاؤند گیٹ میں اس نے کاڑ موزی اور پھر اسے ایک طرف  
بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ میں لے گئی۔ سہماں اس قدر تعداد میں  
کاریں موجود تھیں کہ جیسے یہ پارکنگ کی بجائے نئی اور چمکتی دمکتی  
کاروں کا شوروم ہو۔ روز میری کلب انہی مخصوص خصوصیات کی بنابر  
لاہاما کے ہر طبقے میں یکساں مقبول تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سہماں ہر وقت  
آنے جانے والوں کا خاص اسٹار لگا رہتا تھا۔ لورین نے کار ایک سائیڈ پر  
روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہ  
کلب کی اندر ونی طرف کو بڑھتی چلی گئی۔ لیکن کلب کے ہال میں جانے  
کی بجائے وہ سائیڈ راہداری سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کے  
اختتام پر اس نے اپنے پرس سے ایک چھوٹا سا سکہ نکالا جس پر مخصوص  
نشانات بنے ہوئے تھے اور پھر یہ سکہ اس نے دیوار کے ایک طرف بنے

ہوئے باریک سے رخنے میں ڈال دیا۔ سکھ اس رخنے میں غائب ہو گیا اور دوسرے لمحے دیوار درمیان سے سر کی آواز کے ساتھ سائیڈوں میں پھٹی اور لورین آگے بڑھ گئی۔ اس کے آگے بڑھتے ہی دیوار اس کے عقب میں برابر ہو گئی۔ اب وہ ایک متگ سے کمرے میں موجود تھی۔ وہ کمرے میں موجود کرسیوں میں سے سرخ رنگ کی ایک کرسی پر جا کر اس طرح اطمینان نے بیٹھ گئی جیسے وہاں آئی ہی اس کرسی پر بیٹھنے کے لئے ہو۔ پہنچ دھوں بعد ہلکی سی سمیٹی کی آواز سنائی دی اور کمرے کی ایک سائیڈ کی دیوار کھل گئی۔ دوسری طرف ایک طویل راہداری نظر آرہی تھی جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ لورین خاموشی سے اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی راہداری میں آگے بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ دروازے کے قریب پہنچی تو اس نے ایک بار پھر پرانی میں سے ولیسا ہی سکھ کالا جیسا اس نے پہلے راہداری کے اختتام میں دیوار کے رخنے میں ڈالا تھا اور پھر یہ سکھ اس نے دروازے میں بننے ہوئے مخصوص رخنے میں ڈال دیا۔ پہنچ دھوں بعد دروازہ میکانگی انداز میں خود بخود کھلتا چلا گیا اور لورین اندر داخل ہو گئی۔ یہ بھی ایک کمرہ تھا لیکن کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ کمرے میں ایک میز اور پھنڈ کر سیاں موجود تھیں۔ لورین کے اندر داخل ہوتے ہی اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا اور لورین خاموشی سے آگے بڑھ کر میز کے کنارے پر موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسے وہاں بیٹھنے ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس بار ایک خوبصورت نوجوان اندر داخل ہوا تو لورین

کے چہرے پر مسکراہٹ طاری ہو گئی۔  
”ہمیلو لورین۔ کہیں ہو۔۔۔ آنے والے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گذ۔ جیری تم سناؤ۔۔۔ لورین نے کہا۔  
”آل از۔ او کے۔ لیکن یہ ہنگامی میٹنگ کس سلسلے میں کال کی گئی ہے۔۔۔ جیری نے بھی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔  
”پتے نہیں۔ سچیف کی کال آئی اور میں یہاں آگئی۔۔۔ لورین نے جواب دیا اور جیری نے اثبات میں سر بلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد یکے بعد دیگرے پانچ مرد اور تین عورتیں اسی کمرے میں داخل ہوئیں اور پھر وہ سب ایک دوسرے کو ہمیلو کہہ کر کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

”سپیشل روم میں آجائو تم سب۔۔۔ اچانک کمرے میں چیف کی مخصوص آواز گوئی اور وہ سب جن کی تعداد لورین سمیت دس تھی اٹھے اور کمرے کے ایک کونے میں نمودار ہونے والے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جب وہ اس دروازے کو پار کر کے دوسرے کمرے میں پہنچنے تو وہاں ایک کافی بڑی مستطیل میز پر پانچ افراد پہلے سے موجود تھے جن میں سے ایک کے چہرے پر نقاب تھی اور وہ میز کی سائیڈ پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا جبکہ باقی افراد سائیڈوں میں موجود تھے جن میں دوسریں ہاتھ پر جیکاں تھا۔ اس کامنہ بننا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ دو عورتیں اور دوسری طرف ایک بوڑھا آدمی موجود تھا۔ لورین اور اس کے ساتھ آنے والے باقی افراد خاموشی سے اس مستطیل میز کے گرد موجود خالی کر سیوں پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بیٹھ گئے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ہنگامی میٹنگ کیوں کال کی گئی ہے۔ ..... نقاب پوش نے کہا۔

”نوچیف“ ..... جیکال نے جواب دیا۔

میں تختہ طور پر تمہیں تفصیل بتاؤتیا ہوں۔ حکومت ایکریمیانے سپار گو جنررے میں دنیا کے اہتمائی طاقتوں اور خوفناک میراٹلوں جنہیں بی ایکس میراٹل کہا جاتا ہے۔ کا ایک اٹھ اور ایک فیکٹری اور لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ یہ فیکٹری اور لیبارٹری نئے بی ایکس میراٹل تیار نہیں کرتیں بلکہ پہلے سے نصب بی ایکس میراٹلوں کی دیکھ بھال اور ضروری مرمت کرتی ہیں۔ میراٹلوں کے اڈے کو کاسکو اور اس لیبارٹری اور فیکٹری کو ہاکسٹ کہا جاتا ہے۔ اس اڈے میں نصب میراٹلوں سے ایشیا کے کسی بھی ملک کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔ اسرائیل بڑے عرصے سے ایشیائی ملک پاکیشیا کے اہتمائی مرکز کو تباہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے لیکن آج تک اسے کامیابی نہیں ہو سکی اس لئے اسرائیل نے فیصلہ کیا کہ ان بی۔ ایکس میراٹلوں کے ذریعے پاکیشیا کے اہتمائی مرکز کو تباہ کر دیا جائے لیکن حکومت ایکریمیانے اپنے مخصوص مفادات کے تحت ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا جس پر ایک دوسرا پلان بنایا گیا اور اس پلان پر عمل درآمد کے لئے کنگز کو حکم دیا گیا کیونکہ کنگز در پر وہ اسرائیل کی ہی تنظیم ہے اس پلان کے تحت یہ طے ہوا کہ پاکیشیا کے حکام میں یہ خطرہ پیدا کر دیا جائے کہ ایکریمیا کسی بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

وقت بی ایکس میراٹل فائر کر کے پاکیشیا کے اہتمائی مرکز تباہ کر سکتا ہے۔ اس طرح پاکیشیائی ایجنٹ لا محلہ بی ایکس میراٹلوں کے اڈے کو تباہ کرنے سپار گو آجائیں گے اور اگر انہوں نے وہاں کوئی کام دکھا دیا تو پھر ایکریمیا جوابی کارروائی کے طور پر بی ایکس میراٹل فائر کر کے اہتمائی مرکز تباہ کر دے گا۔ اس طرح اسرائیل کا پلان کامل ہو جائے گا۔ ادھر یہ بات ایکریمیا کو بھی معلوم ہو چکی ہے اور اسرائیل کو بھی کہ پاکیشیا کا ایک ساتھ دان جو بی ایکس میراٹلوں کی اصل فیکٹری میں کام کرتا رہا ہے۔ بی ایکس میراٹلوں کا فارمولہ چوری کر کے پاکیشیا لے گیا اور وہاں اس نے ان کا توزیع بجاد کرنے پر لیرج شروع کر دی ہے۔ حکومت ایکریمیانے اس توزیع کو واپس لینے کی کوشش کی لیکن ایسا نہ ہو سکا اور یہ فارمولہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں چلا گیا اور ظاہر ہے چار پانچ سال کے وقفے کے بعد وہ اس کا توزیع تیار کر لیں گے اور پھر اسرائیل کا یہ منصوبہ کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اس لئے یہ پلان بنایا گیا تھا کہ پاکیشیائی ہجھنٹوں کی تباہی کے بعد ایکریمیا پر دباؤ ڈال کر پاکیشیا کے اہتمائی مرکز تباہ کر دیئے جائیں سچنانچہ کنگز نے اس سکیم پر عمل شروع کر دیا۔ لیکن پاکیشیا نے ایکریمیا سے گارنٹی لے کر اس مشن پر کام کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ جس پر اسرائیلی حکام نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر پاکیشیائی ایجنٹ عمران کو وہاں گھر کر لایا جائے اور اسے ہلاک کر دیا جائے۔ مختصر یہ کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سپار گو چھپن گیا۔ لورین کو کنگز کی طرف سے یہ

مشن سو نیا گیا کہ عمران کو ہلاک کر دیا جائے لیکن پھر یہ اطلاع ملی کہ لورین ناکام ہو گئی ہے اور عمران میزائلوں کے اڈے میں داخل ہو کر اسے چھیک کر کے واپس چلا گیا ہے جس پر اسرائیلی حکام کو بتا دیا گیا ہے کہ یہ مشن کامیاب نہیں ہو سکا اور پھر اس سے پہلے کہ اس سلسلے میں کوئی اور پلان بنایا جاتا۔ عمران اچانک اپنے ساتھیوں سمیت مہماں لایا کے پائیں وڈا کلب میں آیا اور لورین سے ملا اور اس نے وہاں سے لورین کے سامنے مجھے فون پر کال کیا اور دھمکی دی کہ اگر لنگز نے آئندہ اسرائیلی مفادات کے تحت پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کی تو پھر لنگز کو اس کے ہیڈ کوارٹر سمیت تباہ کر دیا جائے گا اور اس عمران نے یہ بھی بتایا کہ اس نے سپار گو میں اپنا مشن مکمل کر لیا ہے اور اب ایکریکا بھی چاہے تو بی ایکس میزائلوں کے ذریعے پاکیشیا کے ایئٹھی مرکوز کو تباہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی میں نے فوری طور پر اسرائیلی حکام سے بات کی انہوں نے وہاں میزائلوں کے اڈے میں اپنا ایک خاص آدمی فوری طور پر بھجوایا۔ اس آدمی نے رپورٹ دی ہے کہ عمران نے میں کمپیوٹر کی بنیادی کیزیں تبدیلی کر کے ایسی فنیڈنگ کر دی ہے کہ اب بی ایکس میزائلوں کے ذریعے پاکیشیا کو ٹارگٹ بنایا ہی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ یہ کام خاص کمپیوٹر کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے اس لئے اس نے ایسا کر دیا ہے۔ اب دو صورتیں ہیں کہ بی ایکس میزائلوں کو پہلے ناکارہ کیا جائے پھر اس کمپیوٹر سسٹم کو ختم کیا جائے اور نئے سرے سے نیا سسٹم بنایا جائے اور اس کے بعد نئے بی ایکس میزائل وہاں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

نصب کئے جائیں تب عمران کا کیا دھرا ختم ہو سکتا ہے لیکن ایکریکا میں حکام نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے جس پر اسرائیلی حکام نے ایک فوری فیصلہ کیا ہے کہ عمران کو ہر صورت میں ختم کر دیا جائے چاہے وہاں لاہاما میں چاہے پاکیشیا میں یہ کام ہو۔ بہر حال اب یہ کام ہر صورت میں ہونا چاہئے تاکہ اسرائیل آئندہ کے نقصانات سے بچ سکے اور یہ ڈیوٹی لنگز کو سونپی گئی ہے اور اسی سلسلے میں یہ میٹنگ کال کی گئی ہے۔ عمران لختے ساتھیوں سمیت وہاں موجود ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے خلاف اس قدر تیز ایکشن کیا جائے کہ وہ سن بھلنے سے پہلے ہی موت کے گھاث اتر جائے۔ چیف نے کہا۔

”لیکن چیف۔ ایک آدمی کو ہلاک کرنا ایسا کون سامنگل کام ہے جس کے لئے سپیشل میٹنگ کال کی گئی ہے۔ یہ کام تو کوئی بھی امتحنث کر سکتا ہے۔۔۔۔ جیکال نے کہا۔

”تم اسے نہیں جلتے بلکہ لورین کے علاوہ شاید اور کوئی بھی اس کی صلاحیتوں سے واقف نہیں ہے۔ اگر یہ کام اس قدر آسان ہوتا تو اب تک ہزار باز کیا جا چکا ہوتا۔ اس لئے ہمیں خاص منصوبہ بندی کرنی پڑے گی۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

”چیف۔ کیا آپ ایک بار پھر مجھ پر بھروسہ کریں گے۔۔۔۔ اچانک خاموش بیٹھی ہوئی لورین نے کہا اور سب چونک کرا سے دیکھنے لگے۔

”تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کھل کر کہو۔۔۔۔ چیف نے سرد لبجے میں کہا۔

”چیف۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت دارالحکومت میں موجود

ہے۔ میں نے اس سے مخذلتوں کو تھی۔ اس لئے اب اس کے ذہن میں یہ بات نہ ہوگی کہ میں اس کے خلاف کوئی اقدام کر سکتی ہوں۔ اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں بڑی آسانی سے عمران کا خاتمہ کر سکتی ہوں۔ میں اس سے ملنے جاؤں گی اور پھر اس پر اچانک فائز کھول دوں گی۔..... لورین نے کہا۔

”وہ بظاہر جتنا بھولا بھالا اور معصوم ہمیں نظر آتا ہے در حقیقت وہ ایسا نہیں ہے۔ وہ تمہاری طرف سے پوری طرح ہوشیار ہو گا۔ اس لئے تم اس انداز میں کام کر کے اٹا اسے گنگز کے خلاف کر دو گی اور پھر وہ واقعی گنگز کے لئے تباہی کا پیغام ثابت ہو سکتا ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ اس کے لئے باقاعدہ منصوبہ بنندی کرنی ہوگی۔..... چیف نے کہا۔

”چیف آپ اجازت دے دیں۔ میں یہ کام ذاتی حیثیت میں کروں گی اور آپ یقین کریں کہ وہ اس بار میرے ہاتھوں نہ نجح سکے گا۔“ لورین نے کہا۔

”چیف۔ لورین درست کہتی ہے۔ ولیے اگر آپ حکم دیں تو میں بھی اس کے ساتھ چلا جاؤں گا اور پھر لورین کے ساتھ ساتھ میں بھی اس پر فائز کھول دوں گا۔ آخر وہ انسان ہے۔ کوئی جادو گر تو نہیں ہے کہ اسے پہلے سے سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔..... اس بار جیری نے کہا۔

”تمہاری باتوں پر غور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر تم ناکام رہے تو پھر۔..... چیف نے کہا۔

”تو پھر آپ بے شک ہمیں سزا دے دیجئے گا۔..... لورین اور جیری نے کہا۔

”اوے کے۔ میں تم دونوں کو چوبیس گھنٹے دیتا ہوں۔ اگر تم ان چوبیس گھنٹوں میں اسے ہلاک کر سکتے ہو تو کر لو۔ ورنہ تمہیں واقعی ناکامی کی سزا مل کر رہے گی اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ برخاست کی جاتی ہے۔..... چیف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کرسیوں سے انٹھتے۔ اچانک وہ دروازہ ایک دھماکہ سے کھلا جس سے صرف چیف اور ماسٹر جیکال اندر داخل ہو سکتے تھے اور چار لمبے تونگے ایکریمین اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین پیش موجود تھے اور پھر وہ پر سفا کی کے تاثرات جیسے بخمد سے نظر آرہے تھے اور وہ سب حریت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھتے رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس طرح اس خفیہ میٹنگ ہاں میں داخل ہو گئے۔“ تم نے پاکیشیا کے علی عمران کو ہلاک کرنے کی سازش کی ہے اس لئے تمہاری سزا موت ہے۔..... ایک آدمی نے چھختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین پیشلز کے دھماکوں اور انسانی چیزوں سے ہاں گونج اٹھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

" عمران صاحب۔ کچھ ہمیں بھی تو بتائیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں۔" صدیقی نے اہتمامی سنجیدہ لججے میں کہا۔  
" تمہیں معلوم ہے کہ میں سارے گو سے یہاں کیوں آیا ہوں"۔  
عمران نے سنجیدہ لججے میں کہا۔

" ہمیں تو اتنا ہی معلوم ہے جتنا آپ نے لورین اور اس کے چیف کو بتایا تھا۔" صدیقی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار سکردا دیا۔

" تمہارے چہروں پر موجود تاثرات دیکھ کر اب میں اس نیچے پڑھنا ہوں کہ اگر میں نے تمہیں تفصیل نہ بتائی تو یا تو تم اٹھ کر دیوار میں نکر مار دو گے یا پھر اپنے سر پر کوئی چیز اٹھا کر مار دو گے اور دیوار تو چلو ٹوٹ بھی جائے تو دوبارہ بن سکتی ہے لیکن تمہارے سر شاید ہی دوبارہ بن سکیں اور پھر چیف صاحب نے میری گردن پکڑ لیتی ہے کہ میری سروس کے ممبروں کے سرگو اندر سے خالی تھے لیکن بہر حال ان کی کھوپڑیاں تو سلامت تھیں اس لئے بھرم تو قائم تھا اور کھوپڑیاں ٹوٹنے کے بعد جب اندر کے حالات سلم منے آجائیں گے تو پھر سیکرٹ سروس کا بھرم بھی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوری ہے تمہیں بتانا ہی پڑے گا۔"..... عمران کی زبان یکخت روایت ہو گئی تھی۔

" چلتے ایسے ہی ہی۔ آپ کچھ بتائیں تو ہی۔" صدیقی نے کہا۔  
" تو پھر دل تھام کر سنو۔ اصل بات یہ ہے کہ میں نے واقعی کاسکو میں داخل ہو کر میں کمپیوٹر میں ایسی فیڈنگ کر دی ہے کہ اب بی ایکس میزاں کسی صورت بھی پاکیشیا کے خلاف استعمال نہیں ہو۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ایک کمرے میں عمران اپنے سامنے میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ مشین کے درمیان ایک چھوٹی سی سکرین روشن تھی جس پر ریاست لاہما کے دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ نظر آ رہا تھا اور عمران کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھی۔ ایک کونے میں ایک سرخ رنگ کا نقطہ مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ پائیں وڈ کلب سے والپی پر عمران نے ایک پبلک فون بوتھ سے کسی کو فون کیا اور پھر وہ والپیں ہوٹل لگئے۔ انہوں نے ہوٹل کی کاریں وہیں چھوڑ دیں اور ہوٹل کے کمرے بھی خالی کر دیئے۔ اس کے بعد وہ ٹیکسی کے ذریعے ایک کالونی میں پہنچ گئے اور اس وقت وہ اس کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں موجود تھے۔ عمران ہوٹل سے جو بیگ ساتھ لایا تھا۔ یہ چھوٹی سی مشین اس بیگ سے برآمد ہوئی تھی اور یہاں پہنچتے ہی عمران نے اس مشین کو آن کیا اور تب سے وہ اس کے سامنے جم کر بیٹھا ہوا تھا۔

سکتے اور اگر انہیں یہ سب کچھ معلوم بھی ہو گیا تب بھی اس سارے سسٹم کو تبدیل کر کے ہی انہیں وہاں نصب تمام بی ایکس میراں کی ناکارہ کرنے پڑیں گے۔ پورا سسٹم تبدیل کرنا پڑے گا اور بی ایکس میراں کو میں نیا سسٹم نصب کرنا پڑے گا جس میں بہر حال استادقت لگ جائے گا کہ اس وقت تک پاکیشیانی سائنسدان مرحوم سائنسدان ڈاکٹر عظیم حسین کے فارمولے پر کام کامل کر لیں گے اور بی ایکس میراں کو اتنی نظام پاکیشیا میں نصب کر دیا جائے گا۔ اس لئے پاکیشیا کے لحاظ سے یہ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ لیکن چونکہ اس سب کارروائی دراصل اسرائیل کے مفادات کے لئے قائم کی گئی ہے۔ لورین بھی یہودی ہے اور کنگز کے چیف سیمیت اس میں زیادہ تر کام کرنے والے کثیر یہودی ہیں اس لئے لا محلہ وہ اسرائیلی حکام کو پورٹ کریں گے اور پھر اسرائیلی حکام کا کیا رد عمل ہوتا ہے۔ میں اس رد عمل کو معلوم کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں سپار گو سے ہبھاں آیا اور میں نے دو روز تک بھاگ دوڑ کر کے کنگز کے چیف کا خصوصی فون نمبر معلوم کیا اور پھر لورین کے سامنے اس کے چیف کو فون کر کے میں نے اس پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اگر انہوں نے اسرائیل کے کہنے پر پاکیشیا کے خلاف کوئی اقدام کیا تو اس کے نتائج انہیں بھگتا پڑیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے لورین کی میز کے نیچے خصوصی ٹیلی ویو ڈکٹافون لگا دیا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ہمارے جانے کے بعد لورین لا محلہ چیف

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سے بات کرے گی اور چیف اسے ہدایات دے گا۔ اس سے ہمیں اصل رد عمل کا اندازہ ہو جائے گا۔ اس مشین پر دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ موجود ہے اور یہ جلتا بحثانقطہ اسی ٹیلی ویو میز کو ظاہر کر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ لورین ابھی تک وہیں اسی ٹیلی پر موجود ہے۔ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ڈکٹافون تو میز کے نیچے لگا ہوا ہے اس نے تو بہر حال اس وقت تک کاشن دیتے رہنا ہے جب تک اسے آف نہ کر دیا جائے جبکہ ہو سکتا ہے کہ لورین وہاں سے جا بھی چکی ہو اور دوسری بات یہ کہ ہمارے ہوٹل سے ہبھاں ہبھنے اور آپ کے اس مشین کو آن کرنے کے درمیان کافی وقفہ تھا۔ اس دوران جو کچھ ہوا ہو گا اس کا تو علم آپ کو نہ ہو سکے گا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ ہم وہیں رہ کر اس کی نگرانی کرتے رہتے۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”اس وقفے کے دوران جس کا تم نے ذکر کیا ہے لورین نے جو کچھ زبان سے کہا ہے وہ سب اس مشین میں ٹیپ شدہ ہے میں نے اسے آن کرنے سے پہلے یہ ٹیپ سناتھا۔ اس ٹیپ کے مطابق ہمارے جاتے ہی لورین نے چیف سے فون پر بات کی اور چیف نے اسے بتایا کہ وہ اسرائیلی حکام سے رابطہ کر رہا ہے۔ جیسے ہی وہاں سے احکام ملے۔ اسے اطلاع کر دی جائے گی۔ قب تک وہ وہیں کلب میں ہی رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ راجر جس کی کال پر ہم کلب گئے تھے اس کے آدمی بھی لورین کی نگرانی کر رہے ہیں اور لورین کی کار میں ایک اور ایسا ہی

ڈکٹافون نصب کر دیا گیا ہے اس لئے آپ کی لیڈری بھی ختم اور جو اقدام اس کا کاشن بھی سہاں ملنا شروع ہو جائے گا۔..... عمران نے جواب دیا اور صدیقی نے اثبات میں سر بلادیا۔

”میرا خیال ہے ان کا زیادہ سے زیادہ سہی رد عمل ہو گا کہ وہ آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے۔..... چوہاں نے کہا۔

”یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پھر تو ہم اطمینان سے واپس پاکیشیا چلے جائیں گے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”کیوں۔ جبکہ ہمارے نقطہ نظر سے آپ کی ذات پاکیشیا کے ایسی مراکز سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔..... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ تو آپ لوگوں کا خلوص ہے ورنہ میں کیا اور میری اہمیت کیا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کی اہمیت تو ہم جانتے ہیں۔..... صدیقی نے کہا۔

”بہر حال میں ذاتی انتقام کا قابل نہیں ہوں۔ اس لئے اگر انہوں نے میرے متعلق کوئی فیصلہ کیا تو پھر میں اس سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کر دوں گا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہوا عمران صاحب تو پھر ہم اقدام کریں گے۔۔۔ صدیقی نے فیصلہ کن لمحے میں کہا۔

”لیکن میں تمہارا لیڈر ہوں۔ اس لئے جب تک میں حکم نہ دوں گا تم کیسے کوئی اقدام کر سکوں گے۔..... عمران نے کہا۔

مشن ختم ہو گیا ہے اس لئے آپ کی لیڈری بھی ختم اور جو اقدام ہم کریں گے وہ فور سارے کے تحت کریں گے۔ کیونکہ ملکی دولت کی حفاظت بھی فور سارے کے دائرہ کار میں آتی ہے۔..... صدیقی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو تمہارے خیال کے مطابق میں دولت ہوں۔ سرمایہ ہوں۔۔۔ عمران نے کہا۔

”بالکل آپ پاکیشیا کا سرمایہ ہیں۔ انہوں سرمایہ۔۔۔ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر مجھے جیسا مفلس، قلاش اور مقروض آدمی سرمایہ ہو سکتا ہے تو بھائی پھر پاکیشیا کا خزانہ خالی تھجو۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔۔۔ اچانک مشین سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں تو عمران اور باقی ساتھی بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن دبادیا۔

”یہ چیف۔۔۔ لورین بوا، رہی ہوں۔۔۔ لورین کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔۔۔

”روز میری کلب چینج جاؤ۔۔۔ سپیشل گروپ کی میٹنگ کال کی گئی ہے۔۔۔ چیف کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔۔۔

”یہ باس۔۔۔ لورین نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے بٹن آف کیا اور پھر وہ نقشہ پر جھک گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"یہ ہے روز مری کلب"..... عمران نے سکرین کے دوسرے نقطے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب کسیے معلوم ہو گا کہ اس سپیشل میٹنگ میں کیا بات ہوئی ہے"..... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو واقعی مسئلہ بن گیا۔ میرا خیال تھا کہ چیف فون پر ہی کچھ نہ کچھ بتا دے گا۔ اب تو ہمیں بہر حال اس کلب میں جانا ہو گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین آف کرنا شروع کر دی۔ پھر اس نے ساتھ پڑے ہوئے فون کار سیور اٹھایا اور تیزی سے نبرداں کرنے شروع کر دیئے۔

"یہ راجر بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی راجر کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں راجر۔ روز مری کلب کے بارے میں تفصیلات تمہارے پاس ہوں گی"..... عمران نے کہا۔

"روز مری کلب۔ کس قسم کی تفصیلات"..... راجر نے چونک کر پوچھا۔

"اس کلب میں کنگز کے کسی سپیشل گروپ کی میٹنگ ہو رہی ہے اور میں اس میٹنگ میں ہونے والی گفتگو معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ رقم کی فرمات کرنا۔ مجھے کام چلہتے"..... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل روز مری کلب اسرائیلی میجنتوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس کلب کا انچارج ماسٹر جیکال ہے اور ہمارا اہتمائی سخت حفاظتی اور

سامسی انتظامات ہیں۔ لیکن چونکہ آپ نے رقم کے بارے میں فکر ش کرنے کی بات کی ہے تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ اگر آپ ایک لاکھ ڈالر خرچ کریں تو آپ کو ہمارا ایک الیے کرے میں پہنچایا جا سکتا ہے جہاں سے گفتگو سنی جا سکتی ہے لیکن صرف ایک آدمی۔ اس سے زیادہ نہیں"..... راجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ رقم تمہیں مل جائے گی"..... عمران نے کہا۔ "تو پھر آپ اپنا آدمی کہاں بھیجنیں گے اور اس کی نشانی کیا ہوگی"..... راجر نے کہا۔

"میں خود ہمارا آؤں گا۔ مجھے تو تم نے دیکھا ہوا ہے لیکن مجھے کہاں پہنچا ہو گا"..... عمران نے کہا۔

"آپ روز مری کلب کی عقبی طرف سڑک پر شارکسینیو کے سامنے پہنچ جائیں۔ میں خود ہمارا پہنچ رہا ہوں پھر آپ کو اس کرے تک پہنچا دیا جائے گا جہاں سے آپ میٹنگ ہاں میں ہونے والی تمام گفتگو سن سکیں گے"..... راجر نے کہا۔

"اوکے۔ میں پہنچ رہا ہوں"..... عمران نے کہا اور سیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم لوگ بھیں رکو۔ میں ہمارا جا رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم بھی روز مری کلب پہنچ جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ہماری فوری ضرورت پڑ جائے۔ اس لئے آپ ایک کام کریں کہ لپٹے ساتھ زیر والیوں گائیکر لے جائیں۔ ہم اس کار سیور لپٹے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پاس رکھیں گے۔ اس طرح جو گفتگو آپ سنیں گے آپ کے ساتھ ساتھ ہم بھی سن لیں گے اور آپ کا پیغام بھی ہمیں مل سکتا ہے۔ ..... صدیقی نے کہا۔

”چلو ایسے ہی ہی۔ لیکن میرے حکم کے بغیر تم نے کوئی اقدام نہیں کرنا۔ ..... عمران نے کہا اور صدیقی نے اشبات میں سر ملا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”محبے یقین ہے چوہاں کہ اس میٹنگ میں اسرائیل نے عمران صاحب کے خلاف حرکت میں آنے کا لائے عمل اختیار کرنا ہے اور عمران صاحب نے اپنی عادت کے مطابق انہیں طرح دے جانی ہے اور ان کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرنا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم ہمہ سے روز میری کلب پر قبضہ کر لیں۔ اس کے بعد اگر وہ لوگ پاکیشیا کے خلاف کوئی بھیانک اقدام سوچتے ہیں تو پھر تو عمران صاحب کی ہدایات پر عمل کیا جائے گا اور اگر وہ صرف عمران صاحب کے خلاف کام کرنے کے بارے میں سوچتے ہیں تو پھر ہم خود ہی فور بشارز کے تحت ایکشن میں آجائیں گے۔ ..... صدیقی نے کہا۔ عمران کے جانے کے بعد وہ سب اسی رہائش گاہ کے کمرے میں بیٹھے ہونے تھے جبکہ ٹائیگر عمران کے ساتھ گیا تھا۔ عمران کے مطابق ٹائیگر کو وہ باہر رکھے گا تاکہ وہ کسی بھی ایر جنسی کی صورت میں مدد کر سکے۔ کیونکہ ضروری نہیں

ہے کہ راجہ کا پلان کامیاب رہے۔ اس میں کوئی سمجھی بڑھی ہو سکتی ہے۔  
اس لئے نائیگر عمران کے ساتھ چلا گیا تھا۔  
لیکن عمران صاحب کی اجازت کے بغیر کوئی بھی اقدام نہیں کیا جا  
سکتا۔ ورنچیف نے جواب طلبی کر لیا ہے۔ ..... چوہان نے کہا۔  
”میرا خیال ہے کہ چیف سے بات کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔“  
خاور نے کہا۔

”نہیں۔ چیف نے صرف عمران کے خلاف کسی بھی ایکشن میں  
داخلت کرنے سے منع کر دینا ہے۔ تم بے فکر ہو۔ میں خود ہی نہیں  
لوں گا لیکن میں اس سلسلے کو یہی ختم کرنا چاہتا ہوں۔“ ..... صدیقی نے  
کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم بہر حال فور شارز کے چیف ہو۔ اس لئے ہم  
تمہارا حکم ملنے پر بھی مجبور ہیں۔“ ..... چوہان نے کہا تو صدیقی اٹھ کر  
ہوا۔  
”چلو پھر راستے میں مارکیٹ سے ضروری اسلو بھی خرید لیں گے۔“  
صدیقی نے کہا۔

”لیکن روزمری کلب میں نجانے کتنے افراد ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ  
وہاں پولیس پہنچ جائے اور مسئلہ مزید شیری ہا ہو جائے۔“ ..... نعمانی نے  
کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ میں سب سنپھال لوں گا۔ آؤ۔“ ..... صدیقی نے  
کہا اور وہ سب تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی در

بعد وہ کار میں بیٹھے روزمری کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔  
صدیقی نے راستے میں مارکیٹ سے اپنی مرضی کا اسلو بھی خرید لیا تھا  
چونکہ ایکریمیا میں اسلو کی خرید و فروخت پر کوئی پابندی نہ تھی اس لئے  
جو کچھ وہ چاہتے تھے وہ انہیں آسانی سے مل گیا۔ ڈرائیور نے سیٹ پر  
صدیقی خود تھا جبکہ سائیڈ پر چوہان اور عقیبی سیٹ پر نعمانی اور خاور بیٹھے  
ہوئے تھے۔

”تمہارا پروگرام کیا ہے۔ ہمیں تو بتاؤ۔“ ..... خاور نے کہا۔  
”کلب پہنچ کر وہاں کی صورت حال دیکھ کر بتاؤں گا۔“ ..... صدیقی  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”پھر بھی کچھ نہ کچھ تو تمہارے ذہن میں تو ہو گا ہی۔“ ..... چوہان نے  
اصرار کرتے ہوئے کہا۔

”میرے ذہن میں صرف اتنی سی بات ہے کہ اگر اس میٹنگ میں  
عمران صاحب کے خلاف کوئی اقدام تجویز کیا جاتا ہے تو پھر اس میٹنگ  
کے شرکا کو زندہ ہی نہیں رہنا چاہئے چاہے اس روز مری کلب کو بھوں  
سے کیوں نہ اڑانا پڑ جائے۔“ ..... صدیقی نے کہا۔

”لیکن اگر انہوں نے پاکیشیا کے خلاف کوئی اقدام تجویز کیا تو  
پھر۔“ ..... چوہان نے کہا۔

”پھر جیسے عمران صاحب کہیں گے دیسے ہی کریں گے۔ کیونکہ پھر  
لامحالہ ہم ان کے احکامات کے پابند ہیں۔“ ..... صدیقی نے جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"دیکھو صدیقی۔ جو کچھ تم سوچ رہے ہو۔ وہ اس انداز میں ناقابل عمل ہے۔ روز مری کلب اسرائیلی ہجنٹوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ اس لئے لامحالہ انہوں نے وہاں احتیاطی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ اس کے علاوہ عمران صاحب کو اس راجرنے نجانے کہاں پہنچایا ہوا ہو گا کہ وہ میٹنگ ہال میں ہونے والی گفتگو سن سکیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ کمرہ روز مری کلب میں ہی موجود ہو۔ اس لئے اگر روز مری کلب کو بموں سے اڑایا گیا تو جو کام اسرائیلی ایجنسٹ کرنا چاہتے ہوں گے وہ فور سارے کے ہاتھوں ہو جائے گا۔"..... خاور نے احتیاطی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے خاور۔ اچھا ہوا کہ تم نے یہ بات کر دی میرے ذہن میں تو اس معاملے کے یہ پہلو موجود ہی نہ تھے۔ لیکن پھر ہمیں کیا کرنا چاہتے؟"..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہمیں بہر حال عمران صاحب کے احکامات کے مطابق چلنا چاہتے۔"..... خاور نے کہا۔

"میں عمران صاحب کی عادت جانتا ہوں۔ اگر ان کے خلاف اقدام ہوا تو واقعی انہوں نے کوئی جوابی رد عمل ظاہر نہیں کرنا۔ وہ اپنے تحفظ کے لئے کوئی کام نہیں کرتے اور ہم بہر حال ہم جو کچھ بھی کریں۔ اسرائیلی ایجنسٹ ہمیں کسی نہ کسی انداز میں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔" صدیقی نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم روز مری کلب کے قریب کسی ایسی عمارت پر قبضہ کر لیں جہاں آدمی کم ہوں۔ پھر انہیں بے ہوش کر کے روز مری کلب کے کسی آدمی کو اغوا کر کے اس عمارت میں لا یا جائے اور اس سے اس میٹنگ ہال کا راستہ معلوم کیا جائے۔ اس کے بعد اس راستے کے ذریعے ہم براہ راست اس میٹنگ ہال تک پہنچ جائیں۔"..... خاور نے کہا۔

"نہیں اتنا وقت نہیں ہو گا۔ جب تک یہ سارا کام ہو گا اس وقت تک وہ لوگ جا بھی چکے ہوں گے۔"..... صدیقی نے جواب دیا۔

"پھر دوسری صورت یہ ہے کہ ہم اچانک فل ریڈ کر دیں اور جو بھی نظر آئے اسے ہلاک کر دیں۔ ایسی صورت میں پولیس فوراً پہنچ جائے گی۔"..... چوہا نے کہا۔

"بہر حال وہاں جا کر حالات کا جائزہ لے کر کام کریں گے۔" صدیقی نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ٹلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ روز مری کلب کے سامنے پہنچ گئے۔ کلب کی عمارت ایک منزلہ تھی اور رقبہ بھی کچھ زیادہ وسیع نہ تھا۔ اللہتہ عمارت جدید تعمیر شدہ اور ساخت کے لحاظ سے بھی خاصی جدید تھی۔ صدیقی نے کار کلب سے ہٹ کر ذرا آگے ایک پارکنگ کے لئے بنی ہوئی جگہ پر روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔

"آؤ۔"..... صدیقی نے کہا اور پھر وہ سب کلب کے کپاونڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ کلب میں خاصی رونق تھی۔ پارکنگ بھی رنگ برلنگی اور جدید ماڈل کی کاروں سے بھری ہوئی تھی۔

یہاں تو بہت زیادہ لوگ ہیں۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔  
”میخیر صاحب کا کمرہ کہاں ہے۔۔۔۔۔ صدیقی نے ایک مسلح دربان  
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”بڑے صاحب تو کسی میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں آپ اسٹینٹ  
میخیر روڈی سے مل لیں۔ ان کا کمرہ دائیں ہاتھ پر راہداری کے آخر میں  
ہے۔۔۔۔۔ دربان نے جواب دیا اور صدیقی نے اشبات میں سر بلادیا اور  
آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسٹینٹ میخیر کے کمرے میں داخل ہو  
رہے تھے۔ اسٹینٹ میخیر نوجوان آدمی تھا اور کمرے میں اکیلا تھا اور وہ  
فون کا رسیور کانوں سے لگائے کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔  
صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس نے  
جلدی سے رسیور کھا اور پھر اٹھ کھرا ہوا۔

”آپ اسٹینٹ میخیر ہیں۔۔۔۔۔ صدیقی نے تحکماں لججے میں کہا۔  
”یہ سر۔ میرا نام روڈی ہے۔ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر  
سکتا ہوں۔۔۔۔۔ روڈی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔  
”ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ ہم نے آپ کے کلب کے  
بارے میں چند باتیں معلوم کرنی ہیں۔ میرا نام جیکب ہے اور میں  
اسٹینٹ ڈائریکٹر ہوں۔ یہ میرے ساتھی ہیں۔۔۔۔۔ صدیقی نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”سپیشل فورس۔ لیکن آج تک تو اس فورس کا نام میں نے کبھی  
نہیں سنा۔۔۔۔۔ روڈی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو یہ فورس بنائی گئی ہے۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا اور روڈی  
نے مسکراتے ہوئے اشبات میں سر بلادیا۔  
”تشریف رکھیں اور فرمائیں آپ کیا پینا پسند کریں گے۔۔۔۔۔ روڈی  
نے کہا۔

”اس وقت ہم ڈیوٹی پر ہیں۔ اس لئے سوری۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا  
اور پھر وہ سب میز کی دوسری طرف رکھے ہوئے صوفیوں پر بیٹھ گئے۔  
روڈی سیز کے پیچھے سے نکل کر ان کے سامنے صوفی پر بیٹھ گیا۔  
”جی پوچھیئے۔ آپ کیا پوچھنا چاہئتے ہیں۔۔۔۔۔ روڈی نے کہا۔

”یہاں ایک خصوصی میٹنگ ہال ہے جس میں اس وقت سرکاری  
تنظيم کنگریز کے سپیشل گروپ کی میٹنگ ہو رہی ہے یا ہونے والی  
ہے۔ اس ہال کا راستہ اور اس کی تفصیلات بتا دیں۔۔۔۔۔ صدیقی نے  
کہا تو روڈی بے اختیار اچھل کر کھرا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر حریت  
کے تاثرات ابھر آئے۔

”سوری سر۔ مجھے آپ اپنی شاخت کرائیں۔ اس کے بعد بات ہو  
گی۔۔۔۔۔ روڈی نے واپس میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔۔ صدیقی نے سرد لججے میں کہا تو روڈی  
ہونٹ بھینچے واپس مڑا اور دوبارہ صوفی پر بیٹھ گیا۔

”مسٹر روڈی۔ سپیشل فورس کے پاس ایسی اتحار ٹیز موجود ہیں۔  
کیا آپ اور آپ کے کلب کی تمام انتظامیہ کو جیل بھجوادیا جائے۔ جبکہ  
کنگریز بھی سرکاری تنظیم ہے اور ہمارا تعلق بھی حکومت سے ہے ہے لیکن

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

حکومت کو ہر پہلو کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ہم نے حکومت کو صرف اس بارے میں رپورٹ کرنی ہے۔ باقی ہمیں ان کی میشنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ سے جو کچھ پوچھا جائے وہ آپ بتا دیں۔ صدیقی کا ہجھہ یکخت اہتمامی سرد ہو گیا تھا۔

”مجھے اس بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔ میں تو کلب میں شراب کی سپلائی کا انچارج ہوں۔ آپ تشریف رکھیں میجر ماسٹر جیکال آجائیں گے۔ وہی آپ کو تفصیل بتا سکیں گے۔“ روڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب تک آجائیں گے ماسٹر جیکال۔“ صدیقی نے کہا۔

”کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ بہر حال دو تین گھنٹوں میں تولا محلہ آجائیں گے۔“ روڈی نے جواب دیا۔

”اوے کے۔ پھر ہم دو تین گھنٹے بعد آجائیں گے۔“ صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی روڈی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے پھرے پر یکھت گھرے اطمینان کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”اوے کے شکریہ۔“ صدیقی نے کہا اور پھر وہ مڑنے ہی لگا تھا کہ یکھت اس کا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور نوجوان روڈی اس کا زور دار تھوڑا کھا کر چھتنا ہوا اچھل کر درمیانی میز پر ایک دھماکے سے گرا اور پھر پلٹ کر نیچے فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے چوہان کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا روڈی ایک بار پھر جمع کر گرا۔

اس کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا اور پھر ساکت ہو گیا۔ ”دروازہ اندر سے لاک کر دو۔ میں دیکھتا ہوں کوئی خالی کمرہ مل جائے تو۔“ صدیقی نے خاور سے کہا اور پھر وہ اس آفس کی عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف سیر ہیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سیر ہیاں اترتا ہوا نیچے گیا تو نیچے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے ساتھ ہی ایک راہداری آگے جا رہی تھی۔ راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس نے دروازے کو کھول کر دوسری طرف جھانکا تو ایک کافی بڑا سٹور تھا جس میں دیواروں کے ساتھ شراب کی پیشیاں پڑی ہوئی تھیں جبکہ درمیان میں کر سیاں میزاں اور ایک سائیڈ پر ایک بیڈ بھی پڑا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ پر خالی پیشیاں۔ رسیوں کے ٹھپے اور تھوڑا سانا کارہ سامان بھی موجود تھا۔ صدیقی واپس مڑا اور پھر سیر ہیاں چڑھ کر اوپر آگیا۔

”اوے اٹھا کر نیچے لے آؤ۔ اس سے پوچھ گھے کے لئے یہاں ایک سٹور موجود ہے۔“ صدیقی نے لپٹنے ساتھیوں سے کہا۔

”لیکن اگر کوئی یہاں آگیا یا فون آگیا تب۔“ چوہان نے کہا۔ ”نعمانی تم سہیں بیٹھ جاؤ۔ کوئی آئے تو اسے کہہ دینا کہ روڈی مہمانوں کے ساتھ خصوصی مذاکرات کر رہا ہے اور اس نے کہا ہے کہ اسے ڈسٹرپ نہ کیا جائے۔“ صدیقی نے کہا تو نعمانی نے اشبات میں سر بلادیا جوہان نے فرش پر جبے ہوش پڑے ہوئے روڈی کو اٹھایا اور پھر صدیقی کے میچے سیر ہیاں اتر کر وہ نیچے چھوٹے کرے میں آیا اور چند

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

لمحوں بعد وہ سور میں پہنچ گئے۔  
”اے کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھنا پڑے گا۔“ صدیقی نے کہا۔

”جو کچھ کرنا ہے جلدی کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میٹنگ ختم بھی ہو جائے اور ہم صرف پوچھ گچھی کرتے رہیں۔“ چوہان نے کہا۔  
”تم فکر نہ کرو۔ میں صرف چند لمحوں میں اس سے سب کچھ اگوالوں گا۔“ صدیقی نے کہا اور ایک طرف کو بڑھ گیا جہاں رسیوں کے چھپے اور ناکارہ سامان موجود تھا۔ اس نے رسی اٹھائی اور چوہان کی مدد سے اس نے روڈی کو کرسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کامنہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو اس نے ہاتھ ہٹانے اور پھر کوت کی اندر ورنی جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چند لمحوں بعد روڈی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ کیا مطلب۔ کون، ہو تم۔“ روڈی نے ہوش میں آتے ہی لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بوکھلانے ہوئے انداز میں کہا۔

”جو کچھ تم سے پوچھا جائے۔ اس کا درست جواب دینا روڈی۔“ ورنہ تم ایسے عذاب سے گزر دے گے کہ تمہاری روح بھی صدیوں تک چھختی رہے گی۔“ صدیقی نے سرد بجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

خنجر کی نوک سے روڈی کی گردن کی دائیں طرف ایک ہلکا سا کٹ لگا دیا۔ روڈی کے منہ سے ہلکی سی سکاری نکلی۔

”اب تیار ہو جاؤ روڈی۔“ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ روڈی کے سر پر رکھ کر اسے ہلنے سے روکا اور دوسرے ہاتھ میں موجود خنجر کی نوک اس کی گردن پر نظر آنے والی رگ میں چبھو دی اور پھر اس نے غیر محسوس طور پر خنجر کو اہتمامی آہستہ سے دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا اور روڈی کے حلق سے یکھن خوفناک چینخیں نکلنے لگیں۔ اس کا پورا جسم اس طرح کانپنے لگ گیا تھا جیسے اسے سردی کا بخار چڑھ آیا ہو۔ اس کا پھرہ اور جسم پسینے سے بھیگتا چلا گیا۔ آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ سیہ کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ۔ فار گاڑ سیک۔ رک جاؤ۔“ یکھن روڈی نے اہتمامی بھیانک انداز میں پچھتے ہوئے کہا تو صدیقی نے ہاتھ روک لیا اور روڈی کا تکلیف کی شدت سے سخت ہوتا ہوا پھرہ یکھن نارمل ہو گیا۔ لیکن اس کا جسم اسی طرح مسلسل لرز رہا تھا۔

”بولو۔ ورنہ اس باریہ کام پہلے سے زیادہ سخت ہو گا۔“ بولو کہاں ہے اس میٹنگ ہال کا راستہ۔ کہاں ہے اور راستے میں کیا کیا انتظامات ہیں۔ جلدی بولو ورنہ۔“ صدیقی نے اہتمامی سرد بجھ میں کہا تو روڈی نے واقعی اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے تیپ ریکارڈ آن ہو جاتا ہے۔ لیکن جیسے وہ تفصیل بتاتا جا رہا تھا۔ صدیقی اور اس کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ساتھیوں کے چہرے لکھتے چلے جا رہے تھے۔ کیونکہ یہ انتظامات اہمیتی سخت اور جدید ترین سائنسی انتظامات تھے اور انہیں آسانی سے نہ توڑا جاسکتا تھا اور نہ ہی ختم کیا جا سکتا تھا۔  
اس وقت میٹنگ ہال میں کتنے افراد موجود ہیں۔۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

سپیشل گروپ کی میٹنگ ہے اور ماسٹر جیکال سمیت پندرہ افراد گروپ کے ممبر ہیں جن میں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی اور چیف بھی۔۔۔۔۔ روڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کے علاوہ جو خصوصی راستہ ہے وہ بتاؤ۔۔۔۔۔ اچانک صدیقی نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

س۔۔۔ سپیشل راستہ۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ روڈی نے ہمچکاتے ہوئے کہا تو صدیقی نے ایک بار پھر خجروالے ہاتھ کو حرکت دینا شروع کر دی۔

”رک جاؤ۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔۔۔ روڈی نے بری طرح چھنتے ہوئے کہا۔۔۔ اس بار اس کی حالت پہلے سے زیادہ غراب ہونے لگ گئی تھی۔

”بتاؤ ورنہ۔۔۔۔۔ صدیقی نے ہاتھ روکتے ہوئے کہا۔

وہ۔۔۔ وہ خصوصی راستہ ماسٹر جیکال کے خصوصی آفس سے جاتا ہے۔۔۔۔۔ صدیقی اسی راستے سے ماسٹر جیکال کے ساتھ میٹنگ ہال میں جاتا ہے۔۔۔۔۔ روڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کی پوری تفصیل بتاؤ۔۔۔۔۔ صدیقی نے کہا تو روڈی نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

تفصیل بتانا شروع کر دی تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے کیونکہ یہ آسان ترین راستہ تھا اور اس راستے سے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے میٹنگ ہال میں داخل ہو سکتے تھے۔ صدیقی نے خخبر کی نوک رگ سے باہر نکالی اور دوسرے لمبے اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور خبر روڈی کی شہ رگ میں اترتا چلا گیا۔ روڈی کے ہاتھ سے چھوٹی نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم اس طرح ترپنے لگا جیسے چھلی بغیر یا نی کے ترپتی ہے اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ صدیقی نے خون آلود خخبر کی مدد سے اس کی رسیاں کاٹیں اور پھر خخبر کو اس کے لباس سے صاف کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ ”کیا اس کو ہلاک کرنا ضروری تھا۔۔۔ بندھا پیٹھا رہتا۔۔۔ ہم نے یہاں کتنی دیر رکنا تھا۔۔۔۔۔ چوہا نے کہا۔

”میں نے اس کے فائدے کے لئے یہ کام کیا ہے۔۔۔ اس کا اعصابی نظام ختم ہو چکا تھا اور اب اس کی باقی زندگی زمین پر گھستتے ہی گزرتی۔۔۔ اس لئے میں نے اسے بڑے عذاب کی زندگی سے بچانے کے لئے ہلاک کیا ہے۔۔۔۔۔ صدیقی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب اور یہ تم نے کہاں سے نیا طریقہ سیکھا ہے۔۔۔۔۔ چوہا نے حیران ہو کر پوچھا۔

”یہ طریقہ میں نے دو سال پہلے ایک کتاب میں پڑھا تھا۔۔۔ قدم رومن دور میں اس طرح لوگوں کی زبانیں کھلوائی جاتی تھیں۔۔۔ گواں میں اس کی کوئی سائنسی یا طبعی توجیہہ درج نہ تھی لیکن میں نے اس پر

از خود ریچ شروع کر دی اور پھر مجھے معلوم ہو گیا کہ گردن کے دائیں طرف ایک خاص رُگ دماغ اور اعصاب کے درمیان سب سے بڑا رابطہ ہے۔ اس میں غیر معمول حرکت سے پورے جسم کے اعصاب کو اس قدر خوفناک جھٹکے لگتے ہیں جو انسانی ذہن کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں اور وہ مجبوراً سب کچھ بتاویتا ہے لیکن اس کا نتیجہ احتیاطی خوفناک ہے کہ ان جھٹکوں کے بعد اعصاب کبھی دوبارہ نارمل نہیں ہو سکتے۔ پورا قدرتی اعصابی نظام ہی تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ صدیقی نے جواب دیا تو چوہان نے اشبات میں سر بلادیا۔ وہ اب دوبارہ روڈی کے آفس میں پہنچ چکے تھے۔ وہ اس آفس سے باہر نکلے اور پھر آگے بڑھتے چلے گئے۔ انہیں اب وہ خصوصی راستہ معلوم ہو گیا تھا پر جتناچہ تھوڑی دری بعد وہ ایک خفیہ راستے کی مدد سے میخیر ماسٹر جیکال کے خصوصی آفس میں پہنچ گئے۔ یہ آفس چونکہ بقول روڈی صرف خاص خاص موقع پر ہی استعمال ہوتا تھا اس لئے انہیں معلوم تھا کہ یہاں کوئی عام آدمی نہ آئے گا۔ انہوں نے اس کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ سب کر سیوں پر بیٹھ گئے۔ صدیقی نے جیب سے زیر والیوں کا رسیور نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

لیکن چیف ایک آدمی کو ہلاک کرنا ایسا کون سامشکل کام ہے جس کے لئے سپیشل مینٹنگ کاں کی گئی ہے۔ یہ کام تو کوئی بھی ایجنت کر سکتا ہے۔ ایک آواز سنائی دی تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ کیونکہ یہ فقرہ بتا رہا تھا کہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

مینٹنگ میں عمران کی ہلاکت کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔  
”تم اسے نہیں جانتے بلکہ لورین کے علاوہ شاید اور کوئی بھی اس کی صلاحیتوں سے واقف نہیں ہے۔ اگر یہ کام اس قدر آسان ہوتا تو اب تک ہزار بار کیا جا چکا ہوتا۔ اس کے لئے خاص منصوبہ بندی کرنی پڑے گی۔“..... دوسری آواز سنائی دی اور یہ آواز وہ پہچان گئے۔ یہ کنگز کے چیف کی آواز تھی کیونکہ پائیں وڈ کلب میں جب عمران نے فون پر چیف سے گفتگو کی تھی وہ بھی اس کی آواز سننے رہے تھے اور پھر گفتگو ہوتی رہی اور وہ اسے خاموشی سے بیٹھے سننے رہے۔ اس مینٹنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ لورین اور اس کے کسی ساتھی جیزی کو چیف نے چوبیں گھنٹوں کی مہلت دی تھی کہ وہ ان چوبیں گھنٹوں میں ہر صورت میں عمران کا خاتمه کر دیں۔ ناکامی کی صورت میں انہیں بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ سن کر صدیقی نے زیر والیوں کا رسیور آف کر کے اسے جیب میں ڈالا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آواب فور شارز اپنا کام کرے گی۔ میں ان لوگوں کو ایک لمحے کی بھی مہلت نہیں دینا چاہتا۔ آوا۔“..... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ یہ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پیشل باہر نکال لیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے اس خفیہ راستے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جو اس مینٹنگ ہال کی طرف جاتا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ صدیقی نے ایک لمحہ مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر دروازہ کھول کر وہ بھلی کی سی تیزی سے مینٹنگ ہال

میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچے اس کے ساتھی بھی اندر آگئے۔ وہاں ایک بڑی سی میز کے گرد پندرہ افراد موجود تھے جن میں سے ایک نقاپ پوش تھا اور وہ سب اس طرح انہیں دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ وہ واقعی حریت کی شدت سے بت بن گئے تھے۔

”تم نے پاکیشیا کے علی عمران کو ہلاک کرنے کی سازش کی ہے۔ اس لئے تمہاری سزا موت ہے۔“..... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبادیا۔ اس کے فائز کھولتے ہی اس کے ساتھیوں نے بھی فائز کھول دیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ پندرہ کے افراد پیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے لیکن صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی جب تک وہ سب کے سب ساکت نہ ہو گئے تھے۔

”آو چلیں۔“..... صدیقی نے جلدی سے مشین پیشن جیب میں ڈالا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچے تھے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

سٹار کسینیو کے بڑے سے ہال میں عورتوں اور مردوں کا خاص اشارہ تھا۔ ہر طرف جوئے کی مختلف نائپ کی مشینیں نصب تھیں اور لوگ بڑے زور شور سے ان مشینوں کے ذریعے جوا کھیلنے میں مصروف تھے۔ ٹائیگر ہال میں اوہرا اوہر گھوم پھر کران لوگوں کو جوا کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ ہال میں چونکہ مسلح افراد بھی موجود تھے اور صرف تماشہ دیکھنے والے بھی۔ اس لئے ٹائیگر کے اس طرح بے مقصد گھومنے پھرنے کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ ٹائیگر کی نظریں اس راہداری کے سرے پر جی، ہوئی تھیں جہاں سے عمران ایک آدمی کے ساتھ گیا تھا۔ عمران کو گئے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ لیکن ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔ ایک دوبار تو ٹائیگر کا جی چاہا کہ وہ عمران کے پیچے جائے کیونکہ ہو سکتا تھا کہ عمران کسی مشکل میں پھنس گیا ہو لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا کیونکہ ایک بات تو طے تھی کہ عمران اپنی حفاظت بخوبی

کرنا جانتا تھا اور دوسری بات یہ کہ عمران نے جاتے ہوئے اسے خاص طور پر کہا تھا کہ اگر اسے مائیگر کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ اسے ریڈ کاشن دے گا اور چونکہ ابھی تک اسے ریڈ کاشن نہ ملا تھا اس لئے مائیگر رک گیا تھا۔ پھر جب وہ گھومتے پھرتے تھک گیا تو وہ ایک طرف موجود میزوں کے گرد پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گیا جہاں عورتیں اور مرد بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے۔ وہاں سب لوگ جوئے کی ہی باتیں کر رہے تھے۔ کسی کو ہارنے پر ملال تھا اور کوئی جیت کی خوشی میں گلاب کی پھول کی طرح کھلا چلا جا رہا تھا۔ مائیگر نے دیر کو کہہ کر لپٹنے لئے جوں منگوالیا اور پھر وہ جوں سپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً مزید ایک گھنٹے کے بعد اسے عمران اسی راہداری سے واپس آتا دکھائی دیا تو مائیگر اٹھ کر رہا ہوا۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر مشروب کی خالی بوتل کے نیچے رکھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ یہاں عمران سے شناسائی کا اظہار نہ کرنا چاہتا تھا۔ پھر عمران کے پیچے چلتا ہوا وہ ستار سیمینیو سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں پہنچ گئے۔ مائیگر نے پارکنگ سے کار باہر نکالی تو عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے پھرے پر بوریت اور بیزاریت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کہاں جانا ہے باس“..... مائیگر نے کار کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف لے جاتے ہوئے عمران سے پوچھا۔ ”واپس رہائش گاہ پر“..... عمران نے جواب دیا اور مائیگر نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اشبات میں سرہلا دیا۔  
”کیا ہوا ہے بس۔ کوئی خاص بات۔ آپ بے حد بور اور بیزارے نظر آ رہے ہیں“..... مائیگر نے سڑک پر کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔  
”خواہ مخواہ تین چار گھنٹے ضائع کئے۔ میں سمجھا تھا کہ اسراۓلی کا سپیشل گروپ ہے۔ کوئی خاص منصوبہ بندی کرے گا لیکن یہ تو انتہائی احمق لوگ ثابت ہوئے ہیں۔ ساری میٹنگ کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ انہوں نے لورین اور اس کے کسی ساتھی جیری کو چوبیں گھنٹوں کی مہلت دی ہے کہ وہ مجھے ہلاک کر دیں۔ ہونہہ نا نسنس۔ بھلا ایک آدمی کی ہلاکت سے پاکیشیا کا کیا بگڑ جائے گا“..... عمران نے بڑھاتے ہوئے کہا تو مائیگر سمجھ گیا کہ عمران اسی لئے بور ہو رہا ہے کہ اسراۓلی ہجھٹوں نے پاکیشیا کے خلاف منصوبہ بندی کرنے کی بجائے عمران کو ہلاک کرنے کی منصوبہ بندی کی ہو گی اور ظاہر ہے عمران اپنی ذات کو کوئی اہمیت ہی نہ دیتا تھا لیکن یہ بات تو مائیگر جانتا تھا کہ عمران کی کیا اہمیت ہے لیکن ظاہر ہے وہ اس بارے میں کچھ کہہ نہ سکتا تھا اس لئے وہ خاموشی سے کار چلاتا رہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ صدیقی اور باقی ساتھی رہائش گاہ پر موجود تھے۔

”تم لوگ وہاں گئے تھے“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر ہے ہی ہماری واپسی ہوئی ہے۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پھر کیا ساتم نے وہاں“..... عمران نے کہا۔

”وہی کچھ جواب نے سنا۔ ظاہر ہے زیر والیوں کا رسیور ہمارے پاس تھا۔ آپ کی ہلاکت کی منصوبہ بندی ہو رہی تھی اور لورین اور جیری کو چوبیس گھنٹوں کا نار گٹ دیا گیا ہے“..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور مجھے واقعی یہ سب کچھ سن کر جو ذہنی کوفت ہوئی ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ نجات پا کیشیا کے خلاف کیسی کیسی منصوبہ بندی ہو گی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ لوگ ہر صرف میری ہلاکت کو ہی سب کچھ لیں گے تو میں سپار گو سے ہی واپس پا کیشیا چلا جاتا۔“ - عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ کی ذات تو پا کیشیا کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے“..... صدیقی نے کہا۔

”خاک سرمایہ ہے اور اگر ہے بھی ہی تو کسی کی ذات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ انسان تو بہر حال آتے جاتے رہتے ہیں۔ اصل اہمیت ملک اور اس کے اداروں کی ہوتی ہے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ بہر حال یہ ان کا شہر ہے اور لورین خاصی تیز ایجنت ہے۔ لا محالہ وہ ہمیں ٹریس کر لے گی“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”پروگرام کیا ہونا ہے بس واپسی۔ مشن تو مکمل ہو چکا ہے۔“

عمران نے جواب دیا

”لیکن اسرا نیلی ایجنت تو یہ سمجھیں گے کہ آپ ان کے خوف سے فرار ہو گئے ہیں اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ پا کیشیا میں بھی آپ پر حملہ کریں۔“..... صدیقی نے کہا۔

”جو ان کی مرضی آئے سمجھتے رہیں اور جوان کا دل چاہے کرتے رہیں۔ میرا اس میں کیا دخل ہو سکتا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن اپنی جان بچانا بھی تو فرض ہے“..... صدیقی نے کہا۔ ”ہاں ہے۔ لیکن جب جان خطرے میں ہو۔ اب میں پہلے ہی لٹھ لے کر نہ بیٹھ جاؤں اور ہوا میں اسے گھمانا شروع کر دوں۔“..... عمران نے جواب دیا اور صدیقی بے اختیار، نس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی اور عمران نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھا لیا۔ ساتھ یہ ہے؛ ہوئے صدیقی نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر فون کے لاڈر کا بٹن آن کر دیا۔

”یہ مائیکل بول رہا ہوں۔“..... عمران نے بدلتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”راجربول رہا ہوں مسٹر مائیکل۔“..... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

”تم فکرنا کرو راجر۔ تمہاری رقم تمہیں دے کر ہی واپس جاؤں گا۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ولیے تم نے جو تعاون کیا ہے۔ میں اس کے لئے بے حد مشکور ہوں۔“  
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے رقم کی فکر نہیں ہے مسٹر مائیکل۔ کیونکہ آپ نے جس شپ کا  
حوالہ دیا ہے اس حوالے کے درمیان میں آنے کے بعد رقم کی فکر باقی  
نہیں رہ سکتی۔ میں تو آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ جس کمرے میں  
موجود تھے وہاں سے آپ صرف میٹنگ ہال میں ہونے والی گفتگو تو سن  
سکتے تھے لیکن وہاں سے ایسا کوئی راستہ نہ تھا کہ آپ میٹنگ ہال میں  
داخل ہو سکتے۔“..... راجر نے کہا۔ تو صدیقی نے گردن موڑ کر اپنے  
ساتھیوں کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور وہ سب بے اختیار  
مسکرا دیئے۔

”ظاہر ہے اب میں جن بھوت تو نہیں ہوں کہ دیواریں توڑ کر  
جاوں۔ لیکن تم نے یہ بات کیوں کہی ہے۔“..... عمران نے حیرت  
بھرے لجھے میں کہا۔

”کنگز کے چیف سمیت میٹنگ ہال میں موجود پندرہ کے پندرہ  
افراد کو گولیوں سے وہیں میٹنگ ہال میں ہی اڑا دیا گیا ہے اور ان کی  
لاشوں کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ سب میٹنگ کے لئے کر سیوں پر  
بیٹھے بیٹھے گولیوں کا شکار ہوئے ہیں جب کہ روز مری گلب کا  
اسٹینٹ ٹینجر روڈی بھی ایک سٹور میں مردہ پایا گیا ہے۔ اس کی  
گردن کو خنجر سے کاٹ دیا گیا ہے۔ پولیس اور اعلیٰ سرکاری ادارے  
پاگلوں کی طرح قاتلوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے

کہ چار ایکر یمن روڈی کے آفس میں گئے تھے۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔  
اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔“..... راجر نے کہا تو عمران نے  
چونک کر پاس بیٹھے ہوئے صدیقی اور دوسرے ساتھیوں کی طرف  
دیکھا۔ اس کے پھرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”لیکن تم نے تو کہا تھا کہ وہاں اہتمامی سخت سائنسی حفاظتی  
انتظامات ہیں۔ پھر وہ کلب بھی ہر وقت کافی آباد رہتا ہے۔ ان حالات  
میں یہ واردات کیسے ہو سکتی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اسی بات پر تو سب حیران ہو رہے ہیں۔ تمام حفاظتی انتظامات  
ولیے کے ولیے ہی موجود ہیں۔ لیکن اندر میٹنگ ہال میں لاشیں پڑی  
ہوئی ہیں۔“..... راجر نے کہا۔

”پھر تو ان کے اپنے ہی آدمیوں کا یہ کام ہو گا جو خفیہ راستوں کے  
بارے میں جانتے ہوں گے۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ بہر حال پورے کا پورا اسپیشل گروپ ہی اڑا  
دیا گیا ہے۔ اسرا ٹیلی حکام کے لئے یہ خبر بہت بڑا دھمکہ ثابت ہو گی۔ اور  
کے۔ گذ بانی۔“..... دوسری طرف سے راجر نے کہا اور عمران نے ایک  
طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”تو تم نے یہ کارروائی کی ہے۔“..... عمران نے صدیقی سے مخاطب  
ہو کر کہا۔

”ابھی آپ نے راجر کو خود ہی تو کہا ہے کہ یہ ان کے اپنے آدمیوں کا  
ہی کام ہو سکتا ہے۔“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”وہ تو میں نے اسے مطمئن کرنے کے لئے کہا تھا۔ ورنہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ اگر ان کے اپنے آدمیوں کی کارروائی ہوتی تو اسٹینٹ مینجر روڈی کی لاش کیوں ملتی۔ ظاہر ہے تم نے اس روڈی پر تشدد کر کے اس سے کوئی خفیہ راستہ معلوم کیا اور پھر جا کر یہ کارروائی کر دی۔ حالانکہ میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فورسٹارز آپ کے حکم کی پابند نہیں ہیں عمران صاحب۔ وہ علیحدہ سمجھنی ہے۔..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہاں تم سیکرٹ سروس کی طرف سے مشن پر آئے ہوئے ہو۔ فورسٹارز کی طرف سے نہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ مشن تو سپار گو میں مکمل ہو گیا۔..... صدیقی نے کہا۔

”بہر حال اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں اپنی ذات کے حوالے سے اس طرح کی کارروائی کو پسند نہیں کرتا۔ وہ اگر مجھ پر حملہ کرتے تو پھر دوسری بات تھی۔ ابھی تو وہ صرف پلانٹ ہی کر رہے تھے۔..... عمران نے کہا۔

”آپ نے سناتو ہو گا کہ کنگز کے چیف نے انہیں الٹی میٹم دے دیا تھا کہ اگر وہ ناکام رہے تو انہیں موت کی سزا دے دی جائے گی اور ظاہر ہے انہوں نے ناکام تو ہونا ہی تھا اور انہیں موت کی سزا تو بہر حال ملنی ہی تھی۔ جو بیس گھنٹے بعد نہ ہی پہنچے ہی، ہی۔..... صدیقی نے جواب

دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ویسے تم نے تو اتنے کم وقت میں استاد بڑا اقدام کر کے مجھے بھی حریت زدہ کر دیا ہے۔ مجھے تفصیل تو بتاؤ۔..... عمران نے کہا تو صدیقی نے اسے شروع سے آخر تک ساری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اسی لئے مجھے گولیوں کی آوازیں سنائیں نہ دیں کیونکہ جب چیف نے میٹنگ برخاست کے الفاظ کہے تو میں نے زیر والیوں فوراً ہی آف کر دیا اور واپس چلا آیا۔ کیونکہ میں واقعی بور ہو گیا تھا۔..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہم تو یہی سمجھے تھے کہ آپ نے یہ سب کچھ سن لیا ہو گا لیکن جب آپ نے اس سلسلے میں کوئی بات نہ کی تو ہم بھی خاموش ہو گئے۔ صدیقی نے کہا۔

”لیکن ایک بات بتا دوں کہ اب جب چیف تک یہ رپورٹ پہنچنے گی تو پھر ہو سکتا ہے کہ فورسٹارز کا ہی خاتمه با تغیر ہو جائے۔..... عمران نے کہا تو صدیقی اور باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔..... صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا۔ ”مطلوب قاہر ہے کہ چیف کو میں نے اس کیس کی تفصیلی تحریری رپورٹ دیتی ہے تو اس میں یہ سب کچھ بھی آجائے گا اور چونکہ تم نے شیم لیڈر کی مرضی اور اجازت کے بغیر یہ کارروائی کی ہے اور چیف کے نقطہ نظر سے یہ ناقابل معافی جرم ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”آپ فکر نہ کریں۔ ہم چیف کو خود ہی جواب دے لیں گے۔ آخر وہ ہمیں صفائی کا موقع تو دے گا ہی۔“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا جواب دو گے؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ظاہر ہے کہ اب صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو تو یہ معلوم نہ تھا کہ اس وقت وہ چیف کو ہی جواب دے رہے ہیں۔

”یہی کہ عمران صاحب پاکیشیا کا بہت بڑا سرمایہ ہیں اور اس سرمایہ کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔“..... صدیقی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار کھلا کھلا کر ہنس پڑا۔

”لیکن تم تو جانتے ہی ہو کہ چیف کی نظروں میں میری کیا حیثیت ہے۔ جبے تم سرمایہ کہہ رہے ہو اسے وہ کرانے کے سپاہی جیسی اہمیت بھی نہیں دیتا۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ چیف کو احمد سمجھتے ہیں۔ اسے ہم سے زیادہ آپ کی اہمیت کا علم ہے۔ اسی لئے تو وہ آپ کو ہمیشہ لیڈر بنانا کر بھیجتا ہے اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیتا ہے کہ اگر ہم نے آپ کے احکامات کی محمولی سی خلاف ورزی بھی کی تو ہمیں سخت سزا دی جائے گی۔“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ تو اس لئے کہ اسے مشن کی کامیابی چاہئے۔ اس کی نظروں میں مشن کی اہمیت ہوتی ہے۔ میری نہیں ہوتی۔“..... عمران نے ہنسنے لے جواب دیا۔

”اس لئے تو ہم نے یہ کارروائی کی ہے کہ آئندہ بھی چیف کو مشن میں کامیابی حاصل ہوتی رہے۔“..... صدیقی نے جواب دیا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلا کھلا کر ہنس پڑا۔

”تم نے لورین کو ہلاک کر کے میرا سکوپ ختم کر دیا ہے۔ میں تو یہ سوچ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ لورین ظاہر ہے جب بجھ پر پے درپے جملے کرے گی تو شاید جو لیا کو میری اہمیت کا احساس ہو جائے اور پھر شاید ویرانوں میں بہار آجائے لیکن تم نے یہ سہری موقع بھی ضائع کر دیا۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ جب چاہیں آپ کے ویرانے میں بہار آسکتی ہے۔ ہم تو آپ کی وجہ سے خاموش ہیں ورنہ بہار کی جرأت ہے کہ نہ آئے۔“..... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا اب تم نے بھی دم پر تو نہیں ناچتا شروع کر دیا۔“..... عمران نے کہا تو اس بار صدیقی کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ عمران کے اس محاورے کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ چوہے نے شراب پی لی تو وہ اپنے آپ کو ہمہ سے بھی بڑا اور طاقتوں سمجھنے لگ گیا تھا اور اس نے ترنگ میں آگراپنی دم پر کھڑا ہو کر ناچتا شروع کر دیا اور ملی اسے جھپٹ کر لے گئی۔ عمران کا مطلب تھا کہ اتنی سی کارروائی کر کے کہیں انہوں نے بڑے بڑے دعوے تو نہیں کرنے شروع کر دیئے۔

”اس میں دم پر ناچھنڈاں والی کون سی بات ہے عمران صاحب۔“.....

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

صرف اتنی کارروائی کرنی پڑے گی کہ مس جولیا کو مقامی بیاس پہننا کر اور سپر دروپ پر اوزھا کر آپ کی امام بی کے پاس لے جانا ہے اور پھر تم جب امام بی کو بتائیں گے کہ جولیا نے اسلام قبول کر لیا ہے اور نو مسلم کا کتنا بڑا درجہ ہوتا ہے اور جولیا کی شرافت اور پاکیزہ کردار کے سب مل کر قصیدے پڑھیں گے تو مجھے یقین ہے کہ امام بی کو ہو بے حد پسند آئے گی اور پھر اس کے بعد آپ کے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہے گا۔..... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے ارے۔ بس۔ بس۔ میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ فور سٹارز واقعی کارروائی کرنے کے ماہر ہیں لیکن یہ یہاں اسرائیلی ہجمنوں کے خلاف تم نے جو کارروائی کی ہے اس تک ہی محدود ہو۔ مزید پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ واقعی درست ہے۔ امام بی کے ذہن میں اگر یہ بات بیٹھ گئی کہ نو مسلم کا کتنا بڑا درجہ ہوتا ہے تو پھر واقعی میرے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہو گا۔“ عمران نے کہا تو صدیقی اور دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ ”تو یہ بات آپ نے تسلیم کر ہی لی کہ ویرانہ خود بہار سے بھاگتا ہے۔..... صدیقی نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”اب تم ہی بتاؤ کہ ویرانہ بیچارہ کیا کرے۔ کیونکہ بہار آنے کے بعد اتنے شیاوں چیاوں ملائپ کے پھول کھل اٹھتے ہیں کہ ویرانہ بیچارہ ویران وقتوں کو پاد کر کے آہیں بھرتا رہ جاتا ہے۔..... عمران نے کہا اور کہہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

## ختم شد